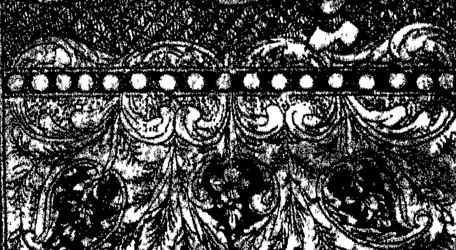






مطبع نامی منشی نولکشور میں بطبع مزین مطبوع

بہت ۔۔۔ زبان کہاں رات ۔۔۔ ہی باقی
تیرے قربان ۔۔۔ وقت ۔۔۔ کا

[illegible]

سکر دعوی ۔۔۔ حضرت ۔۔۔ کا

میرا ۔۔۔ کی بار ۔۔۔ کا
بالو ۔۔۔ عالم ۔۔۔ میرا ۔۔۔ کا
[illegible]
[illegible]

۔۔۔ گھر ۔۔۔ کا نام ۔۔۔ کا
۔۔۔ ہوا ۔۔۔ کا
وفا کا ۔۔۔ صاحب ۔۔۔ کا
۔۔۔ آزمانے کا



یوں تو ہر شے میں ہے [illegible] ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌
پر تو موسی ہے ہر ایک یہہ ادنی سا ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ موسی و نار و نور طور اوسکا

آ گیا مجھے ازل سے کام ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ عجز اپنا ہے اور غرور اوسکا

قرب اپنا تو چلے پیدا اگر ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ پاس [illegible] شعور اوسکا

حور و غلمان کا جو طالب ہو ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ چھوڑ تجکو یہہ ہے قصور اوسکا

ہے یہی بات عقل کے نزدیک ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ فی الحقیقت ہے قرب دور اوسکا

نہ ملے یا ملے وہ ہے مختار ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ پر تجھے کدر ہے ضرور اوسکا

گو کہ ظاہر نما رہے زاہد ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ دل سے پر چاہیے حضور اوسکا

دہوم دہوری ہوا ہے صنعت کو
پاس آ کچھے درد و دور اوسکا

دیر و کعبہ میں ہے جلوہ وہی ہر جائیکا ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ تو نہ لیکن تجہے نقصان یہہ بنائیکا
ہو گیا یار جو گشتہ تری رعنائیکا ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ فائدہ کیا ادنی اعجاز مسیحائیکا

قاتل کے اپنے سر پہ جو آنکھوں سے دیکھ کر
یک لخت بند ہو گئی تکبیر کی صدا

الله اکبر اپنا ہی صیاد کم سخن
جو وقت ذبح بھی نہیں تکبیر کی صدا

تیر نگہ میں اوسکے نہ آواز نے نشان
معیوب ہی جو ہو تو وہ یہ ہو تیر کی صدا

آتا ہی [illegible]
جو بند ہو گئی تیرے زنجیر کی صدا

آیا وہ پوچھنے مجھے تو نے ذرا حیف
سینہ سے لب تک آ نہیں تاخیر کی صدا

کہتا ہوں کچھ نکلتا ہے کچھ اوسکے روبرو
ہو دور سے جیسے صاحب تقریر کی صدا

صنعت ہمارے نالوں سے ہمسایہ تنگ ہیں
دلگیر سب کو کرتی ہے دلگیر کی صدا

جو سامنے میں جگہا اوسکو تاڑ کر بیٹھا
تو جب وہ آئینہ چہرہ سے اوٹھ کر بیٹھا

فقط تری ہی دلا [illegible] پہ آنکھ اپنی [illegible]
پھر وہ صبر کے اوس سے لگا کر بیٹھا

یہہ کیا ستم ہے وہ غیروں کو [illegible]
میں جبکے غم میں گھر اپنا اوجاڑ کر بیٹھا

دلا تجھے ہی مبادا کہیں [illegible]
ابھی وہ غیروں کو انکو ہی خوب جھاڑ کر بیٹھا

مقابلہ کیا خسرو سے بل بے اوفرہاد
طریق عشق میں کو دل پہاڑ کر بیٹھا

ہمارے تن پہ جنون ہی لباس خاکستر
اسیکو آنسو لیے جیب پھاڑ کر بیٹھا

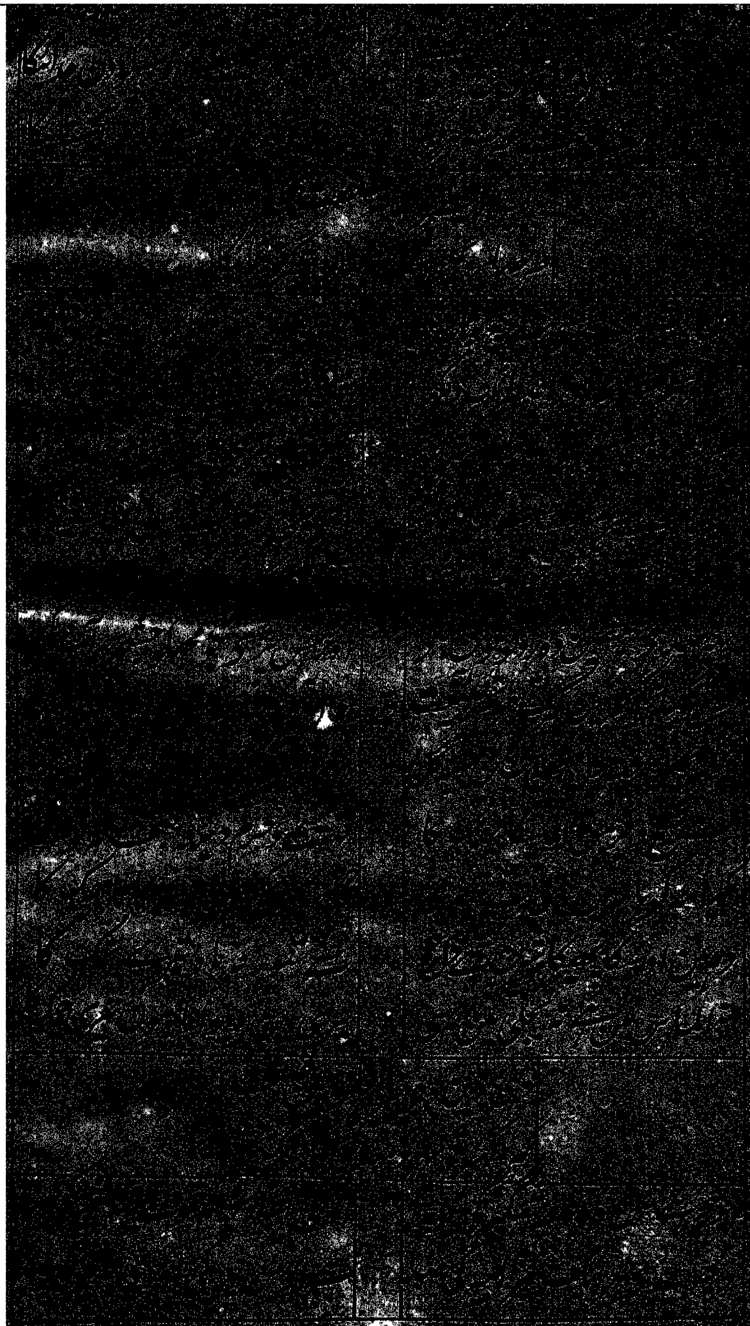
جگے یہہ آنسو کس طرح اب تو صنعت
تو سینہ آہ کی شعلوں سے پھاڑ کر بیٹھا

یہہ لخت دل نہیں مژہ خونبار پر چڑھا
دلدار کے لیے تو یہہ دل دار پر چڑھا

دیکھے ہی جسکے لاکھوں گریبان تا بہ تار
ایسا یہہ رنگ ہے تیری دستار پر چڑھا

ہمسایہ آئی وہ تو میں سو سو بہانے سے
کوٹھے پہ بیٹھا اور کبھی دیوار پر چڑھا

صنعت کی ہے وہ شکل کہ صیاد مرغ کی
دیکھی بدام کرکے گرفتار پر چڑھا



شب فراق مین دل بیہ اضطرار رہا — نہ ایکدم کسی پہلو اسے قرار رہا

وہ شب کو غیر کے دلبر جو ہمکنار رہا — عجب طرح سے یہہ دل ہجر مین بیقرار رہا

وہ اور شکوہ تو جتنا تہا در کنار رہا — یہہ ستم کہ تو غیر دیتے ہم کنار رہا

چمن مین یار فقط چشم دیکھنے کا ترے — مدام نرگس شہلا کو انتظار رہا

رہا ہے بحر مین جسطرح ہر دمون سے نم — یہہ اپنا لخت جگر یون بچشم زار رہا

وہان جان ہوئی مانی کو کہینچے تصویر — نہ زلف کہینچ سکی اوسکی سر اپنا مار رہا

ترے نہ رونا بکا کرنا در بدر پہرنا — تمہارے غم مین یہی ہمکو کاروبار رہا

نہ دیکھا اوس نے اوٹہا آنکھ مین ہزار طرح — اشارہ کر رہا اکتا رہا پکار رہا

بجا ہے پند و نصیحت تو آپکی لیکن — گلے مین اوسکی تمہارا اگر گذار رہا

تو آج کل ہی مین سن لو گی ناصح مشفق — نہ آپکی بہی گریبان مین ایک تار رہا

مدام عشق مین اوس خوش نگاہ کی صنعت
یہہ طفل اشک لپٹنے گلے کا ہار رہا

کچہہ تو بتا کہ یہان سے کیا ہوا — اوٹہ گئے کدہر گئے وہ یار کیا ہوا

آتش سے رشک کی مین جلا اور شعلہ رو — غیر ہی کا تیر ہی گرم یہہ بازار کیا ہوا

رہین بار یاب سب تری محفل مین میان — آیا غلام بہی اگر ایک بار کیا ہوا

روتا ہے زار زار دل زار کے لیے — دل دیتا یہہ تجکو اب انکار کیا ہوا

دل سے ہزار طرح کا انکار ہی اوسے — کہتا ہی گرچہ منہ سے وہ اقرار کیا ہوا

بیمار چشم سے جو کہڑی ہی عصا لیے — ایسا یہہ تجکو نرگس بیمار کیا ہوا

دستار بہی چہوڑ ہی گیا بیا مین تو شیخ — یہہ اوسکے دیکھکر تجہے دستار کیا ہوا

سب کو نصیحت آپ فضیحت ہوئی سو کو — ہوگا تو خوب سا ہی ابہی خوار کیا ہوا

صنعت کرامتا ہی جو ہر دم مسری طرح

عاشق کسیکا تو بھی کہین یار کیا ہوا

زاہد حرم مین طالب غلمان و حور تہا
واللہ سب یہہ اوسکی سمجھ کا قصور تہا

دہان غیر کے مکان مین نشہ مین وہ چور تہا
یہان بزم مین اپنے شیشۂ دل چور چور تہا

مسجد مین بتکدہ مین حرم مین حرم مین
دیکہا جو غور سے تو اوسیکا ظہور تہا

تیر نگہ کی سہم سے غش آگیا اوسے
رستم تہا دل اگرچہ بہادر تہا سور تہا

ق

تجہ کہا کہ ہاتہہ تو دیکہو ہمین آپکا
کیسا تجا تمکو میان ایسے دور تہا

مین اوسکہ ہمی لبرا اپنا سامنے لیکے گیا
بولے کہ نبض کا تجہے کسدن شعور تہا

صنعت یہہ ہی غضب ہے تو طالب ہے دید کا
وہان لنترانی سنکے چلا کوہ طور تہا

اپنا عاشق نہ مجہے وہ بت پرفن سمجھا
عجز و الحاج کو وہ قانہ کا مدعی سمجہا

یہہ خدا جانے کیا وہ بت پرفن سمجہا
دوستی کرتے ہی جانی مجہے دشمن سمجہا

کوچۂ یار کو بلبل نے تو گلشن سمجہا
شیخ کعبہ اوسے اور دیر برہمن سمجہا

جسکو دیکہا وہ گلا کاٹ کی خود آپ ہوا
مین تیری چشم فسونساز کو رہزن سمجہا

تن عریان پہ جو کل مین نے کہلاے جلکر
بدگمان اوسکو بھی ہملکار کلی ہیکلی سمجہا

کچہہ بن آئی نہ مجہی مین نگیا اوسکی پاس
دوستی بگڑی جو مین پاس کے چتون سمجہا

سلک دندان سی یہان نے چکایا مجکو
گرد الماس سکے مین نیلم و کندن سمجہا

آہ سے تیر سوی چرخ جو چلتے دیکہو
ہستارکو ہر ایک شخص نے روزن سمجہا

چونکتا ہے کوئی ٹہوکہ کی ادا کا کشتہ
صورکے شور کو گہنگرو کی چہن چہن سمجہا

سنگ در آجائے جدہر مین بہا دہر جاتا ہون
مین تو جیک اوسکا اور وہ مجہی آہن سمجہا

ایسے جلاد سے کیون دل لگایا صنعت
اپنے دلکو تو ذرا جان کے دشمن سمجہا

شب فراق مین دل بیر یہہ اضطرار رہا — نہ ایکدم کسی پہلو اسے قرار رہا

وہ شب کو غیر کے دل بر جو ہمکنار رہا — عجب طرح سی یہہ دل مین بیقرار رہا

وہ اور شکوہ تو جتنا تھا در کنار رہا — یہہ تھیہ ستم کہ تو غیر دیسے ہم کنار رہا

چمن مین یار فقط چشم دیکھنے کا ترے — مدام نرگس شہلا کو انتظار رہا

یہی ہے بحر مین جس طرح ہر دم موج — یہہ اپنا لخت جگر یون بچشم زار رہا

وہاں جان ہوئی مانی کو کھینچے تصویر — نہ زلف کھینچ سکی اوسکی سر اپنا مار رہا

تڑپنا رہ نہ بکا کرنا در بدر پھرنا — تمہارے غم مین یہی ہمکو کار و بار رہا

نہ دیکھا اوس نے اوٹھا آنکھہ مین ہزار طرح — اشارہ کر رہا ابکتا رہا پکار رہا

بجا ہے پند و نصیحت تو آپکی لیکن — گلی مین اوسکی تمہارا اگر گذار رہا

تو آج کل ہی مین سن لوگے ناصحا عشق — نہ آپکی بہی گریبان مین ایک تار رہا

مدام عشق مین اوس خوش نگاہ کی صنعت
یہہ طفل اشک بس اپنے گلی کا ہار رہا

کچھہ تو بتائو کہ یہہ اسرار کیا ہوا — اے گلرخ کدہر گئے وہ پیار کیا ہوا

آتش سے رشک کی مین جلا او شعلہ رو — خونی کا تیری گرم یہہ بازار کیا ہوا

مین بار یاب سب تری محفلین ہوئے میان — آیا غلام بہی اگر ایک بار کیا ہوا

روتا ہے زار زار دل زار کے لیے — دل دی بتا یہہ تجکو اب آزار کیا ہوا

دل سے ہزار طرح کا ارکا ہی اوسے — کرتا ہی گرچہ منہ سے وہ اقرار کیا ہوا

بیمار چشم سے جو کہڑی ہی عصا لیے — ایسا یہہ تجکو نرگس بیمار کیا ہوا

دستار بہی چھوڑ ہی گیا مین تو شیخ — یہہ اوسکے دیکھکر تجھے دستار کیا ہوا

سب کو نصیحت آپ فضیحت ہوئی — ہوگا تو خوب سا ہی ابہی خوار کیا ہوا

صنعت گر امتنا ہی جو ہر دم مری طرح

عاشق کسیکا تو بھی کہین یار کیا ہوا

زاہد حرم مین طالب غلمان و حور تھا — واللہ سب یہہ اوسکی سمجھ کا قصور تھا

دیان غیر کے مکان مین نشہ مین وہ چور تھا — یہان بر مین اپنے شیشۂ دل چور چور تھا

مسجد مین بتکدہ مین حرم مین حریم مین — دیکھا جو غور سے تو اوسیکا ظہور تھا

تیر نگہ کی سہم سے غش آگیا اوسے — رستم تھا دل اگرچہ بہادر تھا سور تھا

ق

تیغ کہا کہ ہاتہہ تو دیکھو ہمین آپکا — کیسا تجاہل تمکو میان ایسے دور تھا

مین اوسکی چہری لیکر اپنا سا منہ لیکے رہگیا — بولے کہ نعش کا تجھے کسدن شعور تھا

صنعت یہہ ہی غضب ہے تو طالب ہے دید کا
دیان لنترانی سنکے جلا کوہ طور تھا

اپنا عاشق نہ مجھے وہ بت پرفن سمجھا — عجز و الحاح کو وہ قاتل کا پد روغن سمجھا

یہہ خدا جانے کیا وہ بت پرفن سمجھا — دوستی کرتے ہی جانی مجھے دشمن سمجھا

کوچۂ یار کو بلبل نے تو گلشن سمجھا — شیخ کعبہ اوسے اور دیر برہمن سمجھا

جسکو دیکھا وہ گلا کاٹ کے خود آپ گیا — مین تیری چشم فسون ساز کو رہزن سمجھا

تن عریان یہ جو گل مین ہے کہلا ی جلکر — بدگمان اوسکو بہی پہلکاری تلی دامن سمجھا

کچھ بن آئی نہ مجھی مین نگیا اسکی پاس — دوستو بگڑی جو بین یا نشے چتون سمجھا

سلک دندان سی یان نے چکایا مجکو — گر در الماس سکے بین نیلم و کندن سمجھا

آہ کے تیر سوی چرخ جو چلتے دیکھو — ہر ستارہ کو ہر ایک شخص نے روزن سمجھا

چونکتا ہے کوئی ٹہوکر کی اداکا کشتہ — صور کے شور کو گہنگرو کی جہنا جہن سمجھا

سنگدل جائی جدہر مین بہی اودہر جاتا ہون — مین تو چپکا اوسکا اور وہ مجھی آہن سمجھا

ایسے جلاد سی کیون دلکو لگایا صنعت
اپنے دلکو تو ذرا جان کے دشمن سمجھا

فرقت مین تیرے خون بدن سے نکل گیا
اور دم بھی ساتھ آہ کی تن سے نکل گیا

کل سطرف وہ اپنے چمن سے نکل گیا
دیکھے سے اوسکو جی مرا تن سے نکل گیا

جو چاہیے سو کیجیے مرتے ہین آپ پر
بے ساختہ یہ حرف دہن سے نکل گیا

عالم کو تیرے دیکھ کے عالم بھی ہی یون
ابتو وہ شوخ ساختہ پن سے نکل گیا

گر مین نے آگے نہ سے قدم عشق مین رکھا
پھر وہ بھی ابتو حسن دمن سے نکل گیا

مسکن دلون کا ہے یہ سمجھ جعد پرشکن
مارا پڑا جو اوسکے شکن سے نکل گیا

کل دیکھ تیرے حسن کا عالم خفیف ہو
کر چاک پیرہن وہ چمن سے نکل گیا

صنعت کو جیسے یاد تمہاری ہی یا علی
تب سے وہ رنج و درد و محن سے نکل گیا

یہہ ایسا مردمون حائل ہی دریا چشم گریانکا
کہ ابتک شناور ہو ملتا نہین تیر مژگانکا

ہمین تو خلد سے بہتر ہی یار رو دید جانانکا
وصول اپنے سے خواہان ہو کوئی اہل عملکا

جو عالم آپکا ہی وہ دو عالم مین نہو ویگا
ہے اونکا حور کا غلمان کا اور جن و انسانکا

بھلا ایسی سے دل کیونکر بچے جسکا یہ عالم ہو
تبسم قہر چشم آفت مژہ خونی ہو دہانکا

طریق عشق مین رکھنا قدم مردانہ ای صنعت
کہ تو روز ازل سے ہیچ خوان ہی شاہ مردانکا

عشق نے دلکو قاش قاش کیا
چشم تر نے یہہ راز فاش کیا

مسجد و دیر و تار و زنار مین یار
تو ہی نکلا جہان تلاش کیا

عشق گلرو مین ہمنے ای ہمدم
چشم تر کو گلاب پاش کیا

کٹ گئے سب رقیب جب مجھسے
طلب اوسنے جب قلم تراش کیا

دور تک آ دیکھ مین نے ای ظالم
تیرے کوچہ مین بود و باش کیا

کیون نہ شعرا اونکا خوب ہو صنعت

جنکو ہی حق نے خورش معاش کیا

آنا ہمسے تو اسی کچھ بھی نجانا اوسکا
تیر تو ٹھہر گیا ہمدم مون جانا اوسکا

بھولتا مجھکو نہیں پیار سے آنا اوسکا
جھٹ بگڑ کر وہین جھوتونکا بنانا اوسکا

دوست تو عشق مین اوس ماہ کی مین کیونکہ ہون
مجھکو منظور ہے گرگو نہین برہانا اوسکا

سنتے ہی روح نکلجائیگی قالب سے مرے
حرف رخصت نہ کوئی مجھکو سنانا اوسکا

یاد مین آپکی جس نے ہی بھلایا سب کچھ
منصفی سوچ تو ہے دل سے بھلانا اوسکا

اوس گھڑی گذرے ہین کیا کیا مرے کچھ اپنے خیال
جب کوئی کہتا ہی کیا خوب ہی گانا اوسکا

ظالم ہو جو کرے کوئی کسی پر ہمدم
یاد او ہمدم مجھے آتا ہی ستانا اوسکا

گوشۂ چشم سے وہ تیر نگہہ پھینکے ہے
دل کے قربان کہ ہوتا ہی نشانہ اوسکا

حق مین منت کے تری واللہ یہی بہتر ہی
دل سے ایکدم بھی نہ تو نام بھولانا اوسکا

صاحب کو دیکھنے کا اب ہی خیال دلکا
دیکھو تو یہہ ارادہ کیا ہے محال دلکا

پیاری عبث ہی ہمسے ہردم سوال دلکا
ہمکو ہوا ہے آپ ہی رکھنا وبال دلکا

کرنے سی غرض میری عین الیقین ہوگا
جبتک نہ دیکھیے گا آنکھونسے حال دلکا

یہہ آرزو ہی کٹ جای ایک رات ملکی باہم
ارمان یہہ کبھی تو دیجیے نکال دلکا

رکھیے اسے بخوبی یا پھیر مجکو دیجیے
کردیجیے ایکدن تو کچھ انفصال دلکا

سب خال سے لگے ہین دیکھی سی خال اوسکا
آباد تھا جو کبھی ہے خال خال دلکا

بلکتی رہی جب وہ منت اوسدم وہ ہر ہی ہی
یہہ عذر یہ منت اور یہہ کمال دلکا

ہمسے کیا او حیف بھی پیر نے منہ پھیر لیا
میری آہوں سے بھی ہلتا تیر نے منہ پھیر لیا

دم آخر بھی تو تجھیر کو حسرت ہی رہی
یعنے اوس صاحب تکبیر نے منہ پھیر لیا

بار کشتی تها وہ او تهی کی قسمت لٹی | اوس نے مارا مجھے پر تم نے منہ پهیر لیا
کهڑے مزہ کے جانب [illegible] ہل سے تها تیز | خسرو سے شیرین کی تصویر نے منہ پهیر لیا
آپکے چہرۂ پر نور سے شرماکے ادہر | مہر سے صاحب تنویر نے منہ پهیر لیا
اوسکو دربان نے پهیرا یار کی میری خاطر | ایک جہان سے ترے دلگیر نے منہ پهیر لیا

ہے بجا سے مجھے امید شفاعت صنعت
مرے افعال سے یہان پیر نے منہ پهیر لیا

دو چند حسن ہو جس سے شتاب [illegible] لا | اب آفتاب بنا کے ساغر مین ساقیا مے لا
مین اوس پر لکا دیوانہ ہون ای برادر | کہ دیکهکر جسے مجنون ہو گئے لیلا
مجھے یہہ سوچ ہے کیونکر اوسی [illegible] | کہ دیکهنے ہی سے [illegible] جسکا رنگ ہو میلا
بہرا ہے علم مین لیکن عمل نہین کرتا | کیونکہ شیخ کو کہیے کتاب کا تهیلا
کبهی نہ میری طرف اوس نے التفات کیا | تمام عمر سے کرتا رہا مین واویلا
مین پاؤن پڑتا ہون دست جنون خدا کو مان | ہمارے چاک گریبان کا پاؤن مت پهیلا

رہا جو آپکا میلان غیر سے صاحب
اسی سبب سے ہے صنعت کا [illegible] میلا

دل ہے ای مرغ دل یہہ عشق کی اوستاد کا | دل کسی صورت سے آزردہ نہو صیاد کا
[illegible] قدرت نے بہت جان اوسے دو کر دے | ورنہ چہرہ پر تو ہے معمول یکہی صاد کا
سخت جلنے پر مین انکے کسقدر نادم ہوا | رہگیا گردن مین خنجر ٹوٹ کر جلاد کا
سنکے وہ اس تذکرہ کو ہو مبادا منفعل | ہے طریق عشق مین بیجا گلا بیداد کا
[illegible] کر سکے نہین مین اوسکو [illegible] دیکها کیا | کند تہا خنجر بڑا احسان ہے جلاد کا
بن گیا پهر سراپا مین تو تیری عشق مین | کند گردن پر مری خنجر ہوا فولاد کا
[illegible] کا محبوس ہون جیسے [illegible] | عمر بهر ہرگز نہین مین منتظر میعاد کا

جان کنی کی ہین نے اور ہی نام اوسکا کوہکن ۔ ہمنشین مشکل ہے میرا کام یا فرہاد کا

یار جانی دشمن جان ہو گیا سنکر اوسی ٭ یہہ اثر اچھا ہوا صنعت تری فریاد کا

جیب اپنا سا بہی دو چار گریبانمین نتہا ۔ پہر جنون آیا تو ایک تار گریبانمین نتہا

تہا گلوگیر حقیقت مین وہ خون عاشق ۔ تکمہ ربعل ترے یار گریبان مین نہ تہا

از ازل تا ابد دست جنونمین یارو ۔ کونسی روز پہم پیار گریبان مین نتہا

روز و شب شام و سحر دست جنونکی دولت ۔ ہاتہہ اپنا کبہی بیکار گریبانمین نہ تہا

کیونرنہ مہمان سی وحشت سن پہرتا دم ۔ تار بہی نام کو زنہار گریبان مین نہ تہا

خون عاشق تہا وہ شفافی گردنکی سبب ۔ رنگ پان تیرے نمودار گریبانمین تہا

دیکہکر دست و گریبان تجہے اغیار نسنے ۔ آنسوؤنکا مری کب ہار گریبانمین تہا

دشت وحشت کا کچہہ احوال نہ پوچہہ اے مجنون ۔ کون خار نمودار گریبانمین نہ تہا

تن عریان کو مین کاہی سے چہپاتا ناصح ۔ حال دامان مین تہا تار گریبانمین تہا

یہان تلک دہجیان پارہ ہین اوڑائین اوسکی ۔ تار کا بہی کہین آثار گریبانمین نہ تہا

اسقدر دعوی ہستی مین جو تو تہا صنعت
نقش لا تجہے اظہار گریبانمین نہ تہا

بیڑیان اوسکو نہ تو اوبت بے پیر پہنا ۔ اپنے دیوانہ کو یہہ زلف کی زنجیر پہنا

یہی جی چاہی ہے دل چہلنی کو ایک عالمکا ۔ چہلے اون ہاتہو مین دیکہے کوئی تصویر پہنا

اپنے عاشقکو پنہا طوق لو اب یار زنجیر ۔ جو پہنا تا ہے پہنا لیک تو توقیر پہنا

پہلے تو کاٹ تو لے سر کو مرے اے قاتل ۔ جب گلے اپنے لگے تو عنبر کو زنجیر پہنا

مار ڈالا ہے تیری زلف نے جسکو کافر ۔ اپنے ہاتہو نسے کفن اوسکو تو بی سر پہنا

اوسکی نزدیک تو یہہ بہی نہین کچہہ دور اگر ۔ ہار اوس ہاتہ سے دیوی مجہے تقدیر پہنا

نور پور اوسنے جہلونکا یہہ عالم صنعت

دی جرئت جیسے کہ کوئی بستر پر بہنا

ہے وصل کی شب میں تری جانیکا یہہ کھٹکا
عدہ بدہ ہو نہ سحر کی نہ مجھے ہوش ہے دھڑکا

ہے ایکتو وہ شعلۂ جانسوز ترا حسن
اب دامن مژگان کو بلا اور یہہ بھڑکا

ترسن آیا نہ تمہارے تجھے ای بت ترسا
ترسا میں تری دید کو اور وصل کو تڑپا

اے ابر بہاری تجھے رحمت میں کہوں جب
جو وصل کی شب بار لگا دیوی تو جھڑکا

آیا نہ تو وعدہ پہ تو حالت تھی یہہ اپنی
دوڑا میں ادھر یار جدھر پات ہی کھڑکا

صبر و دل و دین ہوش و قرار اسنے لیا
ہٹ کا تو وہ استاد ہوا اور بانی ہی لڑکا

باتیں وہ ادا زلف کی بل بے تری کافر
سچ سچ یہ ہوں قربان دیوانہ ہوں لڑکا

صنعت تری صنعت کو تو اب پا نکلے ہم
لایا تو ادھے دام میں ہر حیلے سے پھڑکا

مجھے ارمان ہی تھا لب گور کیا
آگ کی چھاتی سے کبھی اوسنے نہ مسرور کیا

عشق سے اپنی جو مشہور ہوا عالم میں
اوس پری رو نے دیوانہ مجھے مشہور کیا

پھر نظارہ یہہ بند کیا اسنے یارو
چشم تو دی تھی وہ اشکوں نے نا سور کیا

قرب کا اپنے مجھے اور رقیبوں کا بتلا
یہہ ستم تو نے نیا اوسکا دستور کیا

حالت کو مرے دیکھنے تو کر ترا
پاس آ یا جو مرے تو نے اوسے دور کیا

آتش غم سے تری واسطے مجھ پر
سینہ بریان کیا دل خوشہ انگور کیا

پر عداوت ہی مرے ساتھ یہہ تجکو مدام
آگے غیروں کے اوسے تو نے منظور کیا

خوبی بخت سے ہم یار کے گھر تک پہنچے
جبکہ دربان نے دروازہ کو معمور کیا

ق

کوئی سمجھتا ہے تری چشم کا بیمار بھلا
گو کہ صنعت نے علاج اوسکا مقدور کیا

تجھے ہمکو تو شکوہ نہیں ہی یار تمہارا
پر کہتے ہیں سب کیسا ہی دلدار تمہارا

ڈر چلا ہون اوسے مجکو کہتا ہی مجہسے
اب شہرہ ہی ہے یار نمودار تمہارا

سب اپنی تو تمہین کو گئے بہول یارے
ایسا یہہ بتا کس سے ہوا پیار تمہارا

گر یہہ سچ ہے تو کیجے نہین تقصیر کچہہ اپنی
ہے یہہ بہی لگایا ہوا آزار تمہارا

مانع مین نہین غیر کا پر سارے جہانمین
مشہور ہے بندہ جو گرفتار تمہارا

گڑ جاتا ہون مین شرم سے ہر جای بنی کا
کرتا ہے کوئی عیب جو اظہار تمہارا

لڑکو نکی تو مشہور ہے ہٹ سا بین گہ وین کیا
تہا ایک تو آگے ہی مین بیمار تمہارا

یہہ طفل سرشک ہو گیا ہی ہار گلے کا
دیکہا جو کہین موتیون کا ہار تمہارا

صنعت کو کسی بات پہ آزردہ نکرنا
غم کہانیکے لائق ہے یہہ غمخوار تمہارا

یہہ غنچہ قدون نے حسن نکالا کف پا کا
محشر کیونکہ نہو دیکہنے والا کف پا کا

سب خار خسک خونکو دریا مین ڈبو دو
چہالو سے تیرا نام اوچہالا کف پا کا

مین نے تو یہہ چاہا کہ ملون خوب سے آنکہین
ایک بوسہ بہی دیکر مجہے ٹالا کف پا کا

ارمان یہی جی مین رہا اوس نے کسی شب
سایہ بہی کبہی مجہہ پہ نہ ڈالا کف پا کا

ق

کیا اونکے نزاکت کا بیان کیجئے ہمدم
انداز یہہ ہے سب سے نرالا کف پا کا

کمخواب کا ہو فرش تو آوے اوسے کم خواب
چبہتا ہے جو ہو فرش دوشالا کف پا کا

ہے یا ہی دعا چند جگہ تلوون کی صنعت
بیٹہے ہی سے پاجامہ پہ پالا کف پا کا

آپ غیر ملتے ہین اب تو مجہے رسوا کیا
کس جگہ کس سے غیر کسکے روبرو رسوا کیا

دیکہہ تو مین نے بیری غم مین تیرے کیا کیا
سن کے غم پایا دوا نے تو نے بہیجا کیا

مین تجہے چاہا کیا تو غیر کو چاہا کیا
ہای ظالم عمر بہر تو نے جو مجہہ چاہا کیا

کیجیے کیا خوبی قسمت کہ جو اک عمر بہر
مین تو تجکو دوست تو دشمن مجہے سمجہا کیا

وای اے قسمت نہ اوسنے پھر نظر دیکھا مجھے
سامنے اوسکی کھڑا رہا کیا تڑپا کیا

چھپ گئے ملنے مجھسے پھر گھٹوائی میر چاند با
آپکے ملنے کا یہن بے گر کہین چرچا کیا

غائبانہ بھی وہ دم بھرتا ہے اے صنعت ترا
ایسا اوسپر تو نے کیا جادو کیا ٹونا کیا

نالہ سینہ سے کب نہین آتا
یار آتا ہے جب نہین آتا

جان تولی ہے پر ابھی تمکو
دل کے لینے کا ڈھب نہین آتا

جان جاتی ہے واسطے جسکے
وہ یہان ہے غضب نہین آتا

دم تو کب کا نکل گیا ہوتا
ضعف سے تا بلب نہین آتا

اور جو چاہیے سو کہہ لیجے
پہ نہ کہیے کہ اب نہین آتا

ناتوان ہون پہ تیری کوچہ مین
کچھہ رقیبون سے دب نہین آتا

او صنعت تو یاد ہے لیکن
اوسکے ملنے کا ڈھب نہین آتا

میرے تو پاس یارو نہ سیم تھا نہ زر تھا
پھر کیون نہ دور رہتا مجھسے وہ سیم بر تھا

آرام اسقدر کیجے آہو نکلی اکثر تون سے
اب ہی ہوا محل یہہ آگے بھی جگر تھا

قاصد سے وہ یہہ بولے آتا جو تو ادھر تھا
تجھکو بھی اپنے جیکا یا آبرو کا ڈر تھا

ق

اسدرجہ آہ زاری اوس خلق جسکے غم سے
آنسو جو کل بہا تھا سو لیے بہا گہر تھا

بلبل کو ذبح کرکے گویا غبان ہوا خوش
ہر عضو مین پرا وسکے یہہ عشق کا اثر تھا

عاشق کی تیرہ غم مین طالب پہ تیغ ستمگر
چارو طرف سے اوسکے ایک شور الحذر تھا

آسکے تو ایک ہی وہ اوڑتی تھی گل کی خاطر
گلشن مین آج اوسکا اوڑتا ہر ایک پر تھا

دل بسکے اسلیے ابتک ہمین تھا یہ
تایہہ کہو نکوی صنعت بھی شیفتہ پر تھا

آئینہ تجکو نہ اے رشک چمن دکھلایا
دل عشاق کو یہ رنج محن دکھلایا

کوہ فرہاد کو اور قیس کو بن دکھلایا
تو نے اس شکل سے منہ غنچہ دہن دکھلایا

ابر نیسان بھی ہوا شرم سے پانی پانی
اپنا جب چشم گہربار نے فن دکھلایا

ساتھ لگ لی نہ کہین اسکے تو نے عیار
گہر بیٹھا رہا مجھے عہد شکن دکھلایا

تن اغیار چھنا رشک کی تیروں سے وہین
اوس نے جلوے سے جو تن تیغ بدن دکھلایا

سر مو زلف سے تمسے نہوا الگ یون یار
سنبل و مار سیہ مشک ختن دکھلایا

آگئی لہر جو رونے کی تو آنکھون نے مرے
طرفۃ العین مین دریا کی جمن دکھلایا

بدگمانی اسے کہتے ہین کسی شخص نے جب
اوسکے بیمار کا جب اوسکو کفن دکھلایا

ہنسکے بولے مجھے نادان سمجھکر بیمار
اپنی عیاری کا یہ آپنے فن دکھلایا

بات صنعت سے بتائی کوئی چھل کی تشبیہ
ایسا کس نے اوسے بے ساختہ پن دکھلایا

آیا وہ نہ یہان قاصد کل وعدہ دلبر تھا
بستر پہ مین بیکل تھا اور دھیان سوئے در تھا

ناصح نہ سمجھنا تو مجھکو کبھی تر دامن
تصویر خط میری گو ہاتھ مین ساغر تھا

برسات مین دیکھتے ہی بارش جو لگی ہونے
تھی چشم ایک چشمہ بر مین دل مضطر تھا

وہ بانگ جو سنتے ہی مین ذبح ہوا اوسدم
کیسا قلق اسدم پر اللہ و اکبر تھا

قاصد جو کہے تو ہے قید گران اوسپر
بیکل تری خاطر وہ کل شوخ ستمگر تھا

ملنے کا خیال اوسکو ہوتا جو بہلا تجھے
تو خواب مین آجاتا وہان کسکا اوسے ڈر تھا

صنعت نہ بسر آیا تو ابروی قاتل سے
یون کہنے کو گو تجھین سو طرح کا جوہر تھا

ایک مدت مین میسر ہوا ہاتھ وہ گل رات لگا
سو یہ کہتا ہی کہ اب تجھکو نہ تو پاس آیا

تاکہ ہوتا مین قدمبوس کسی حیلے سے
پاؤن بھی اوسکا میرے ہاتھ نہ یہان تک آیا

خوف رہتا ہی دریا مکا ایک عالم کو | ایسی ہو روسکے نہ اے چشم تو برسات لگا
ساتھ رہتا ہون تو کہتا ہی وہ جھنجلا کو | سایہ سنان کسلیے پھرتا ہی تو دن رات لگا

اور جو جاتا نہین صنعت تو کہی ہو وہ شوخ
کہ تیرا اب کہین دل اور کسی سات لگا

ہے غم سے تیرے شیشہ دل چور کسی کا | یہہ عرض کری اونسے جو مقصود کسیکا
جو دیکھتے ہی کہتا ہو سر دور کسی کا | وہان جاکے کہو کیا کوئی مذکور کسیکا
ای لخت جگر تجھسے تیری دار مژہ پر | ہے لخت جگر صورت منصور کسیکا
عشاق کا باقی نرہے تخم جہان مین | مردہ ہے دلا اے بہی منظور کسیکا
ایک شخص نے محفل مین کیا اونکو بہی گر | ق | ترٹپے ہے پڑا نزع مین رنجور کسیکا
تو چین جبین ہو کے لگی کہنے کہ کمتر | یہان بار دگر ہیو نہ مذکور کسیکا

صنعت وہ تجلی کا لب یہ ہی عاشق | عاشق تو جہا مین ہی تو مشہور کسیکا

وہ جلوہ گر ہے ہر ایک جا کہان نہین ملتا | جہان مین کونسی جا ہی جہان نہین ملتا
ہر ایک سمت مین سن سن جرس کی آواز | بہٹکتا پہرتا ہون پر کاروان نہین ملتا
کہا مین تیرے لئے خلق سے جدا ہون یار | ق | غضب ہی تیری بہی تو دوستان نہین ملتا
تو پہر مین اپنا سا منہ لیکے رہگیا اسدم | کہا جب اوسنے کہ مین تمسے یہان نہین ملتا
میری کہانی سنائی جو اوس ستمگر کو | تو مجہا اب ایسا کوئی قصہ خوان نہین ملتا
ہر ایک شب وہ قمر کیطرح سے پہرتا ہے | مجہی پر اوسکے قدم کا نشان نہین ملتا
یہ ناتوان ہون غم نازنین مین بستر مرا | اجل کو بستر غم پر نشان نہین ملتا
خطا آگئے ہمہ بہی وہ اسقدر مکدر ہے | جواب صاف بہی قاصد کو وہان نہین ملتا

جو غور کیجیے تو صنعت مین صانع ہے موجود
مگر یہ نکہت گل پر عیان نہین ملتا

دل کافر کو جو عشق صنم چیندر رہا
پیدا ہوور دو بارہ الم چیندر رہا

دم آخر بھی وہ دمساز نہ آیا اور میں
چشم میں منتظر یار دم چیندر رہا

جی کی جی ہی میں رہی حسرت رہا اور الم
ہائے نکلے عدم در جانان قدم چیندر رہا

پیچ کاکل سے ترے اور خم ابرو سے مدام
میں گرفتار گویا پیچ و خم چیندر رہا

سیر ہستی تو بہت ہو چکی اب ای صنعت
چاہیے رہنے ملک عدم چیندر رہا

ہر ایک کو میں نے آپ ہی اپنا کیا رقیب
وہاں جسکو لیگیا وہ میرا ہو گیا رقیب

بس دیکھتے ہی آپکو دشمن میرا ہوا
کیا دوست کیا یگانہ و بیگانہ کیا رقیب

کی عرض میں نے غیر سے ملتا نہیں ہے کیوں
رسوا کریگا آپکو یہ ہے برا رقیب

بولے کہ وہ بھی یوں نہیں ہے ہم کو نہیں گمان
چہرہ یہ تو کسی کے نہیں ہے لکھا رقیب

ایہ تو دوست دونوں ہیں لیکن یہ آپ ہیں
آپ ہی سے ہیں رقیب وہ ہے آپکا رقیب

لاچار ہو کے ہمنے سکھایا اوسے عتاب
یعنی ہر ایک لگ نہ چلے اس سے تا رقیب

پہلے وہ صاف ہمسے ہی کرنے لگی عتاب
پھر اوسکو ڈر ہی کہ سامنے موجود تھا رقیب

نادم سا ہو کے میں سنے ادھر ہائے روٹھا
کچھ تو ہنسے وہ آپ ادھر کچھ ہنسا رقیب

کہو دو تو ہے غیر کو سو کرے ہی جا ہیں
اوس دم مثل یہ کہنے لگا برملا رقیب

صنعت یہ سچ ہے ہوتا ہے جب مہربان دوست
دشمن بھی دوست ہوتے ہیں اور آشنا رقیب

قسمت میں اوسکے دیکھیے دکھلائے کیا نصیب
ہو وصل یا وصال ہو جو ہو سو یا نصیب

عیش و طرب نشاط ہو قسمت میں غیر کے
درد و الم فلک نے ہمارے کیا نصیب

ہمنے جہان میں کہیں دیکھا ہے اسقدر
بخت سیاہ طالع بد اور برا نصیب

کچھ سنکے اوس نے مانگ کی تقدیر سے مدد
پھر اپنے والیوں جو کچھ آگیا نصیب

لایا ہے کھینچکر اوسی رشتہ ہی عشق کے
بیٹھا جو بزم مین یار تو مین نے یہی کہا
یہہ بات سنکے وہ لگے کہنے کہ بندگی
پہر کیون نہ ابتلک مجھے لایا وہ اسجگہ
مین ترس کہا کی آپ ادہر کو جو آگیا
احسان کا تو اب یہہ زبانہ نہین عجب

صد آفرین ہی عشق تجھے مرحبا نصیب
اب ہون فدا ہی یار کہ تجہپر فدا نصیب
آگے بہی تو یہی تہا اجی آپکا نصیب
ایسا ہی گرچہ آپکا پر زور تہا نصیب
فرماتے ہین اب آپ کہ لایا میرا نصیب
اچہا تمہارے گہر نکرے پھر خدا نصیب

مین نے کہا کہ آپ کی ہر بندہ پروری
تشریف یہان جو لائے یہہ صنعت کا کیا نصیب

کرنا تمہین اس بندہ کا آزاد نہین خوب
دیکھہ اوس قد موزون کو تو کہتا ہے اچہا
وہ سنکے نہ کہا کہ نہین تجھکو یہہ ڈر ہے
ایکروز کہا مین نے کہ مرجائیگا کوئی
تو سن کے وہ کس ناز سے کہنے لگا کیا خوب

کیجیے گا ایسی آپ بہی پہر یاد نہین خوب
اتنا یہہ اکڑنا تیرا شمشاد نہین خوب
اتنا یہی قلق ہی دل ناشاد نہین خوب
ایسا ستم ہی ظلم کے اوستاد نہین خوب
تو کون جو کہتا ہے کہ بیداد نہین خوب

ایکروز وہ تنہا مجھے کہنے لگا صنعت
ہر روز کا یہہ نالہ و فریاد نہین خوب

آپ ان دنون جو ہم سے ہین بیزار کیا سبب
ہے دلمین اوسکے لو تمہی دلدار کیا سبب
مین نیم جان ہون اسلئے ای یار بیقرار
غیرون سے واثق آپکے قول و قرار ہین
آنکھین دکہائین آپنے اوسکو مین کیا
کیا جرم کیا گناہ کہ پرارشاد لو کہ مرد

اسکا ہمین بتاؤ تو ہے یار کیا سبب
ہوتے نہین خلیق طرحدار کیا سبب
پورا کیا نہ آپ نے اقرار کیا سبب
ہوتا ہے ایک ہم سے یہہ انکار کیا سبب
حیران جو ہی یہہ نرگس بیمار کیا سبب
انکلا سا وہ کرم ہی نہ وہ پیار کیا سبب

صنعت کی ہوئین جلد مرادین حصول
سے دیرا سمین حیدر کرار کیا سبب

دلبرایان جہان گرچہ نمودار ہین سب
لیلی و ہیر و دمن گو کہ طرحدار ہین سب
مرض الموت ہے وہ عشق جسے کہتے ہین
جتنے معشوق جہان مین ہین مگر آپ سوا
تو س آبرو ہے ہنسی برق سی اوسکی گہٹا
باغ مین چادر و فوارہ و شبنم اور نہر
کسطرح پل مین یہہ دل خانہ زنبور کیا
عرض کرنا تو یہ گستاخی ہے تقصیر معاف
ناقص العقل یہہ بندہ تو اکیلا ہی نہین

آپ کے سامنے پر صرف یہ بیکار ہین سب
جسکے ہم عشق مین اجی اوسکی یہہ سب شکل ہین سب
دق و سل تپ خفقان اور یہہ آزار ہین سب
بے تامل یہہ کہونگا کہ وفادار ہین سب
مرے رونیکی یہہ اسے مردمون آثار ہین سب
گلبدن حال مرا دیکہکے یہہ زار ہین سب
مردمون تیر مژہ اوسکے تو خمدار ہین سب
آپکے جتنے ہین اقرار وہ انکار ہین سب
غور کر دیکہو تو اس عشق مین لاچار ہین سب

کوہکن بلبل و پروانہ و مجنون صنعت
عشق مین اوس مہر کو تو ہر گرفتار ہین سب

مردمون روئے ہم ایسا ہی تجھے بار ہین اب
شیخ کسطرح سے برجی مین ہین جتنے میکش
بہلا آپکا کسطرح سے شکوا کیجے
جبکہ تہی آپکے غصہ مین لطافت آگے
چہٹ گئی جسکے لیئے اپنے بیگانے سے
گرچہ حاضر ہین غلامی مین ہزارون صاحب

جو نہین ناصر کو نم دیدہ و خونبار ہین اب
یون چہدا تیر مژہ اوسکی دل زار ہین اب
سو جتنے لاکہون ہین اسکے حسین اظہار ہین اب
اوس کے کسے بہی نہین یاد ہین ہم بیمار ہین اب
اونکی ہم چہوٹے ہیں پائے تہین و بیزار ہین اب
پر یہہ بندہ بہی ہے آپکی سرکار ہین اب

اپنی تابع کیا صنعت نے اوسکی نعت سے
یہی جیسا ہی ہر ایک کو حیرو بازار ہین اب

آوینگے آج آپ کہ کل صبح و شام کب
ہو منتظر یہہ آپکا صاحب غلام کب

بیمار عشق کو تیرا اپنے بیگانے سب
کہتے ہین یا الٰہی یہہ ہوگا تمام کب

آزادگی بہی ہوتی ہے اکثر وبال جان
پہ ہون نہ زیرکی تو ہو محبوس دام کب

دشنام نہین دو دیتے گو دشنام بہی کبہی
لینے کو آدرد ہے ہے کسیکا سلام کب

ہر پل جو اپنی چشم کا سیلاب ہی بہی
تو ہم رہون ٹھہر سکے دیوار و بام کب

افسوس آج آہ و نالہ واقعات نہو اگر
ملک جنون کا ہو سکے پہر انتظام کب

جب آشنا سے کہتا ہون صنعت مین حال دل
گہبرا کے وہ کہے ہی یہہ ہوگا تمام کب

ایسے ہین اعجاز فرما اوس گل رعنا کے لب
ہو گئے بیکار گویا حضرت عیسیٰ کے لب

بوسنے جہنجہلا کر یہہ کیا تجکو لپکا پڑ گیا
وصل کی شب نے جو سیا اوسکی جب جہنجہلا کے لب

اشک سی لبریز ہے اپنا ہمیشہ چشم کا
دیکھتے ہی خشک ہو جاوین جیسے دریا کے لب

تنگ غنچہ کو کیا تنگی و ہنسی نے تیری
اور آگے لب کے گل ہی رہ گیا پہلا کے لب

موتیونکو موتیا بند ہو گئے دندانکو دیکھ
لعل کو تو دل پر خون کیا دکھلا کے لب

رنگ ہی رنگ سے صنعت کو تیری اوفن
رشک نیلم کر دیئے اوس لخمن آرا کے لب

جب چھپ گئی نظرون سے دل آزار کی صورت
پہر ہو گئی کچھ اور دل زار کی صورت

سب نے یکمہ ہی کہتے ہین اوس یار کی صورت
خالق نے یہہ ہاتھ اپنے سے تیار کی صورت

دیکھی جو تری چشم تو اے یار عصائے
نرگس ہے کہڑی ضعف سے بیمار کی صورت

کسطرح نہ ہم غم کی بہلا شکل بتاوین
خوش آپ ہون جب دیکھلے اغیار کی صورت

کس رنگ کہلاتے ہین یہہ گل آپکی غم نے
آ دیکھو تو اوس سینہ افگار کی صورت

دل چھین لیا شرطیا ہی سینہ ملبر کے لیئے یون
جون دام مین ہو مرغ گرفتار کی صورت

سر دیئے سوا اور نہ سوجھی اوسکو کچھ بات — جسکو نظر آئی سر سے خونخوار کی صورت
اشک آنکے جو مژگان پیدا ہوئی تھی تار — دی دار اسے ہمنے گنہگار کی صورت

درد و غم و اندوہ رنج و غم نے تری تھی صفوت
سب اوٹھ گئی دیکھ اوس میری غمخوار کی صورت

ابھی آئینگا ہے وہ قامت قیامت — گر کھینچے جس سے ندامت قیامت
اوٹھو آپ یہاں سے تو روز کی یہیں — مچاوینگا حضرت سلامت قیامت
جو اوس قد سے آگے بڑھے گی تو تمکو — کریگا ہر ایک بت ملامت قیامت
مونڈا خط نہ اوسکا اوٹھی حرف صفوت — دکھاتی ہے اپنی علامت قیامت

میرا مجھکو ہمسایہ کرینگے کیوں ہے
گر روز کی صفوت اوٹھا مت قیامت

نظر آتی نہیں وہ شکل ہمکو اب کسی صورت — مگر ہاں فضل سے اپنے دکھا دے رب کسی صورت
ہزاروں شکل کی بہروپ کرتا ہو نہیں آتی — گر تاب جائے اوسکے دیکھنے کا ہمکو اب کسی صورت
جو آہوں چلن بلبلیں اس تمنا میں کیجا تو — گنہ ہی آب لب اوس شوخ کی یک شب کسی صورت
بہت تکلیف ہوتی ہے جو لحظ کی نکلتی ہیں — کمان ابرو کی تدبیر کیجئے اب کسی صورت
دل انگلیں کھٹکا ہے سان کی طرح چلتی ہیں — وہیں آرام ہو نکلی جو سب کا سب کسی صورت

طفیل پنجتن یا کرم کیجئے صفوت کی
بر آوے یا علی کونین کی مطلب کسی صورت

اگر کرے وہ صنم اپنے گھر خدا کی رات — تو کسطرح سے نہو جمع وہاں خدا کی رات
خیال میں جو سوا اسکی سیر کی رات — تو خواب صبح تلک بھی مجھے نہ آئی رات
فلک نے وصل سے گو سو طرح اٹھائی رات — پر اوس نے کہو لکے زلفیں وہیں بنائی رات
کبھی نہ سات سحر تو نے بت جگائی رات — کہ ہم نے مانگی تھی جسکے لئے خدا کی رات

شب وصال ہی کا نام ہی شب معراج — خدا کے فضل سے باری وہ ہمنے پائی رات

مین اپنی دل مین تو باتین بہت بناتی تہین — پر اوسکے آگے نہ ایک بات بہی بن آئی رات

کسی سے آنکھہ لڑائی جو اوس نے محفل مین — ہماری اوسکے رہی صبح تک لڑائی رات

نہین مین چہرہ پہ زلفین مگر یہ سب کے ہی — کہ ہوتی دنکی یہہ دونون طرف سے آئی رات

نحو ایک روز شب زلف ہو مین اس باعث — کہ گھٹایا وصل کا دن ہجر کی بڑہائی رات

جو آیا گہر مین میری وہ ماہتاب یکبار — تو موہنہ پہ غیرونکی چہٹنی لگی ہوائی رات

اس انتظار کو کہتے ہین ہی اشد موت — تمہارے آنیکی قاصد نے جو سنائی رات

نہ آئی تم تو اسی انتظار مین کلفت
ترپ ترپ کے کوئی مرگیا بن آئی رات

وصل کی آپکے نہ پائی رات — مانگی جسکے لیے خدائی رات

جام مینا و باغ چاندنی رات — بن تیرے کچھہ نہ یار بہائی رات

تیری آمد مین دمبدم سب سے — یہی پوچھے تہا کتنی آئی رات

ہجر مین تیرے اوبت سنگین — نظر آئی مجھے خدائی رات

اٹ گیا مین گھڑی گھڑی کرکے — کیسی تم نے گھڑی جمائی رات

تم نہ آئے جو اپنے وعدہ پر — بیقراری ہوئی سوائی رات

ہوگیا مست مین سنتے ہی حسرت
اوس نے جانیکی جو سنائی رات

کہتے ہین کہ ہوتی شب ہجران ہی قیامت — پر ہے یہہ غلط ہجر سے آسان ہے قیامت

انکار ہی کر دیجیے ہوفی ہے سے ہوجا — ہر روز کی یہہ آپکی ہان ہان ہے قیامت

تہا نوح کا طوفان بہی قیامت کا نمونہ — یہہ عین میرا دیدۂ گریان ہے قیامت

ہے بام پہ تو یا کہ سوا نیزہ پہ خورشید — ہمکو تو یہہ اے مہر درخشان ہے قیامت

شمشاد و الف سرو سہی ٹکا تو کیا کیا — قامت کو تری دیکھ پشیمان ہے قیامت

ہے قد کا ترے شور جو عالم میں جو ظاہر
صنعت یہ اپنے واسطے پنہان ہے قیامت

ہر ایک بات مجھی پر جو تم نے ڈالی رات — کدھر تھا آپکا کبھی مزاج عالی رات
مدام زلف کی سودے سے ہم پریشان ہیں — ٹلی نہ سر سے ہمارے کبھی یہ کالی رات
ہمارے تن پہ یہ گل عشق نے کھلائے ہیں — کہ ایک مو کی جگہ بھی رکھی نہ خالی رات
ہے زلف و رخ سے تری اختیار میں ہمرا — کبھی تو دن کو بڑھایا کبھی گھٹائی رات
ہوا جو سرو چراغان نئی طرح سے میں — تو آیا پھر تماشا وہ لاوبالی رات
ہوا وہ آئینہ رو جب مرے مقابل آ — تو عکس سے ہمیں آئی نظر نرالی رات

لگا اتارسا چاہئے یہ دیکھ کے صنعت
جو ہم نے آہ شرربار ایک نکالی رات

ملو جو غیر سے تم ہم پہ یہ قلق ہے سخت — کہو کہ کس سے کہیں بات یہ اذیت ہے سخت
کھنچا تھا دار پہ منصور حق گو ہو کے — غرض جہان میں کہنا یہ حق ہے سخت
رقیب ساتھ تمہارے ہوا اور ہم یہاں — فلک ہے دور زمین کا نہیں ٹھکانا ہے سخت

کہا میں سنگدلی اے صنم نہیں لازم
کہا ازل سے یہ صنعت مری خلق ہے سخت

دیکھے تصویر کو کیا اوسکی دہن سے نسبت — لب بنا ہی کے ہوے ساختہ ہیں سے نسبت
وہ تو ایک قطرۂ نیسان ہے یہ ہے لخت جگر — مردموں اشک کو کیا دیدۂ نرگس سے نسبت
کیوں نہ معدوم ہوں ہستی میں عدم سے آ کر — کہیں پردیس کو ہوتی ہے وطن سے نسبت
حسن ایک روزہ ہے ترا حسن مدام — ہے غلط تجکو اگر دیکھے دولھن سے نسبت

گل و گلشن کو سمجھتا ہے رقیب اے صنعت

دی ہر ایک کو تو عشق کی زن نسبت

قتل ناحق کیا تو نے جسے تلوار گھسیٹ
مین نے قبر کا لنے جو بہا نہ کفن پایا اوسکے
حشر تک پینا ہو پایہ نہین آئین تو تشک
ہے سند مجھکو ہی بہر شفاعت پارو

اوس تلوار سکی نہ تو ظالم سر بازار گھسیٹ
بوسے کا ہم کو نہین نہ مجکو پھر تو عم ناز گھسیٹ
لے پلنگ پہ جو مجھے فرش سے وہ دلدار گھسیٹ
خط اگر ہاتھ سے دیوار پہ وہ دلدار گھسیٹ

اوسکے کوچہ مین نہین آتے ہیں یارا صنعت
بیقراری اوسے لیجاتی ہے ہر بار گھسیٹ

رہ کون مین جو چکیت کی یا رب کہہ کی چوٹ
مارا جواب بانکتے ظالم نے اب ایسے
جاتا نہین ہے درد کبھی اوسکا ہے نہار
ہے صدمہ فراق سے مجروح جسقدر
چھیڑا جو جیب مین نے تو ایک ہاتھ چھیڑ گا
نادان تیہرون سے جو بار ہو تو غم نہین
یہ بیمار کا سبب ہوگا لیو سا تہہ ہی
اغیار پست فطرت یہ چین کی پاتے ہی

پالٹکی رہ گئی تو چھوڑی کمر کی چوٹ
ہوتا ہون دیکھ کے مین جھل مہ کی چوٹ
لگتی ہے بات کی جو نشتر کی چوٹ
کسکو بھلا دکھائے اپنے جگر کی چوٹ
اوس نے لگایا پھر بھی جو سر کی چوٹ
دانا کی بات سے لگے پلیگ تیر کی چوٹ
لگتی نہین ہے جو سخن سیم و زر کی چوٹ
ہر وقت لگتی رہتی ہے بچے سے در کی چوٹ

صنعت کیا ہے سینہ لو اب آپکی
یعنی کہ خالی جاتی نہ اوس فتنہ گر کی چوٹ

خطا و جرم و گنہ مہربان کیا باعث
ادا و ناز و کرشمہ وہ آن لطف کرم
کہین کا قصد نہین آپکا تو پہر کہئے
کوئی ہی یاد تمہین سحر وہ فسون کیا

خفا ہو تم سے جو اے بدگمان کیا باعث
کہون مین دل کی پسا لگا جان کیا باعث
سنگار پان و مسی عطردان کیا باعث
ہری ہے آپ پہ سارا جہان کیا باعث

نہین ہے قصد اگر تمکو میری شب خون کا — چہپائی تمنے مسی مل کے پان کیا باعث
تمہاری ابرو و مژگان پہ ہی ہلال ایک قربان — لیے پہرو ہو یہ تیر و کمان کیا باعث

کسی کی چشم کا بیمار ہو گیا شاید
کراہتا ہی جو صنعت ہر آن کیا باعث

عیسی سی بہی نہو وے جس آزار کا علاج — پہر کیونکہ کر سکے تری بیمار کا علاج
یون نام عشق یار کا گر مین کہین تو کیا — وہ کیجیے جو ہو وے گنہگار کا علاج
اغیار ہین مریض طبیب اونکا آپ ہین — آیا موافق اونکو ہی سرکار کا علاج
آزاد چہوڑ سکے نہین یہان نہ جب تلک — بندہ کریگا اونکی سی دو چار کا علاج
مین آپ تیری چشم کا بیمار ہون بہلا — بیمار کیونکہ کر سکے بیمار کا علاج

درد فراق سے وہ ہلاکت کے ہے قریب
اب جا کے کیجیے صنعت غمخوار کا علاج

پوچہا نہ لون کشیدہ ہی سرکار کا مزاج — چہپتا نہین چہپائی سی کچھ بیمار کا مزاج
ہو وے خفا نہ دیکھیے سے چشم کی طرف — ہو ہے ضرور پوچہنا بیمار کا مزاج
دیکہو نہ ظرف اوسکی فقط اپنی بات ہی — جاتا ہی آسمان پہ اغیار کا مزاج
ہم نے تو سر جہکا دیا واللہ دیکہکر — مائل بقتل ہو وے خونخوار کا مزاج
طرح قارون کی تو نادان اوٹھا گنج کا رنج — ہوا حاصل بہی تو پہر کیا بجز رنج کا رنج
شب جہت مین بہی تو جنگ تو حمل الا وتا — نہین کم ہونیکا زنہار شکن رنج کا رنج
دہ سوار او نہ تو فعل نشین اوس زر پر — اور نہ شبہ ہو دیگا بجز کلو و شطرنج کا رنج
گلہ خسارہ یہ جو سبز چمن وداوسکی ہوا — کہینچنا ہمکو پڑا ابن لئی ابن نج کا رنج

داد تاہم دی او رابل سخن کچہ تو کہو
بس اسی بات مین ہے صنعت سخن سنج کا رنج

جاری ہی خون چشم سے چشمۂ آب کیطرح
بیٹھے ہین مردمان چشم خانہ خراب کیطرح

خفتہ یہ بخت اپنی جب جاگی تو کیا کہین ہین
وصل کی شب گذر گئی ہمکو تو خواب کیطرح

ہمنے سکھایا تھا عتاب غیر کی بدلے اوسے
سو وہ ہم ہی پہ صاف کی اوسنے عتاب کیطرح

غیر کے ساتھ گہ میان کہ کہ کرد ہمیں کشی
کیون نہ جگر جلے اپنا کبھی کباب کیطرح

فکر معاش یا مواد کبھی تو کیا کرین بھلا
جہان مین زیست ہی اپنی حباب کیطرح

ہو دسے اگرچہ دسترس اپنی تو شہسوار حسن
چومون قدم مین و سید ہم تیری رکاب کیطرح

بھیجی یا جو کا [illegible] سیلاب ہر
اوسنے نکالی صنعت [illegible]

ہلتی نہین ہوا سے یہ نخل چمن کی شاخ
لرزان ہی اوسکی سامنے سرو چمن کی شاخ

ہر طرف ہاتھ کاٹ سے رکھ دی اوسکی [illegible]
شاخ چنار شکل ہی تھی نارونکی شاخ

[illegible]
دیکھی نہو تو دیکھ لے سیب ذقن کی شاخ

ونبالہ اوسکے چشم سیہ [illegible]
یعنی [illegible] کا ہرن کی شاخ

[illegible] کہکشان ہے ستارہ ہون [illegible]
صنعت [illegible] کی شاخ

[illegible] چشم یار سپید و سیاہ و سرخ
[illegible] سپید و سیاہ و سرخ

[illegible]
[illegible] سپید و سیاہ و سرخ

شام [illegible]
[illegible] سپید و سیاہ و سرخ

[illegible]
[illegible] سپید و سیاہ و سرخ

صنعت [illegible]
[illegible] سپید و سیاہ و سرخ

[illegible]
[illegible] سیاہ و سرخ

ہی عکس لعل لب سے ترے جام آب سرخ
بے شوق سے نہین ہی یہ پلے شراب سرخ

خطرہ ہی تیرے صید کو فتراک مین یہی
ہوجائے میرے خون سے اوسکی رکاب سرخ

دیکھا جو تجھکو غیر نے محفل مین گلبدن
جاری ہوا اپنا اشک برنگ شہاب سرخ

گلگون قبا ہی آپ ہی گلفام لب مین لعل
کرتا ہوا اسلیے ہی وہ رنگ انتخاب سرخ

لگتی بہلی ہی جسطرح خورشید پر شفق
چہرہ پہ اوسکے یون ہی نمایان نقاب سرخ

تاثیر اوسکی لب کی ہی صنعت یہ دیکھیے
کرتا ہی سبز پان وہ کہا کر شتاب سرخ

ماہ رو تہا وہ اور وہ سر سے ڈرتی تہا اپنے سفید
کیا مقابل منہ ہوا دونون بہم دیکھے سفید

حال قوال شیخ آہن پہ ملمع سے گویا
غور سے دیکھو تو ہی تیرہ درون باہر سفید

پہرتے ہین اہل ہنر سی بے ہنر چمکے ہوئے
صفہانی سی بہت ہی تیغ بے جوہر سفید

تو تو وعدہ پر نہ آیا بیوفا اور ہمان ہوگے
دیدۂ مشتاق تیری راہ تکتے تک کر سفید

ہل بے تاثیر خیال حسن یار سیمتن
ہی سویدا بھی دل دلگیر کی اندر سفید

شمع پروانے سے شرماتی نہین ہی اب تلک
باوجود اسبات کی ہی پاؤن سے تا سر سفید

شعبدہ ہی یا طلسم ای سیم تن یا عکس رخ
جو ترے تن پر طلا کا ہوگیا زیور سفید

کہل گیا اپنے لکھے کا حال ہمپر ہی قلم
دور سے آئی نظر جب شکل نامہ بر سفید

ہیچ کہ بخوف تمہین خون نہین ہی ای سبک
کیا پہینے ہین تہ تہمیر اور ہی خنجر سفید

لگ گیا ٹیکا سیاہی کا قمر پر شک سے
اوسنے دیکھا جب ترا الماس کا جہومر سفید

اس تری تو آہی سفید اور روسیہ آئی رقیب
ہی عجب یہ بھی کہ نکلی زاغ کی ہی پر سفید

ہی سیہ باطن تو صنعت اب بھی کامل ہی مگر
یعنی سر پر ہوگئے ہین کیسے سے اکثر سفید

جدا ایک ایک اسکا ہوا گر بند بند
نہوگی دیکھنے سے چشم تر بند

نہ کریں باغبان بلبل کے پر بند / جو کرتا ہے تو ظالم کر نظر بند
تو اپنے پاس سکے آنے سے ظالم / خدا کے واسطے کافر نہ کر بند
مگر یہی ہے میاں ایسی تمہاری / لیا کیوں تم نے پیچھے کا کمر بند
وہیں ایک پل میں اوس سی جا ملیں ہم / تصور میں کرے جب چشم تر بند
ابھی سن پائیگا صیاد میرا / ارے ناصح تو اپنی چیخ کر بند

نہ قیدی ہوں پابستہ نہ محبوس ۔ مگر الفت کا ہوں صنعت نظر بند

نہ کوئی یار ہے اپنا نہ ہمدرد / سنا دیں بیکسی میں کسکو ہم درد
محن و رنج و تعب آرام و غم و درد / بہم آ کر ہوئے اپنے نہ ہمدرد
نہ دیکھوں شکل جب تک آپکی میں / کسی صورت نہیں گھٹتا یہ کم درد
رفیق و مونس و غمخوار اپنے / ہیں ان روزوں کئی اکثر بجز الم درد
اگر نامہ لکھے وہ یار مجھکو / تو اوٹھ جا دل سے اپنے یک قلم درد
بغیر از آپکے ہر لحظہ ہر پل / دل و جان پر یہ کرتا ہے ستم درد

خبر لو جلد صنعت کی عنایت
ستاتا ہے اب اوسکو یہ الم درد

جلاد ہے شاید مری صیاد کا اوستاد / یا ہے مرا صیاد ہی جلاد کا اوستاد
کسطرح نکمے سمجھے بیداد کا اوستاد / اے شوخ تو ہے ستم ایجاد کا اوستاد
ہر ایک ستمگار کا اوستاد فلک ہے / پر تو ہے فن ظلم میں اوستاد کا اوستاد
آگے مری محفلمیں وہ کسطرح نکل جائے / بندہ ہے ہر ایک بات میں افتاد کا اوستاد
صیاد کو بھی صید کیا گھیر کے مارا / زلفوں کا تری دام ہے صیاد کا اوستاد
تصویر تری نام خدا دیکھ کے اوٹھ / حیران رہا مانی و بہزاد کا اوستاد
سب سرو سہی طفل دبستان ترے قد / ایسے ہو رواں قد تو ہے شمشاد کا اوستاد

کسطرح جنون مجنون ہی جو ڈھونڈہن کرے میرا — دریا کا تو یارا فرہاد ہے استاد کا استاد

صنعت کو بہی شاگرد اری عشق کیا تو
مجنون کا اتالیق ہی فرہاد کا استاد

تمنے غیروں کو کیا آج دہان اے یار بند — یہان ہوئی فرحت سی مجہکو کہو لہو لہو اہند

کل یہہ حالت باغبان کی ہاتہہ سی بلبل کی تہی — پر تو جب بانہ دو گئی آنکہین کہلی منقار بند

دیکہکر چہرا تیرا چیر گریبان سب گل — قمر اک عالم یہ کہتا ہی تیرا دستار بند

ای عزیزان میں نہ شک کرتی یقین مجہکو ہی — یوسف مصری ہوا اس لب سی دم گفتار بند

ہو مقابل آپ کی جو حسن مین ہو کر دو چار — جیمین آتا ہی کہ کیجی اوسکی وصد چار بند

انتظار ایسا ہی کسکا جو وقت نزع بہی — کر نہین سکتا ہی اپنی چشم بیمار بند

اور بہی لکہی غزل صنعت بدلکر قافیہ
ہاتہہ سی کاغذ کاتب توڑ ڈالیو ای یار بند

کسکے چشم سرمئی کی دہن ہی اب جا بند — ہم مون جو ہوتی ہی سینہ سی آتی آہ بند

اوسکے عاشق کا نہو کس راہ سی عالم میں نام — جسکا عالم دیکہکر ہوتی ہی ہمدم راہ بند

ہی گہلاوٹ زلف سی اوس خلق ہی جو چین میں — ورنہ یہہ ابرسیہ کرتا ہی نور ماہ بند

ہے جو اس بیمار کو تیرا خیال انتظار — گاہ یہہ کہولی ہی آنکہین اور کرتی ہی گاہ بند

از برای مصطفیٰ تم نہار صنعت کا کوئی
دین و دنیا مین نہو وی کام یا اللہ بند

خط مونڈاتی ہے تو عارض ہوی تصویر سیاہ — پڑہو اختر جو مصحف کی ہو تحریر سپید

یہہ تصویر ہی کسی سیم بدن کا مجکو — ہی سویدا بہی درون دل دلگیر سفید

تو نہ آیا تو یہان ہو گئی تکتک کر راہ — دیدۂ منتظر ان باعث تاخیر سفید

یہہ طلسمات ہی یا تاب رخ سیم بدن — عکس سے جسکے طلا کی ہوئی زنجیر سفید

یاد میں اوس دہن خنداں کی گل نسرین
تخت دل کرتے ہیں اس چشم سے تا دید سفید

صحبت تنگ ہے ہو تیرہ دوران مشغول
مس کو جس طرح سے کر دیتی ہے اکسیر سفید

کشتہ چشم سیہ کے لیے احیا جو لقا
سرمہ ہی ہے کفن اور قبر کی تعمیر سپید

ہاے کس رنگ سے اقبال ہوا سرنوشت
ق
جوش گریہ سے تو ہو جاتی ہے تحریر سپید

اور زبانی ہی جو کچھ کہی تو اوسکے
خوف سے ہو رخ قاصد دم تقریر سپید

زلف کو ناحق جو کہتے ہیں سو اب پیچ
کیوں نہیں دست حنا بین دل کو سپید

ہاں مگر سانپ تو جاتا رہا ... الا
کیچلی ہے یہ نہیں زلف گرہ گیر سپید

یار و اغیار سے کیا کیجیے گلہ اے صفت
ہو گیا خون زمانہ ہی جو شمشیر سپید

ردیف ذال

تو ہے استاد فلک ٹھہرو تیرے تعویذ
کہکشان نانگ مہ و خور کے ہیں تعویذ

اوس پری زاد پہ تاثیر کسی نے بھی نہ کی
سورہ جن بھی پڑھے اور لکھے اکثر تعویذ

برق کی کوند میں کچھ فرق سر مو
اوس پری کے ہیں جو بازو پہ چمک بھی مجھے تعویذ

گر میان مجھ سے اب اور نہیں کرتا ہے وہ
کیا ہی ناو مہر ہو ... کا تعویذ

ہاتھ پیر باندھ کے گر ... سر پر
اپنے سر عشو پہ ... وہ تعویذ

تجھ پہ جان اتنے ہوں جس شخص کے
او سپہ تاثیر کرے پھر کوئی کیونکر تعویذ

تہلکے تھے مر گئے سب علومی و عقلی
نکلا اوس پہ کوئی جنتر و منتر تعویذ

درد سر کس لیے اتنا نہ کم ہو صفت اکو
باندھ دو اپنے گلے کا مرے سر پر تعویذ

دل بہر لگا کبھی اور ... صفت ... رباعی عدد لکھے کے برابر تعویذ

گریہ رونے میں جو لخت دل ہے تاب ناخن ہے
وہ ہنس کر بولا وہ بیٹھی پہر ہیں کیا شمر خار تا ناخن

ہلال عید کو بھی انگلیوں سے وہ بتاتے ہیں
کہ دیکھی ہے جنہوں نے تیری آب و تاب ناخن ہے

میں تنہا تا ... بدل اب مہندی لگا کے
سمجھا یا قتل کا یہ لو بھی اسباب ناخن ہے

عجب کیا ہے جو عابد ... سجدہ
نظر آتی ہے اونکو صورت محراب ناخن ہے

وہاں یہ جانب ... ناخن ہی حیرت سے / کسی صورت نہیں ہی تخیر نا سمیا بند ناخن پر
... نسبت کچھ ... / عجب ہے رنگ مہندی کا ترے ... ناخن پر
اگر ... تو ہو دلکو مری فرحت / مری عقدہ کشائی اوسکی ہے ... ناخن پر
سوای حسن و خوبی ہی تری آب و تاب ایسی / ... ناخن پر

حنا کا اوسکی ہر پوری یہ رنگت سی یہ عالم ہی ÷ کہ اہل صنعت کی ... ناخن پر

جو دیکھی اوس نے تجلی جناب کے منہ پر / ہوائیاں سی چھٹیں ماہتاب کے منہ پر
یہ نہیں تھی تری مقتول کی یہ آتش عشق / کہ چھالی پڑ گئی تیغ پر آب کے منہ پر
تمام عمر میں اوس سے سوال بوسہ کا / نہ لا سکا کبھی مارے حجاب کے منہ پر
کلف کو ماہ کی تل سے تمہارے کیا نسبت / وہ جھائیاں جو ہیں ماہتاب کے منہ پر
یہ سنکے یار نے ڈالی کہ تجھ پہ مرتا ہوں / کہو تو یہ کوئی اوس بے حجاب کے منہ پر
نہیں ہیں داغ یہ چیچک کے کیا تعجب ہے / چمک ستارہ نکلی ہی آفتاب کے منہ پر
بس اسکو ملیں ہو معلوم ایسی الفت ... / کہ رہی یہ ابر تو چشم پر آب کے منہ پر
کسیکی چشم یہ تخشش ہو ... / بجا گلاب کی چھینٹی شراب کے منہ پر
ہیں عاشق سارے خلق بگوش حیرت میں / ق / جو دیکھا حلقہ نتھ کو جناب کے منہ پر
کہ یعنی ہالہ مہ گرد مہ کے دیکھا ہے / یہ طرفہ ہالہ کہ ہے ماہتاب کے منہ پر
کسی پہ اندنوں مرتے ہیں آپ ایسے صفوت / ادب سے کہہ نہیں سکتے جناب کے منہ پر
یہ چشم تر بھی ہے اور ہونٹھ خشک رنگ زرد / نشان تمام ہیں اب اضطراب کے منہ پر

ہوا ہے پیر تو کر ترک میکشی صفوت
نہیں یہ بھتی ہے اہل خضاب کے منہ

مجھسے دیوانیکو کیونکر نہ کہو دو سے دونہ / چشم بد دور ہے اب تو وہ پری چہرہ دو دونہ
لب پہ بھی جان زبان بند کہوں ... آنکھیں / اسکی گھڑی ... تو رنجور سے دو دو

پر تو وہ تہا یہہ اوسکا کہ انا الحق بولا
ورنہ یہہ بات تو تہی طاقت منصور سے دور

پاس ہی غیر کے اور پاس رقیبوں کے ہوا اوسکا
ایک ہم تکتے ہین بیٹھے ہوی مجبور سے دور

کہنی بات جو محفل مین سلام اوسنے لیا
اونکو نزدیک تہا یہہ اوس بت مغرور سے دور

بعد مرنیکی بہی نفرت یہ رہی ہے مجہسے
مقبرہ میرا ہے جو گذرا تو مری گور سے دور

اضطرار اور قلق کو مری سمجہیگا وہی
جو ہوا ہو وہ لگا اپنی کبہی منظور سے دور

ہم گنہگار رہے کا محشر مین چہوڑا نا صنعت
یہہ تو کچہہ بات نہین اچہا یہ پر نور سے دور

ہر آہ آتشین میری اس آن بان ستم
مانند شمع شعلہ ہے ہر دم زبان پر

کہہ دو وہان جو شخص کو اس دم تو سر خرو
آہی لخت دل وہ شوخ ہوا امتحان پر

کر دو گلے سے پیچہے یار نکلو اپنی زبان
حرف شکایت آہی جو میری زبان پہ

کیونکر نہ دلبری کا یہ کیفیت اوسکی بات
تم غور کرکے دیکہو وہ آپ ہی کس آن پہ

آوین خیال دسکے ہین اب یہی کیا
جس شخص کا دماغ کہ ہو آسمان پر

تشبیہ کسی دون ہین پریشان ہون سلو
لہرا ئی جب ادا سے ہی زلف اوسکی کان پر

صنعت سنادی ہمکو تو ایک دوسری غزل
غش ہم ہین دوستی یار تری اس بیان پر

چہالے ہین پڑ گئے سنکے تن دوستان پر
ہم اس سے سوز دل نہین لاتے زبان پر

دیکہا لہو اس سے نہین اوسکی چشم مین
کرنیکو قتل باندہی ہے خنجر اوسنے زبان پہ

مین نے کہی قصہ توان جب کیا شکوہ اوسکے لب
لایا جبہی اپنے کہانی زبان پر

سنتے ہی اپنی خوبی قسمت وہ سو گیا
ہے ہے نہ کوئی بات چڑہی اوسکے کان پر

صنعت بدل کے پہر سنا تیسری غزل
مرتی ہے دوستون کی تری امتحان پر

کہایا نہ تو نے رحم اوسکی آشیان پر — کیون خاک مین ملائی بلبل کی باغبان ہے
اوسمین فقط گہر ہین اور ہمین لعل و گوہر — کیونکر نہ ہنسی نہ ہوتا ابر گہر فشان پر
ملتا نہین جو ملے چہٹتا نہین جو چہوٹن — کیا کیجئے کہ ہم تو مجبور ہین یہان پر
کچہ داستان ہماری اوسکو نہین سناتا — آتا ہے مجہکو غصہ اب اوسکی قصہ خوان پر

اوس وزیر اصنعت بیجا امکان ہکن ہے
رہجاے گر وہ پیاری ایک شب تیرے مکان پر

دربار مین نہین ہے تیری بار بار یار — کرتے ہین پہیری آنکہین لاچار چار یار
دستار شیخ جی کہین اوسکی نظر پڑی — کہتے ہو یہ جو جبہ و دستار تار تار
وہ خانۂ خدا دل عشاق اوسکی تیئین — غم نے تمہارے کردیا مسمار بار بار
ملتا نہین وہ مجہسے تو ناچار جا بجا — کرتا ہون درد دلکو مین اظہار یار یار

صنعت کو غم نہین ہے کہ اوس گلبدن کی رت
شبنم بہی رو رہی تہی یہ گلزار زار زار

دکہاوے تو نے جو ہمسایونکو گہر رو رو کر — کیا یہ طوفان کیا آب دیدۂ تر رو رو کر
حال دل لہیی کبہی اوس سے اگر رو رو کر — تو وہ کہتا ہے کہ بدنام نکر رو رو کر
طفل اشک اپنے کو ہم لخت جگر کیونکر نہ کہین — ہم نے پیدا کیے یہ لعل و گہر رو رو کر
ایسے حرکات شب وصل مین کرتا ہے وہ شوخ — تاکہ ہو جائے مجہے صاف سحر رو رو کر
زلف و رخ اوسکا نظر آئے نہ ہمکو تو بہلا — کس طرح کاٹین نہ ہم شام و سحر رو رو کر

دیکہہ روتا ہے مجہے ہنس ہنس کے وہ جو صنعت
اب اسی شکل سے تو جائیگا مر رو رو کر

ختم ہے مجہپر وفا اور بیوفائی آپ پر — جیسے مجہپر بیخودی اور خودنمائی آپ پر
سخت دلگیر ہے فلک اب کیونکہ باہم ہو ملاپ — مین تو آسکتا نہین اور ہے منائی آپ پر

یہ بقدر حوصلہ تقدیر نے تقسیم کی — دلدہی بندہ پہ صاحب کی نظر پای آپ نے
روز محشر کو اگر قائم رہی ہوش و حس — ہی ارادہ یار کہیں جو نکالا دیا ہی آپ نے
در سے بندہ کی سوا کوئی اٹھانیکا نہیں — یوں تو سب کہتی کو مرتے ہیں خلق آپ پر
جیسی قسمت ہی صاحب آپکا کیا ہی قصور — مجھکو مرتا دیکھہ مرتے ہی خدای آپ پر

کون ہی صنعت کا تم بن یا علی کونین مین
مجھسے عاصی کی مقرر ہی رہائی آپ پر

گو رات کیا آپ نے آرام کہیں اور — کس منہ سے میں اسباب لگالوں کام کہیں اور
مجبور ہیں یہاں آ کے ہیں کیا کیجئے صاحب — لگتا ہی نہیں یہہ دل ناکام کہیں اور
ہی ایک تو وہ دمساز یہی طور ہی اسکا — ہی قصد کہیں اور تو پیغام کہیں اور
یہاں رشک کی آتش سے کباب اپنا ہوا دل — تم غیر کے ہاتھوں سے پیو جام کہیں اور
اب عرق خجالت میں نہوں غرق ہیں ہم — چھپ چھپ کے کریں آپ جو حمام کہیں اور
ہو جھوٹ تو ہم ہاتھہ قلم کرتے ہیں سچ ہے — خط ہاتھہ سے اپنے کیے ارقام کہیں اور

کہتا ہی وہ دمساز غزل اور بھی صنعت
پڑھ ہمکو سنا لیجیو انعام کہیں اور

کسطرح سے ہم جائیں دل آرام کہیں اور — تجھہ بن نہیں پاتا یہہ دل آرام کہیں اور
ہم رشک سے دن رات جھڑی کیوں نہ لگاویں — تم کاٹو جو برسات کی ایام کہیں اور
کہتے تو کہا حال [illegible] یہہ جھڑے — ہو جای نہ اسباب کا انجام کہیں اور
اسواسطے کرتا ہوں میں اوس شوخ کی پرستش — ہو جای خدا یا نہ بت رام کہیں اور
میں نے جو کہا عجز سے حال اپنا تو بولے — یہہ مکر کی باتوں کا بچھا دام کہیں اور
گردن سے زبان کھینچ نہ لوائیو میری — کر جاوے کہیں آپکے لون نام کہیں اور

آگے ہی خفا ہی وہ گلا لیجیو نہ صنعت

محفل مین نہ وہ بیٹھے وہ دشنام کہین اور

تھا غرض اپنا یا نہ تھا مقدور
تجھسے باہر ہوئی نہ تہا مقدور

یوسف مصری کو تیری آگے
ہووے باللہ نہ بات کا مقدور

ولین ہے کیجیے تری پابوس
اتنا بہی تیرے نہین میرا مقدور

زور کا زر کا عجز کا ہمکو
کون سی بات کا نہ تہا مقدور

پاس رسوائی نے تری یار
اپنا یک لخت کہو دیا مقدور

اب بہی آنکھ سے تمہین دیکھے
اتنا صنعت کا ہی بہلا مقدور

آشنا گرچہ تو بہت سب کا ہوا آخرکار
تجھ سوا پر نہ کوئی ڈھب کا ہوا آخرکار

دن تو جون تون کی کٹا دیکھیے کیا ہووے
پھر یہ اقرار وہی سب کا ہوا آخرکار

چاہ سے تیری نکالا تہا اوسے ای یوسف
غرق دل پھر تری غبغب کا ہوا آخرکار

دیکھکر ماہ کو شب تو نے جو تیوری بدلے
تو وہ بادل مین گیا دبکا ہوا آخرکار

آشنا جسکو سمجھ لے گیا محفل مین تجھے
پھر وہ اپنے ہی مطلب کا ہوا آخرکار

عشق تو چھوڑ دیا جو سہے تری ظالم
دیکھنے کا نہین پھر لپکا ہوا آخرکار

لعل مغرور تہا سرخی پہ سو کل محفلین
حکم لب کو تری اغلب کا ہوا آخرکار

کفر دین عہد مین تیری نہ رہا ای کافر
بس رواج ایک ہی مذہب کا ہوا آخرکار

ناز و انداز و ادا قطع نظر ان سے بھی
دل گرفتار تری چھب کا ہوا آخرکار

تجھ اکیلا تو نہین لوٹے ہے تیرا صنعت
حال یہ دیکھا اوسے سب کا ہوا آخرکار

تھا یوسف کنعان بہی بہت گرچہ حسین پر
قربان نہون کسطرح مین اوس آفت دین پر

عاشق تہا دل و جان سے اوسی پردہ نشین پر
دیکھی سے جسے حور کے جل جاتین ہین پر

علم سے [illegible] کی نظر گر اوس ماہ جبین پر
دل آوے کہتا ہی کہ یہہ ہی نہ [illegible] نگین
ایکبار تو یہان منہ سے تو کر او ستا نگین

یہہ حسن کا عالم ہی کہ ہی ماہ جبین پر
جون جون کہ [illegible] کرتے ہین گلا [illegible]
تہہر تہہر سو بلکے اس تیری نہین پر

شب بہر کا خادم ہی دل و جان سے صنعت
کہدوا ئیو صنعت تو یہی نقش نگین پر

آئی تہی جس جا سے ہم کیا کیا [illegible] کھینچکر
کیون نہ فخر ہوا وسے معلوم مجنون کی شبیہ
کہینچ سکی کا کل نہ اوس کے تو [illegible] ہوا ایکے
ہم [illegible] کیسکا کیسے اگر یہان لی
یہ ہی حسرت رہ گئی ہی میان [illegible]
[illegible] اپنی ہی یہ حالت دوستو
جلوہ فرما ہون ہی شعلہ آہ کا بالا ہی دو
چٹکی لی جب اوس کٹاری دار جامہ [illegible]

لیجلے [illegible] اوس جگہ یہ بیقراری کھینچکر
جسکو تم تصویر دکھلا دو ہماری کھینچکر
مانی کیا نا [illegible] ہوا صورت تمہاری کھینچکر
لائی ہی یہہ یہان ہمین بے اختیاری کھینچکر
دیکھیو تلوار کی تم آبداری کھینچکر
دشمن جانی کہ [illegible] تلوار ماری کھینچکر
جسطرح ہاتہی پہ رکھتے ہین عماری کھینچکر
رشک سے ہم کیون نہ مر جاوین کٹاری کھینچکر

دو ہو صنعت کا غم صدقہ نبی کا یا علی
آنکہ [illegible] پڑا ہے غم یہ بہاری کھینچکر

اوسے ڈہونڈہی جا کوئی کہان تو فقر تو شیر ہی نہ [illegible]
ہم خور کو اوسکی تلاش ہی تو فکر [illegible] معاش ہی
وہ عیان ہی ہر ایک چیز سی نہان ہی [illegible]
وہ [illegible] کیطرح سی [illegible] ہی بسا [illegible]
[illegible]
تیری زلف سان [illegible]

جو مکان ہی اوسکا ہو لامکان تو فقر تو شیر ہی [illegible]
جو ذرا قرار اوسہین میان تو فقر تو شیر ہی [illegible]
کوئی پا گیا اوسکا کہان نشان تو فقر تو شیر ہی [illegible]
یہ چہپا ہی معنی و لفظ سان تو فقر تو شیر ہی [illegible]
وہ سما رہا ہی سبکی مثل جان تو فقر تو شیر ہی [illegible]
او رہا کیطرح سی آشیان تو فقر تو شیر ہی [illegible]

یہ فقط سمجھ کا قصور ہے کہ کہیں ہے تو کہ وہ دور ہے
وہ رہے ہے صفوت میں نہاں تو قریب ہے شہ رگ سے بھی

ردیف الراء الہندی

تنکا نہ مرے سامنے تم ہوکے خفا توڑ — دل کعبہ ہے کافر نہ اسے بہر خدا توڑ
کرتے ہی نظر گات پہ اپنی جو ہوئی دشت — فرمایئے کچھ آپکا کیا میں نے لیا توڑ
جاری ہے مری چشم کا چشمہ جو شب و روز — دریا نے تو شہر کا سمجھا اسے نا توڑ
طوفان کی طرح غرق ہوا ہیں اک عالم — پل چشم کا پل اشک نے شاید کہ دیا توڑ
بہتر ہے ہے تیر نگہ یار کہ اوسکا — کیا توڑ ہے کیا توڑ ہے کیا توڑ ہے کیا توڑ
ممکن نہیں وہ ماہ ملے مجھ سے تجھکو — تارے اگر افلاک سے تو لا ذرا توڑ
ق
اک روز جو میں جوڑ کے ہاتھ اوس سے کہی عرض — اب غیر سے تو رشتۂ الفت کو ذرا توڑ
اسبات اوسنے مجھسے ہی توڑا اوسی پل کا — ربط اوس سے کیا اور بھی یہ اوسکا لیا توڑ

ہے آبرو عشق اسی میں تری صفوت
اب آنسوؤں کا تار نہ تو بہر خدا توڑ

اوس گل نے جو دامن کو دیا میں نے جھاڑ — ایک ہاتھ صفائی کا بس اوسنے بھی دیا جھاڑ
ہوا میں لاکھ غبار دل جانان — چلکر سر محفل تو رقیبونکو دیا جھاڑ
صد شکر کہ سر کاٹ کے کی اوسنے صفائی — یہ بھی تری گردن سے دلا خوب لیا جھاڑ
کر سرو چراغان مجھو وہ گل یہ کہے ہے — محفل میں کہ جلتا ہے یہ کیا خوب بنا جھاڑ
حسن دوست نے میرے اوسے دیکھا ہوا — یوں ہی ہے رقیب اپنا زمانہ یہ لگا جھاڑ
کیا شاعری کی ہے یہ مصرعے ورق میں — کل اوسکو لکھا اور قد عاشق کو لکھا جھاڑ
شب اہلیہ شیخ یہ خلوت میں کہے تھی — تنکے سے تو ڈاڑھی کو ذری اپنی بلا جھاڑ
ایسا نہ ہو شاید مجھے کاٹے کوئی جھو — پھر تو کہیں اوسکو کوئی بہر خدا جھاڑ

صفوت کو جو جاتے ہوئے دیکھا تو وہ بولی

نو گولسے کہ جاتی ہے دو بیان سے تو کیا جھاڑ

کیا غضب ہے کہ سمجھتا ہے وہ عیار کو یار
اور کہتا ہے سدا عاشق غمخوار کو خوار

کیا بھرا ما[illegible] جور و ستم کا دل میں
جو بھلا اپنی ہی دے طالب دیدار کو دار

تیغ ابرو کی طرف گر کہے ابرو قاتل
پھینک دوں بھون پہ وہیں مغز کی تلوار کو دار

تار کاکل جو سمجھا لگیا جب اوسکے
اپنی گردن سے وہیں پھینک دیا مار کو مار

ہجر میں کیونکر طوفان نہ لگی ہے وہ ایسے
مردمون میں لگی ہے اشک دیدۂ خونبار کو بار

شعلہ رو دیکھکے دستار وہ گلنار ترے
شیخ تسبیح کو اور کہہ دے زنار کو تار

جادر و نہر نہیں باغ میں جاری ہو جو
رشک گل تو نے کیا شکنا سے گلزار کو زار

داغ دل دیکھ لے صنعت کی ہے گر شوق چمن
باغ میں جا کے تو نرگس بیمار کو مار

ابرو جبین و تیغ و کمان ہیں ہلال چار
ناخن بدل ہیں اپنی یہہ ملکر ہلال چار

بالی جھڑاو نمین لٹکتی ہیں ہلال
حلقہ بگوش ہیں ترے دلبر ہلال چار

دو دو ہلال تیرے علی بندیں ہیں آہ
کیا ہیں بمنزلۂ تیغ زیور ہلال چار

کیا تاب لائیں تاب جو تیری جبین کو دیکھ
ہے ایک ہلال جو خیمہ ہوں گر ہلال چار

جو تھی فلک پہ دیکھ کے خورشید ایک نگاہ
تو مت اوڑا پتنگ لگا کر ہلال چار

قوس و ہلال و قد عشاق کہکشان
ہیں غم سے تیرے خم یہہ ستمگر ہلال چار

دو ابرو اور لبوں کی تیری کس سے مدام
مے کا بھرا دکھاتی ہے ساغر ہلال چار

رکھا ہے اک ہلال یہہ کیا چرخ چنبری
جالی کی رکھتا ہے ترا چنبر ہلال چار

جو ترکی یہہ نہیں ہے ہلالی تری کلاہ
لیتے بلائیں ہیں تری ملکر ہلال چار

جھومر میں اوسکی دو دو لٹکتی ہیں جو ہلال
ہیں یہہ ہلال عید کے ہمسر ہلال چار

ہمشکل دو ہلال کڑے ہیں یہہ بلاک
یا پاؤں آپڑے ہیں ترے کافر ہلال چار

قندیل آسمان کا چلے کیونکہ اب چراغ
قندیل کی جگہ اوسکی ہون اندر ہلال کا چھلا

پابوس سپ کو تیرے ای شہسوار حسن
چھوٹیں اوسکے نہ ہاتھ سے ہین اختر ہلال کا چھلا

کفش ستارہ دار جو تو پہن کر چلے
پیدا ہوں وہ قدم سے مثل ہلال چاند

پھر کیون نہ آسمان سے زمین چاند چھپید ہو
اوس پر ہلال ایک ہو اسیر ہلال کا چھلا

صنعت نے کلیات ہلالی کی سیر کی
باندھے نہیں ہیں اوسنے کہین پر ہلال چھلا

قاصد ابھی خدا لایا رہ جانیکی خبر
اور سنا اوسکو بھی پر حسرت جانیکی خبر

دیکھتے ہی پھنس گیا دل زلف کے جنجال مین
اب مجھے تھی اس بلا سے ناگہانی کی خبر

جو گیا پھر کر نہ آیا ہے عجب کچھ سیر وہان
کچھ نہیں معلوم ہے کہ جاودانی کی خبر

کیجیے صیاد کی کیا مہربانی کا بیان
نے خبر دانیکی لیتا ہے نہ جانیکی خبر

آپکو لیلیٰ وہ سمجھے اور گویا مجنون مجھے
اب مری نے سنکی پیری ناتوانیکی خبر

اب گلا کرنے سے کیا حاصل جو ہو سو ہو
تھی تجھے آگے ہی اوسکے ظلم رانی کی خبر

حضرت موسیٰ نکرتے دید کا ہرگز سوال
اوسکو ہوتی گر جواب لن ترانی کی خبر

کہہ سکیگا کل یہہ اوسکو مار کر سر رہ گئے
ہند تک پہونچی ہے اب تیرا دو ماتی کی خبر

کس بھروسے پر ہے ساماں ہر نیا ہی کی خبر
کیا نہیں صنعت تجھے اس زندگانی کی خبر

مین تو ہون یار اسی غم سے لب گور ہنوز
اور تمہین خاطر اغیار سے منظور ہنوز

دیکھتے ہی وہین قاصد کی زبان کھچ آئی
کہ مرا منہ پہ نہ لایا تھا وہ مذکور ہنوز

اوسکے کو ربے آزار ہے پھر القاتل
یہہ ہوا ہے نہین بیمار ترا رنجور ہنوز

مہربانیکی بھی حالت مین جفا کا اوسکی
وہی انداز ہے اور ہے وہی دستور ہنوز

تم جو تھے غیر کے گھر جو رشتہ مین اوس سن
ہے اوسی غم سے مرا شیشہ دل چور ہنوز

پاس اغیار سے ہر ایک قرینہ سے تمہین — اودھر ہی پاس سے تم بہاگ گئے ہو دور ہنوز
حال دل کہنا تو کیا اوس سے ملانا انکہین — اپنا اتنا بہی تو ہمدم نہین مقدور ہنوز
تحت دل یون ہی مری نوک مژہ پر ہم — کہ گویا دار یہ موجود ہے منصور ہنوز

اپنا صنعت نے اوسے جیسی کیا عالم مین
یہی چرچا ہے یہی غل ہے یہی شور ہنوز

ردیف سین

بیٹھے ہین اپنے اجی تم ہی ہمارے کے پاس — تو بہی چل بیٹھ ذرا اپنے گرفتار کے پاس
مجھکو کچھ پاس ادب بہی نہین تم اوسکا — دیکھتا آپکو ہون جب کے مین اغیار کے پاس
مثل منصور کے دل دار سے مت در پر گر — بیٹھنا گر تجھے منظور ہے دلدار کے پاس
پلین ہو جائیگی پوشاک تمہاری افشان — مر دمون بیٹھو نہ اس دیدۂ خونبار کے پاس
صحبت بد کا یہ خمیازہ ہے نہین جین قرار — تبتلک آپ نجا لین کہین دو چار کے پاس
اپنی نظرون مین ہے وہ دوست ہے دشمن سو وا — بیٹھا اوٹھتا ہو ہر وقت جو اوس یار کے پاس
بیقراری سی نہین چین بقول جرات — غم سنانیکو جو بیٹھون کسی غمخوار کے پاس

یہی صنعت کی دعا ہے کہ بطفیل شبیر
پہونچ جا وین کہین حیدر کرار کے پاس

نکلے ہیہ آج ہے رہ رہ کے ہزار افسوس — رہی نگہ مری تم ایک شب ہزار افسوس
گذر گیا مین اس ارمان مین لیکن آہ — کیا نہ آپنے میری طرف گذار افسوس
یہ خاک سار ہوا گرد راہ تیر بہی — مٹا نہ آپکے دل سی کبہی غبار افسوس
جو غیر آپکے قربان ہون مرے ہوتے — کرے نہ کیونکہ بہلا اب یہ جان نثار افسوس
[illegible] یہی منصفی ہے ایسا د — اسیر دام ہو بلبل سلے بہار افسوس
[illegible] ہو غیر سے تم سکنا جو تجھے — ہزار حیف و صد ارمان بیشمار افسوس
لہو نہ آہ قلق ولین چشم تر طوفان — عجب طرح کا تڑپتا تہا در کنار افسوس

یہان تلک بھی نہین چاہئے ہے سنگدلی
کیا نہ حال صفت کی تونے یار افسوس

کیا ہے انتظار اوسکے مین یان آرام سو سو کو ترا لت سے جسے کہتا ہے ایک یکا کام سو سو کو
اگر مشعل سے لیکر ڈھونڈیگا گلفام سو سو کو نہین ملنے کا مجھسا عاشق بدنام سو سو کو
اگر ایک آن صاحب بندہ خانہ مین کبھی آوے تو اوڑ جاوین میرے دل سے غم و آلام سو سو کو
بزنگ آسیا ہین گو جگہ سے ہل نہین سکتا پھرا آتی ہے مجھے یہ گردش ایام سو سو کو
سوای خال و زلف و یار کے پھنستا ہے مرغ دل رکھے دانہ بچھا دے اور کوئی دام سو سو کو
اگر ہو جھوٹھ صاحب ہاتھ بندہ کی قلم کیجیے گئے ہین آپکے تو نامہ و پیغام سو سو کو
ق
پڑین پتھر تیرے لبن چاہئے پر کوہکن نادان ہوا اتبک نہین ایسا کسی سے کام سو سو کو
اسی منہ سے تو اپنے آپکو کہتا تھا عاشق ہے کہ مر کر آپ شیرین کو کیا بدنام سو سو کو

بہا آوین اوس سے کیونکہ کام دل کیا کیجیے صفت
ہماری نام سے بھاگے ہے وہ خود کام سو سو کو

سمائیگی خون یا کہ میری چشم تر آتش پانی مین لگا سکتے ہین یہ لخت جگر آتش
دیپک کا اثر رکھتی ہے یہ آہ شرر بار لگ اوٹھتی ہے سننے سے جیسے پتنگ آتش
اپنی یہ شرر ریز فقط آہ نہین ہے مین تب سے غم عشق مین ہون سر بسر آتش
سوزش سے بنا عشق کی مین گرم سمندر ہے زیست میری آگ ہی رہنے کو گھر آتش

گو مثل چنار اپنا بدن سبز ہے صفت
باطن مین جو دیکھو تو بھرا ہے جگر آتش

عیش ہجر سے یہان تک ہے بدن مین آتش شمع سمان اپنی زبان بھی ہے دہن مین آتش
سنکے پڑ جائینگے ہمدم تیرے تن پر چھالے اسقدر اپنے ہے ہر ایک سخن مین آتش
شعلہ رو تیرے شرر ار کے سبب بعد از مرگ ہے یقین یہ کہ لگی اپنے کفن مین آتش

شمع رو دیکھکے صورت تری پروانہ نمط
کیون نہ لگ جاے ہر ایک گل کو چمن مین آتش

ہے توحید یہہ فدا روز ازل سے صنعت
کیونکہ دوزخ کی لگے گی ترے تن مین آتش

اس اشک و نالہ سے ہے مرا دل گہی آب و گہی آتش
کہ جیسے ہوے گلال کے گل گہی آب و گہی آتش

کچھ اسکو سمجھو اور ایدن جو آوین باران و برق
یہہ حجت اوسکی ہے ہمینا زل گہی آب و گہی آتش

نجات طوفان سے نوحکو دی وہ نار گلشن خلیل کو
کہ ہے آسان و سبکی مشکل گہی آب و گہی آتش

یہی محبت کا یعنی ہے جل بجھہ جو شمع و پروانہ
بسان شمشیر شوخ قاتل گہی آب و گہی آتش

بھلا وہ تہ سے بچے پر اوش مدام لوچی جو آب آتش
تو کیونکہ ہم بھی نہووین مایل گہی آب و گہی آتش

ادہر ہی ہمنے یہہ سرد جہری ادہر [illegible] سے گرمیان
تکیونکہ اس غم سے ہو نہ داخل گہی آب و گہی آتش

بہا ہے آنسو جلا ہے نالہ سے اپنی حالت ہے جون مسافر
نا بر وگرما گرمی کہیے منزل گہی آب و گہی آتش

ہے سرد و گرم جہان چشیدہ بڑا یہہ صنعت کو اشک و نالہ
بسان حمام ہے وہ شاغل گہی آب و گہی آتش

اکدم بھی نہین ایگی ہان یاد فراموش
اور آپ نہین غیر وہ سے دا این یاد فراموش

کچھہ بات کسیکی نہین یاد آپکو رہتی
شاید کہ یہہ ہے آپکی ایجاد فراموش

یہہ یاد رہے یار مین بوسہ ہی نہ دونگا
جب مجھسے بدیگا وہ پر تیرا ہو فراموش

صورت کو تری دیکھکے ہوجاتے ہین والہ
اپنے تئین خود مانی و بہزاد فراموش

دلبر کے لئے تڑپتی ہے دل یون کہ تہ دام
گر صید کو ہوجاے ہے صیاد فراموش

تعلیم کری یاد تبان ہمکو خدا نے
کی آپکے حق مین مگر امداد فراموش

لوٹے ہے وہ دل لینے یہ بھی یاد مقرر
اور کرتا ہے دیگا لیا ان ارشاد فراموش

یا شاہ نجف عرض ہے صنعت کی یہہ
ہو جاے نہ خاطر سے یہہ آزاد فراموش

ردیف الصاد

مجھسے پیارے الفت سی کر مستی اخلاص
ہو تو اسطرح جیسے ہو آپسے ہمیشے اخلاص

ہمکو ہی جور سے ایذا اسی ستم سی اخلاص
اور تمہین درد سی اندوہ سی غم سی اخلاص

ہین وہ نادان بخدا چھوڑ تجھے کہتی ہین
دیر سے کعبہ سی اور بت سی صنم سی اخلاص

جان دی اور ہوی مجنون جہانمین مشہور
تہا جنہین ہیر سجی لعل سی پدمنی سی اخلاص

ہی قصور اونکی یہہ فہمید کا دلمین جنہین
حور و غلمان سی جنت سی ارم سی اخلاص

جا ہی ہستی سے جو ہنستا ہوا تو رکہہ قدم
درد سی رنج سی خواری سی الم سی اخلاص

اپنی ہستی تجھے منظور ہے گر ای صنعت
دم سی تو اپنی ہے رکہہ یا کہ عدم سی اخلاص

سوای بغض نہین نام کو جہان اخلاص
غضب ہے اوسپہ ہی رکہتا ہی ایک جہان اخلاص

مجھے ہی صورت اخلاص جس سی وہ ظالم
کرے ہے قتل محبت کا پھر کہان اخلاص

نہ مارے مین کرون رشک جو اوسکی قصور
کہے ہے جو تجھسے ذرا بہی فرشتگان اخلاص

پڑہ اوسنے قتل جو موا دیکہکہ تیری صورت
یہ بعد مرگ تو کرا اوسی بدگمان اخلاص

مگر تو قتل پہ باندہو مری میان جب تم
کہون مین ہے مری اور اوسکے درمیان اخلاص

مین جان رشک سی ای جانجان کیونکہ دون
رکہی جو تجھسی ہے ہر ایک انس و جان اخلاص

اب ایسی شخص سے کیونکر کوی بسر تو ہو
نہان تو بغض رکھے اور کرے عیان اخلاص

لئے رقیبونکو پہر او میری گہر آئے
عجب طرح کا کیا آپنی میان اخلاص

جہانمین کوئی دشمن سی بہی نہین کرتا
کیا جو آپنے صنعت سی مہربان اخلاص

ردیف الطا

کرنے جو آپ ہمسی لگی جھٹ سے اختلاط
سب ہے جہوٹ موٹ سب یہہ بناوٹ سی اختلاط

فرمائیے تو آج ہی منظور کیا تمہین
کرتے ہو تم جو ایسی گہلاوٹ سی اختلاط

بے اختیار مینے ملائین جو اونکی لبین
بولی کہ آپنے چڑہی لگاوٹ سی اختلاط

دم میں کسیطرح سے نہ آوے کسیکے جو
کرتے ہیں ہم بھی ایسی ہی نٹ کھٹ سے اختلاط

پوچھا مزاج اونکا جو صنعت نے تو کہا
بہاتا نہیں ہمیں یہ لگاوٹ سے اختلاط

مانیو مت کبھی یہ بات ہے اے حور غلط
تیرا عاشق تجھے سب کرتے ہیں مشہور غلط

لن ترانی تھی یہ موسیٰ کی طرح اے بار
جلوۂ یار تھا وہ روشنی طور غلط

وار پر رکھ دیا لیکن او سمجھ مضمون نے
حق تو کہتا تھا وہ کیا کہتا تھا منصور غلط

عرض حال اپنا کیا میں نے تو بولا صنعت
سامنے اپنے کیا کر نہ یہ مذکور غلط

اگر کرتے نہ صاحب مجھسے کم ربط
تو کرتا کیوں بھلا بندہ سے غم ربط

لکھا تھا اپنی قسمت کا جو تم نے
کیا موقوف مجھسے یک قلم ربط

میں اپنے دل سے کتنا ہی بڑھاؤں
گھٹاتا ہے وہ مجھسے دم بدم ربط

نکلنے پر ترے مجھکو کل آئی
نہ پوچھا غیر سے صنعت بہم ربط

دل تو کہے ہے مجھسے کہ چل یار کیطرف
اور شرم کھینچتی ہے مجھے عار کیطرف

دیکھا جو میں نے ابروئے خمدار کیطرف
دیکھے تھا بار بار وہ تلوار کی طرف

حیران ہیں لیکے عصا کو وہ دیکھئے
دیکھا جو تو نے نرگس بیمار کیطرف

دیکھے جو اپنا نگہ میرے رشک سے گلو
بس عندلیب جھانکی نہ گلزار کیطرف

گوہر کی جگہ صدف کا منھ تو گیا تک
دیکھی جو میری چشم گہربار کی طرف

صنعت یہ آرزو ہے کہ محشر میں جام کو
پھیلاؤں ہاتھ ساغر زرکار کی طرف

غم میں تمہارے ہے یہ دل زار کیطرف
بہتا ہے دل ہی چشم سے خونبار کیطرف

ق

محراب و تیغ و قوس و کمان و ہلال عید
سب ایکطرف ہین ابروے خمدار ایکطرف

اغیار باریاب ہین محفل مین آپکی
ہم ہین کہ سب سے بیٹھے ہین لاچار ایکطرف

غمزہ و آن و عشوہ و کرشمہ و ادا و ناز
دل کیا کیجے جو ہووین یہہ دو چار ایکطرف

کھینچے ہر ایک اپنی طرف زلف و چشم و رخ
دندان و دہان و کاکل بلدار ایکطرف

انمین مجھے ہر ایک کی خاطر عزیز ہے
مین کسطرح سے ہو رہون ای یار ایکطرف

صنعت ہین جستجو ئے پہ آپکی مستعد
ایکسو علی ہی احمد مختار ایکطرف

پوشیدہ ہی ملو مگر ای یار صاف صاف
لوگون مین ورنہ ہوویگا اظہار صاف صاف

اقرار پر تو سر ہی ہلایا کبہی نہ واہ
ہان آپکی زبان پہ ہی انکار صاف صاف

مین نے کہا کہ آپ مکدر ہین کس لیے
سنکر سنا ہی بیٹھے وہ دو چار صاف صاف

آئینہ وار کیون نہ ہو حسرت مجھے بھلا
آوین جو یاد اوسکے وہ رخسار صاف صاف

ملئے کبہی تو پا کہو کچہہ کہا کے مرین
اسکا جواب دیجئے اکبار صاف صاف

مرتا ہون غم مین مار ہی ڈالو تو زیست ہے
کہتا ہون تجسے ہو کے مین لاچار صاف صاف

صنعت کو اپنے بس مین کیا اوسکو بس ہی
کہتا ہر ایک تہا سر بازار صاف صاف

فقط تڑپ مین نہ شاگرد ہی ہماری برق
مدام سیکہتی ہی دل سے بیقراری برق

ہماری آہ و دہوان دہار کی یہہ شوکت سے
نقیب رعد سے فوج ابر او سواری برق

نہ آیا ڈہنگ تجہے اوسکی اچپلاہٹ کا
تڑپ تڑپ کی بہت توتی جان ماری برق

جلا چمک کی نہ ہر وقت اور توک مجھے
ہر ایک بوند سے بوندی کی ہی کٹاری برق

ہماری آہ شرربار سے ڈری ہے رعد
چمک دکھاتی ہے کیا ہمکو تو بکاری برق

جہڑی لگائی نیلیون پہ ہم آندن صنعت

وہ اوڑہنی ہی گویا ابر اور کناری برق تہا

عشق و الفت نہین اپنی ہین پا تقدیر کے طوق
کسطرح نکلے یہہ اب ہاتہ سی تدبیر کے طوق

مرگیا دیکہکے مین ہار کسی گلرو کا
لکہیو مانی تو گلی مین مری تصویر کے طوق

سرو آزاد کہتا اوسکو گرفتار کہین
ہمنشین اسلئے ہی قمری دلگیر کے طوق

سر بسری اوسکو سمجہنا یہہ حسرت کی چہلے
اوسنے پہنا ہی گلے مین ہین عجب تحریر کے طوق

مار ہی زلف سے تو چشم کا حلقہ و کہلا
حقمین بہتر ہی صنعت صاحب زنجیر کے طوق

ردیف نون

حور و پری ملائک فلمان و انس و جان تک
ہی شیفتہ اوسیکا سب ہی جہان جہان تک

غم نے تمہارے حالت کی ہی مری یہان تک
حیرت سی مجہکو ہر ایک رہتا ہی مہربان تک

ہوش و خرد طاقت تاب خرد و توان تک
رخصت طلب ہی مجہسے صبر و تمکین بلکہ جان تک

اس عشق لامکان کا ہر ایک مکان جا ہی
لوح و قلم سی لیکر اور عرش و لامکان تک

شبخون اوسنے مارا لوٹا دہڑی دہڑی کر
آراستگی کی نوبت پہونچی ہی سی وہان تک

کیا قہر ہے کہ پیالہ سی یون لب بہرن ہم
آنکہین ہین ہمتو ساقی یہان تجہکو پہونچا تک

حسن گر زکاتیری خورشید ہو یہہ پاسنگ
تو لی اگر فلک آور بن جا ہی کہکشان تک

صنعت اگر وہ بوسہ دی جان و دل کی بدلے
مت چوکیو یہہ سودا اگر کر لیو یہان تک

لگے خدا کرے اسد لگی انتظار کو آگ
لگادی جسنے کہ اس میری چشم زار کو آگ

وہ شعلہ رو جو کہے گرمیان رقیبون سے
تو کسطرح نہ لگے جان بیقرار کو آگ

ہمیشہ مجہسی تو گرمی مین جلکی یون بولے
لگا دو ایسے مین جہوٹے تری پیار کو آگ

اگرچہ نازنہ تہی اوس شجر مین پیڑا
حنا ہی دیکہ کے پنجے لگے چنار کو آگ

وہ ماہرو جو نہو سیر گلین ساتہہ سر کے
تو سمجہے یہہ دل بریان گل و بہار کو آگ

سجادہ ہی وہ دہوان و بار شمع رہگذری
کہ جیسے اٹہاوینگی صنعت سے خاکسار کو

آجائیو کبھی تو نامہ بیا ہم کب تک
اس بیقرار دلکو لیون تہام تہام کب تک

میری طرف لو سچ مچ تشریف لائیگا
ہو منتظر تمہارا صاحب غلام کب تک

یہہ آرزو ہے آکر تم بھی کبھی تو بولو
مین آپ اپنے دلسے ہون ہمکلام کب تک

میری طرف سے قاصد کہنا یہہ تو زبانی
جیتا رہون تمہارا لیکے نام کب تک

صنعت یہی ہے رونا گر آپکا تو کہدے
اس شہر کے بچین گے دیوار و بام کب تک

پہرا ہے جیتا کوئی وہان سے نامہ بر تک
نہ راہ اوسکی تو پہیر کہ جسنچم تیرا اثر تک

نہ ہمنے عشق بت سرو قد مین پہل کہا یا
یہہ سچ ہے سرو مین آیا نہین ثمر تک

یہہ مہر و مہ تیرے پاسنگ حسن ہون نہ کبھی
بنائی تو نے فلک کہکشانکی گر ابتک

نظر لگے نہ تیری مجھکو ہے یہہ خوف تجھے
نہ اوسکو دیدۂ حسرت سے بد نظر ابتک

تمہاری راہ ہی تک تک گذر گیا جی سے
کیا نہ آپنے صنعت کی گہر گذر ابتک

دکھائی شکل تو نے لیا سر دیوار گہر تک
رہا تشنہ رسا جو مین صورت دیوار گہر تک

نہ میرا نام روشن محفل عشاقمین ہوگا
لسان شمع گو میری کئی سو بار گردن تک

رہائی کسطرح ہوگی مری ہمدم کہ او قاتل
نزاکت ہی سے لا سکتا نہین دیوار گردن تک

ابہی اغیار آنا پاس جانا کی نہ چہوڑینگے
لئی تو جب تک انکو ہی یار مین در جا گہر تک

گلو بچایا رونا زلف ہی جو ہنگام [illegible]
تعجب ہے رہے دیوانہ و ہشیار گردن تک

یہہ گل کہانے یہ عین اغیا ناز ان کلیدن [illegible]
کہو گہر امتحان حاضر مین ہم دل اگر دو

اگر اغیار ناک و زریہ مین غرور تیرا صنعت

طریق عشق مین دینی کو بس مٹا کر دتنگ

ہون یار نازکی سی جیسے یاسمن کے پھول — کمسن تنک سو نگھے اور بھلا وہ چمن کے پھول
دیتا ہے بیسبب مجھے دشنام دیکھنا — جھڑتے ہین کیا ہی منہ سے یہہ تیرے دہن کے پھول
کشتہ ہون گلبدن کا وصیت ہی یہہ میری — غسال رکھیو تو میری اندر کفن کے پھول
کھودی تھی نہر جان بھی کھودی ترے لیے — شیرین مین ہاے تج ادی کوہکن کے پھول
یہہ نازکی کہ ہاتھ ہی غش کھا کے گر پڑا — گلبار مین لگا جو نہی اوس گلبدن کے پھول
جل جل کے ہم نے آتش ہجران سی گلبدن — گل کھا کے یہہ کھلائے ہین اپنے بدن کے پھول

ہر آن اوسکے فضل کا رہیئے امیدوار
صنعت غرور زہد پہ مت شیخ بنکے پھول

کھل جیسے بیلے کھلتے ہین جنگل چمن کے پھول — اور یہان کھلے ہین پھیل سی بت تیغ زنی کے پھول
غش آگیا ہے دیکھ کے ایسا گلعذار کو — ساقی جو آوے بیچ مین میری دہن کے پھول
بوسہ کبھی نہ یوہ وہ گلرو تو سمجھے — خوشبو کسیکو دیتے نہین ہین چلن کے پھول
تاثیر ہے عجب تری وحشی یہ گلبدن — لگتی ہین سنگ جو تمہین دیوانہ پن کے پھول
گل پھلجھڑی کی آگ سی کھلتے ہین دیکھو — پانی سی او شگفتہ ہون سارے چمن کے پھول

صنعت یہہ طرفہ تر ہے غم گلعذار مین
لخت جگر نکلتے ہین آنکھونسے بنکے پھول

جبکہ بندہ کو بخشا ہی ہون سرکار سی پھول — کسطرح جاوی نہ یکبارگی اس جا سی پھول
درد گلرو سے جو روتا ہون وابستگی ہین — بجا ہی لخت جگر اس دیدۂ خونبار سی پھول
کر کے زخمی مجھے کہتا ہے وہ قاتل ہنس کر — دیکھ کر سیر ہین کیا جھڑتے ہیں تلوار سی پھول
خط نہین طرفہ ہے یہہ گلبدن جبین کا بوٹا — بر تیز معمول نہ نکلے ہی سدا خار سی پھول
ہو گئے حمید رقیبونکے جگر مین وہین — اوسنے مارا جو مری زخمۂ دیوار سی پھول

جب وہ گلرو ہو گلگشت مین ہمراہ تری
پہر بہلا کیون نہ لگین آنکہون مین یہ خار سے ہوں

جا پڑی اوسکی گلی مین نہ کسی حیلہ سے
یا الٰہی وہ کہین بدلے مری جا سے ہوں

عشق مین بے ادبی دیہہ کمال ہے بلبل
دیکہو مت جہو جیو ہرگز کہین منقا سے ہوں

دل مین یہ بات بہلا کیون نہ لگی خار مرے
گلبدن ہاتہ کو جو تم یا عین اعنیا سے ہوں

ہمنے تعویذ کیا بازو یہ اپنے باندہا
گر پڑا تہا جو وہ گل آپکی دستار سے ہوں

دوستو جامہ مین پہولا نسمایا صفوت
اوسنے مارا جو مری ناک کو اپنا پیارے ہوں

یا چشم اوسکی سی ہوتا تو جو متوالا ہے دل
دیکہہ مت جبکہ اوسطرح فلک تو تو متوالا ہے دل

وہ ہٹا تہا ہان وہاں دین ایمان لیکے
منتو نسی مین لے اوسکو دیکہ اب تالا ہے دل

ہو حساب دوستان در دل گرہ بوسہ کے
اس طرح بیرن مین لے اوسکو دیکہو ڈالا ہے دل

جسکے درد و غم سے ہر شب نم ہین آنکہین مری
اوس ستمگر کے تمہین سے تجکو پڑا پالا ہے دل

جا بجا رسوا و ذلیل و خوار کرتا ہے مجہے
یہہ بغلین مین لے دشمن دوستو پالا ہے دل

ایچ پیچ اوس نے کہی ہمکو جو غیر و مکہ حضور
سنکے اس غم سے ہمارا اب تہ و بالا ہے دل

ہے کہان دلبر مین صفوت کی جو دلبر ہو سکے
جسکو تم سمجہو ہو صاحب تو اک چہالا ہے دل

ملنے کا اوسکی اے دل مت کر خیال مشکل
جسکا لہو خواہین ہے تجسے وصال مشکل

دل پہنس گیا ہے اپنا ایسی جگہہ کہ جسکا
دشوار دیکہنا ہے ملنا کمال مشکل

تیر مژہ کا اوسکی دل ہو گیا نشانہ
ہے دور سے بہی جسکے اب دیکہہ بہال مشکل

سمجہے تہے اوسکو آسان لیکن جو غور کی تو
سارے جہان سے ہے چاہت کی چال مشکل

وہ بیوفا نرکہی ہے محتنہ کی عادت
اسدل ہو گیا ہے اب انفصال مشکل

ہو وصل کی تمنا دشوار کیون نہ اوسے
کرتا ہو جسکے آگے اب عرض حال مشکل

جو دیکھتے ہی ظالم ہو تو نہیں کچھ لکھی ہی
اب دیکھئے ہو ملنا کب تم سے تو وہ بولے

بوسہ کا کیوں نہ دو سے ہوی سوال مشکل
مت منہ سے تم نکالو اپنے یہ قال مشکل

مشکل کشا کا خادم ہی جان دے ہی صنعت
ہو وے کہ وہ اسیہ آسان جو ہو کمال مشکل

کسطرح سے پہنے وہ گہر انار کی ہیکل
ہیکل مجھے کیوں کرتے ہو گر آج کا وعدہ
کل محتسب آیا تھا جو مینخانہ میں اوسکے
وہ چاہتے ہی جسکو وہ مسری تابع ہی ہمدم
ہین سلک گہر اشک جگر پارہ ہین یاقوت
ناچاری سے ہم دیکھتے ہین آپکی آنکھیں

پہاری لگی گولی پہ جیسے ہار کی ہیکل
تھا وعدہ تو سدا آپ کی اقرار کی ہیکل
سندون لیے بنا دی وہیں ہتیار کی ہیکل
انبو زون مری ہاتھ مین اوس یار کی ہیکل
یہ چشم نے تیری لیے تیار کی ہیکل
یعنی کہ [illegible] دل بیمار کی ہیکل

وہ آجکی وعدہ پہ کیا کرتا ہی کل کل
صنعت ابھی نوبت نہ ہے اقرار کی ہیکل

کانٹیں کن پھول گلرو آیا تھی سیب پھول
مر گیا ہوں دیکھتے ہی سیج شب گلرو کی گات
گل ہو تلوے مقابل تیری ایسے شگفتہ حسین
ہین جو وہ بارہ ۱۲ امام دو جہان ہے دوسرا
اونگلیو نیر ہی حنا بار گران اوسکی صبا
انکو تم مت سمجھو سیپارۂ قران مگر
ہے تو امید جنان لا تقنطو کی علت ہے

ہمنشین اوس شاک گل پہ کسطرح پہر پہول
تم مری چلہ مین سینا حضرت ادریس پہول
تنہیں ہے تیر الف پا دو رہے او نہیں پہول
جعفری کی تند او نکی چاہیے جو ۲۴ پہول
اوسکی خاطر سرخ گل مہندی کا اب تو نہیں پہول
حضرت مرسل گہ پہنچے ہین اوسکی تیر پہول
ہمکو اغوا کرسکے ہرگز تو نہ ہی ابلیس پہول

تھا اشارہ ۳۶ لعینی ہے تر جہت سیپارا
بہیج صنعت کو جو اوس گلرو کے تن چھتیس پہول

کیونکہ اوسکے ہجر مین جیتے بچین گے غم سے ہم
دم خفا ہے ہوا ہی اور خفا ہین دم سے ہم

گر بناوین شربت درد مگر رہے بجا
غم مین اوس گلرو کی اب گریۂ و ماتم سے ہم

ہمکو او مسیا ز دم دی دیکہہ ہر دم مت اوٹھا
ہین پڑے کوچہ مین ظالم ایک تیری دم سے ہم

کوٹے تہے جیسی جہاتی شک سے خلقت تمام
جب سے تو ای محرم ہوئی محرم تری محرم سے ہم

ہوگئے رسان ہوئی صنعت یہہ بہی صنعت ہے یاد
کو جب دیوار اونکی پاس پہونچی دم سے ہم

کبہی جو رووین بیٹہین ہنسین ہنسکر سہم ہم تم
تو کیا ہین ابر سے بجلی سی یارکم ہم تم

گلو نیہ سرو یہ قمری پہ بلبلون پہ یار
کبہی تو باغ مین چلکر کرین ستم ہم تم

رکہا دمون ہی ہمت ہمباز تو نسازی غم
اٹہو بیٹہہ بہیر کبہی تنہا تو ایک دم ہم تم

پہرین نہ کسطرح دفتر جو ہمنشین ملکر
ستم کو اوسکے کرین کچہہ بہی گر رقم ہم تم

شفیع حشر میں صنعت جو احمد مختار
تو کس لئے کرین عقبا کا بار غم ہم تم

رسوا ہوئے دلوا اسے ہوئے زار ہوئے ہم
کیا کیا نہ تیری عشق مین ای یار ہوئے ہم

اب آپکی خاطر پہ اگر بار ہوئے ہم
تو سخت سبک لوگون مین ای یار ہوئے ہم

کہا کہا کے تو غم آپکا تیار ہوئے ہم
تسپر بہی غم سرکار کے غمخوار ہوئے ہم

طاقت دل و دین و خرد و صبر و قرار آہ
سب کہو کے تری ہجر مین نادار ہوئے ہم

یہانتک تو تن زار یہ کل کہاے ہین سمجہے
غم مین تری جو صورت گلزار ہوئے ہم

گگاہی بہی ہمین روبرو ہونیکا نہین حکم
دل دیکے تجہین ایسے گنہگار ہوئے ہم

صد شکر کہ اس چشم پہ گل اوسنے کہلائے
اب دیدۂ اغیار مین گو خار ہوئے ہم

اک بوسہ بہی تجہسے ندیا حسنکا صدقہ
قربان اگر آپ پہ سو بار ہوئے ہم

ایک عمر مین وہ مہر سے بولے تو یہہ بولے

صنعت ہین تیری شکل سے بیزار ہوئے ہم

وہ یہہ کہتے ہین نہین آتے ہین ہم
یان بن آئے ہی ہوئے جاتے ہین ہم

حشر مین شاید نہ دست آویز ہو
اسلیے ہاتھو پہ گل کھاتے ہین ہم

یار آتا ہے کوئی دم مین یہان
دل کو یہہ دم دیکے بہلاتے ہین ہم

کہیے کس منہ سے کہ ہرجائی ہو وہ
ہاے یہہ بھی کہتے شرماتے ہین ہم

مارکر اپنے چھری اے دوستو
اپنے جوہر اوسکو دکھلاتے ہین ہم

کچھ نہ پوچھو اپنی بھوک اور پیاس کو
خون دل پیتے ہین غم کھاتے ہین ہم

لب پہ جان کو آگئی ہے ہجر مین
لب پہ شکوا یار کا لاتے ہین ہم

رشتۂ الفت کی یہہ تاثیر ہے
وہ ہمارے اونکے کہلاتے ہین ہم

آنکھ صنعت جب گھڑی پاس سے لگی
ہاے وہ ساعت نہین پاتے ہین ہم

ردیف نون

وہ زلفونکو سلجھا کے کیا باندھتے ہین
مرے دلکو اوسمین گویا باندھتے ہین

ادا شاعری کو نہین اسمین ہوتی
ولیکن ہم اوسکی ادا باندھتے ہین

نہین غیر تیری ہوا خواہ لیکن
وہ لوگونمین اپنی ہوا باندھتے ہین

تڑپتا ہوں مین نیم جان جنکی خاطر
وہ میرے لیے پیچا باندھتے ہین

کہان مشک تاتار اور زلف اوسکی
سب اوسکو زراہ خطا باندھتے ہین

جو دیکھو تو عیب اونکا کھلتا ہے آخر
جو مضمون شاعر بندھا باندھتے ہین

ق
عجب منصفی شاعرونکی ہے یہہ تو
نیاز اپنا اوسکی جفا باندھتے ہین

وہ مطعون ہوکر بھی ملتا ہے اونسے
یہہ تشبیہ اوسسے بیوفا باندھتے ہین

وہین سانپ لہراتے ہین دل پہ صنعت
تصور جب اوس زلف کا باندھتے ہین

سچ ہے خوف اوسکی رو سے ... / نکلتا ہی نہ تھا ... دل ...

کس لیے ہوتے نہ فرعونی کہ خدمت تمہاری تھی / کہتی ہے تجھ سے ... ہمراہ ...

دیکھا نہ صاف ... / ہوا ...

بھلا معلوم ہو ... وہ ہمکو سمجھاؤ سے / شب مین جو گھر مین نہین کوئی لگتا نہین

نہ آوین بندہ خانہ مین قرار ... / تو پھر کیونکر قرار آجاے ہمکو بیقراری مین

غم و اندوہ و رنج و درد و سوز و نالہ و افغان / یہ ان روز و شب مین ہین غمخوار ... غمخوار ...

شب مہتاب لگتی ہے شب ... / کرین ... وہ کٹتی ہے ہمکو بیقراری مین

کہاں لعل گہر کی ہار مین ہوتی ہے ... / ٹپکتے ہین ... اشک جیسے آبیاری مین

علی مشکل کشا ہین ہر جگہ ہے یاد رکھ صفدر
مصیبت مین الم مین رنج مین سختی مین خواری مین

کیفیت کیا ہی ہے بیباک تیری انکھون مین / بو نظر آتا ہے کیون خاک تیری انکھون مین

سرخ ڈورے نہین بے باک تیری انکھون مین / ہے نشان شجر تاک تیری انکھون مین

دیکھکر اشک مسلسل کو وہ جھنجھلا کر بولے / بیٹھی ہے انسوؤنکی ڈاک تیری انکھون مین

زلف کو کالی گھٹا دیکھ تو وہ چونکا ... / سحر ہی یا کہ ہے تریاک تیری انکھون مین

کہدیا مجھسے یہ ... اوسے تو ظالم / خاک ہے گردش افلاک تیری انکھون مین

تونے دیکھا جسے وہ قتل ہوا ... / ہر پلک تیغ ہے سفاک تیری انکھون مین

تونے صانع کو حقیقت مین نہ دیکھا صفدر
پھر یہ بینائی ہے کیا خاک تیری انکھون مین

ہر رسم جہان کی ... بدلتی ہین / پھر آئے دل ہم ... [illegible] ہین

دل کون بدلتا ہے اے یار کسی سے یہان / پھر تمکو سمجھکر ... دل ... دیتے ہین

... حقیقت ... ہے / ہم اسلیے اس دل کو ... لیتے ہین

عاشق نے لئے ایک ہے ہم کار کی کیا کام ہے
جو اب سے پیان ہے ہم تلوار ہاتھ مین

ہے جیمین ہی دلگو اب اور جگہہ مجھے
یعنی کہ مکان اپنا بیمار بدلتے ہین

منہ ڈہانپ کر جاتے ہین کو تجہین ہے ہر ظالم
اور دوسرے رقیبو نکو رفتار بدلتی ہین

فرمائے بندہ کو کسطرح قرار آوے
صاحب تو اچی ہے ہم اقرار لبیکہ ہین

واللہ کہ جامہ مین پہولا نہ سماؤنگین
جو مجھسے کہی وہ کل ہم ہاتھ ملتے ہین

رسوا انکے تئے ہم دہون گہر چشم تر مین
عاشق نہ اوسکا جانتا کوئی بشر مین

لاتقنطو کی علم سے اپنی ہے زندگی
ظاہر تو فضل رب نہیں آتا نظر مین

لوگو نکی بدگمانی سے کیا کیجئے اندنون
مشکل ہوا ہے اوسکی گلیمین گذر ہمین

شاید کہ ساتھ گریہ کی انکھو نسے بہہ گیا
ملتا نہین جو ہر مین نشان جگر مین

اکدم تو چین لینے دے پہلو مین انکو تو
ای بیقراری اتنا بہی رسوا انکے مین

بہہ جاتا ہے بچھنہ تلک جو وہ احوال سے
ملتا نہین ہے کوئی بہی پیغامبر مین

کہتے ہین دوست مجھکو تو اکثر دو ہاتھ
بدنامی سے ہے اب تیری خوف و خطر مین

مین نے کہا بجا نہ سہی وہ شوخ بر بجا ہے
وہان پاس ہے وہ تمکو یہان ہے یہ ڈر مین

مصحفی ہمین تو ساقی لوٹ لیا ہے
روز حساب سے ہی بہلا کیا حذر ہمین

سہ چہتے ہین سیکڑون اوسکے ہمین انکار مین
ہم شکایت آپکی کیونکہ کرین دربار مین

ہمسے جنکے واسطے چہوڑا انہون گہر بار مین
چہوٹتے پاتے نہین اب اونکی ہم دیوار مین

بیقراری کو بجا ہے کسطرح آوے قرار
سیکڑون انکار ہون جب ایکی اقرار مین

ہے جو ہشیار عشق سے [illegible] اسبات پر
زلف کی دوستو لہو بہی نہین تار تار مین

کہہ رہا ہون جو کچہ ہے کہیے بیمار کو
ہیں تیکھے مبتذل اب کوچہ و بازار مین

ہمنشین کچہ لو کچہ منت گذرنی جو کچہ
کل جو تہا مشغول مجہہ سے تکو وہ استغنا مین

ایک عالم نے دیا دل ہار کر دیکھ اسکا یار
ہے یہہ کچھ سحر و فسون اوسکے چتراؤ یار مین

کسطرح ہو زیست کی امید مجھکو دوستو
جب عیادت بھی کرے آکر نہ وہ آزار مین

ہو عنایت جام کوثر واسطے شبیر کے
عرض کر صنعت جناب حیدر کرار مین

اس زمین مین اور بھی صنعت سنا ایسی غزل
جس سے ظاہر ہو تری صنعت اک اشعار مین

ذکر تھا تیری سراپا کا عجب گلزار مین
سرو مین غنچہ مین گل مین نرگس بیمار مین

جس مکان مین چاہیے رہیے وہان اے مہربان
جائین دل مین نگہ مین دیدۂ خونبار مین

اوسکی سب حرکات سے اک بات پائی جاتی ہے
باتین غصہ مین کنایین چتونین پیار مین

ہمکو ایسے شیخ و برہمن کچھ نہین ہے امتیاز
خانقہ مین دیر مین تسبیح مین زنار مین

آپکی دولت مین حاصل ہے رسائی ہولی
دشت مین بستی مین گھر مین کوچہ و بازار مین

گلشن کونین مین ہے بو اوسی گل کی بسی
سرو مین شمشاد مین غنچہ مین گلین خار مین

دیدۂ انصاف سے دیکھو تو اے صنعت وہی
جلوہ گر ہے باد مین پانی مین گل مین نار مین

نہین ہے مے نہ عرق ہی گلاب شیشے مین
پری چھپے ہے یہہ بحر حجاب شیشے مین

مژہ پہ لخت دل اور چشم مین بھرے آنسو
یہہ طرفہ تر ہے شراب و کباب شیشے مین

مدام شیش محل مین رہے ہے دختر رز
سمجھ نہ رند بھرے ہے شراب شیشے مین

یہہ ہے نمونہ پست و بلند گردش چرخ
نہ سمجھو ایک کا تم انقلاب شیشے مین

ہزارون خانہ خراب اسنے کر دئے مین مدام
ہے کیفیت یہی خانہ خراب شیشے مین

سمجھ نہ پنبۂ مینا یہہ دختر رز نے
ہے اپنی چہرہ پہ ڈالی نقاب شیشے مین

نہو فروغ ستارونکو آگے سورج کے
یہہ ہے کرامت رندان جناب شیشے مین

کرے جو رہتے ہے تھوڑی سی اوسکا عکس ...
ستارے قطرہ ہوے آفتاب شیشے مین

عرق بستہ زلف کو اوسکے عرق عرق ہوکر ۔۔۔ ہے یہ مشک کو اب پیچ و تاب شیشی مین

نہ اوسکو دلمین تصور کے ساتھ لا صنعت
یہ پری رہیگی کب ایسی خراب شیشی مین

وہ چشم دیدہ ہون ہر پل پہ رشتہ خونبہ کہتا ہون ۔۔۔ مین اس کشتی پہ گویا بلبن انگیز کہتا ہون
اسی باعث یہ گل ای گلبدن ہاتھ سے کہا بر چمن ۔۔۔ کرے رنگا حشر کو دعوی یہ حسرت آویز کہتا ہون
کرے مجنون سے دیوانہ مین اپنے نفیض صحبت ۔۔۔ مین اپنا قافلہ احزان یہ حشمت خیز کہتا ہون
سب جلے تقریر سے میری سنے جو سوز غم میرا ۔۔۔ یہ آتش عشق کی مین اپنے دلمین تیز کہتا ہون
گدا خسرو مین یکسان عشقمین فرہاد کہتا تہا ۔۔۔ مین گو نجار ہون پر معنے پرویز کہتا ہون

کہین کیونکر نہ مجھکو شہسوار عشق اے صنعت
سمند عقل پر مین عشق کی مہمیز کہتا ہون

وہ جو کرتے تھے ہماری دو ستداری رات دن ۔۔۔ اب خفا ہین سنکے اپنی آہ و زاری رات دن
سیر دریا روز و شب جی تھم کرو غیر ونکے ساتھ ۔۔۔ کیون نہو دریا مری آنکھون سے جاری رات دن
بیجنے جوڑا وہ سنجاف تمامی آپ کا ۔۔۔ دیکھکر ہے دلمین اپنے سخت خواری رات دن
کل پڑی کب مجھکو ہمدم اوسکی جب سے ہوگئی یاد ۔۔۔ بھولی بھولی شکل باتین پیاری پیاری رات دن
ہے تری آنکھین دکہانا گردش لیل و نہار ۔۔۔ جو کوئی دیکھے اوسی ہو اشکباری رات دن
نیلم و الماس جب سے آپنے پہنا و بان ۔۔۔ یہان ہے حالت جان کنی کی ہمیشہ طاری رات دن

اور بہی صنعت غزل پڑہ جس سے صنعت ہو تیری
گرچہ یہ یکجا کئے تو نے بخواری رات دن

دیکھتا ہون جو رخ و کاکل تمہاری رات دن ۔۔۔ اسلئے دلبر ہے میری بیقراری رات دن
اودہی یا جامہ یہ اوسکی غیر لین جس سے چٹکیان ۔۔۔ کیون نہ اس دلبر لگے غم کی کٹاری رات دن
بیقراری رات کو ہوتی ہے پر بیمار کو ۔۔۔ آپکے بیمار پر گذری ہے بہاری رات دن

ہے یہہ موافق تمامی آپکی بالون مین یا — آپ رہتے ہین بھلا کیون نہین سمجھتے ہو اسکا آدن
ایکدن مین نے کہا اوس سے کہ اے خورشید رو — آج تو کر تجھکو پیارے ہماری رات دن
سنکے وہ آئے وہ گھر مین تو پھر اونکی طفیل — ہو گئی ہمکو تو اے ہمدم وہ ساری راتدن

کون ہے کونین مین صنعت ترا جید ہوا
کھینچ اوسکی ہجر مین جیلکر رنج و خواری راتدن

ہے یہی خوف کہ آجاے نہ طوفان کہین — کیونکہ تھمتا نہین یہہ دیدۂ گریان کہین
شمع تو جلتی ہے آئینہ حیران کہین — اوسکی شاید کہ نظر پڑ گئی ہے یان کہین
ہمنشین میری طرح ہو نہ پشیمان کہین — دیکھیو سمجھیو مت عشق کو آسان کہین
آہ و فریاد و فغان گریہ و زاری تو نکر — ہو تجا ہے وہ خفا اے دل نادان کہین
ایسی اپنی سبھی حالت مین گذرتی ہین گے — سنکے اس باتکو تھے آپ جو مہمان کہین
جان بیچین کہین دیدۂ گریان یکسو — دل ہے بیتاب کہین سینہ بریان کہین
مین کہا اوسنے بری ہوتے ہین صحبت زِ شب — اونکی باتو پہ نہ جا مرے گا اجی کان کہین
تنہائی مین کسی شخص نے کچھ باتین — انکی حقین میرے آپسے انجان کہین

پھر تو صنعت کا کہین ٹھور ٹھکانا ہی نہین
اونکی کہنے کو اگر تمنے لیا مان کہین

اے دوستو جیتا ہے جانی وہ میرا دشمن — دشمن کو بھی ایسا تو ہووے نہ خدا دشمن
مین جسکے لئے دشمن ہون اپنی یگانو کا — وہ میرے لئے ہر دم کرتا ہے نیا دشمن
کچھ یہہ تیری الفت کی تاثیر ہی اے پیارے — ہے اپنا تو بیگانا اور دوست ہوا دشمن
ہندو و مسلمان سب سے گبر و نصارا تک — اپنا تو نہین کوئی اسدلکی سوا دشمن
کیا اوسکا گلا کیجے ہے اپنی ہی نادانی — چاہت نے کیا اوسکو کچھ وہ تو نتھا دشمن
مین نے جو کہا دور از انصاف ہے او پیارے — مین دوست ترا جیسا اور تو ہو میرا دشمن

سن اسکو وہ صنم ہو بولا کہ تا جدمی | یہاں دوست تو کسکا ہی اور کون تیرا دشمن

اب غرض یہہ صنعت کی خدمت مین تمہاری ہی
ہر ایک میرا رہو یا شہر خدا و دشمن

بسا ہی جب سی کہ ایجان جلن تو دل مین
بہری نخف کی ہی یون اپنی آرزو دلمین
تلاش مسجد و دیر و حرم مین کی ناحق
عزیزو خال سویدا یہہ سمجہیو اسکو
اسیر زلف پہ اوسکے جو ہی پریشانی

جگہہ نہین کہ رہی کوئی آرزو دل مین
کہ جیسی ہوتا ہی در نجف کی مو دل مین
جو غور کی تو ملا یار اپنی تو دل مین
یہہ سوز ہجر سے ہی سوختہ لہو دلمین
وہ کافر اوسکو سمجھتا ہی مو بمو دلمین

مین اپنی آپ مین پایا وہ صانع ای صنعت
تمام عمر سے تہی جسکی جستجو دلمین

ایکدم تو کیجیے آرام یار آغوش مین
اچپلاہٹ کا جو تیرے دہیان آتا ہی
یون بہری ہین اشک اپنی چشم مین عیسی
ہجر مین و نرات ایک پل بہی نہین ہوا
اسقدر ایذا اوٹہاتا ہین نہ اوسی گلبدن
ڈر کے مارے دیکہہ بہی سکتی نہین ہمت اور

دل مرا کہینچے گا کب تک انتظار آغوش مین
شعلہ سو ہی برق سان دل بیقرار آغوش مین
جون صدف رکہتی ہی دُر شاہوار آغوش مین
چشم بہی رکہتی ہے ایک بہار آغوش مین
جای دل ہوتا جو اپنی کاش خار آغوش مین
دل یہہ کہتا ہی و بالی اختیار آغوش مین

دل کہا چاہی ہے اپنا حال تجہسے جا بجان
آکے سن اوسکی زبانی ایکبار آغوش مین

بہری ہین کیا یہہ نقطا تیری گالیان منہ مین | کچہہ اور بات کو گویا نہین زبان منہ مین
یقین ہے مثل غبارہ اوڑی تن لاغر | اگر ذرا بہی رکے آہ کا دہوان منہ مین
سوال بوسہ پہ تیوری چڑہا کی چپکی سے | وہ جانے کیا مجھے کہتا ہی بدگمان منہ مین

ارادہ کس کی ہی شبخون کا یہہ تو فرماؤ
جو مستی ملکی چہپاتے ہو سرگین منہ مین

ہزار نور تصدق ہین اوسکی لذت پیہ
شب اختلاط مین وی اوسنے جبین زبان منہ مین

عبادت اوسکی تو کر نزع مین ہی اب جسکے
وظیفہ نام کا تیری بہی ہی نہان منہ مین

یہہ کس امید پہ عاشق کی زیست ہو ترنگے
نہین ہزار دل مین پر ایک نہین ہی ہان منہ مین

تمہاری شعر مین اب تو نہین ہے کچھ صنعت
وہ لکھتے جاتے ہو آتا جو ہی میان منہ مین

اپنے عاشق سی حیا ماہ جبین خوب نہین
ہی شب وصل یہہ اغماض نہین خوب نہین

اوسکی تو زلف جو کھینچی ہی تجھے ہی سودا
نکتہ چینی یہہ اری مانی چین خوب نہین

دیکھنا ہی نہو دیدار میسر جسکا
ہمنشین عاشقی پردہ نشین خوب نہین

دور سے دیکھہ مجھے کہتا ہی وہ رشک پری
ایسی دیوانگی ہوتا ہی قرین خوب نہین

لاکہہ صورت سی کہے کوئی کہ یار آتا ہے
ہمکو اس زشتی طالع سی یقین خوب نہین

دلکی کیا جانئے کیا بات خوش آئی اوسکے
کہتے ہین سب کہ وہ ایسا تو حسین خوب نہین

اوسپہ ہو جائی صبا دامن صد جا وسکا
دمبدم دل پہ تیری آہ حزین خوب نہین

آہ کا تیر اوہر سی بہی چلیگا ورنہ
کج روی ہمسے یہہ اے چرخ برین خوب نہین

ہے مثل ناچ نہ جانے کبھی آنگن ٹیڑہا
وہی کہتے ہین کہ اب کی زمین خوب نہین

یار و اغیار سی شکوہ بہی عبث ہی صنعت
رہی تو یون دلکا لگانا ہی کہین خوب نہین

گر یہی آنکہی جو کچہہ فسون کری ہی جون
کسیکی کب ہی یہہ ناز و ادا بہری چتون

نگہہ ستم ہے ادا قہر غمزہ آفت ہے
بلا ہی کاٹ غضب جہپ ہی او بہری چتون

فسون سے قہر ہی جادو ہی یا کہ ٹونا ہی
اجی ہے آنکی یا سحر ساحری چتون

کسیکا ہم پہ مشتبہ کہ یار تجھے سنوار
سو لیکے دل مرا کر گئی ہی دلبری چتون

جگر تک تیر لگا اوسکا دل سے ہوا قربان
جو دیکھا ... اوسکی سر سے ہی جیون

سنبھل سکے کوئی انسان بہہ جان گیا ہے
دیوانی آنکھی ہو دیکھکر بیری چتون

بت آئی مجھسے کچھ بات اوسکھڑی صنعت
جو دیکھی بگڑی ہوئی اوسکی ایک توری چتون

ملمات نہیں بری بھی نہیں جو عین نہیں
دونوں جہان میں آپ سا کوئی حسین نہیں

رکھیو قدم سنبھلکے یہہ کوچہ ہی یار کا
گلشن نہیں ارم نہیں خلد بریں نہیں

حیران ہوں ہاتھ بیچ نہیں کا تیغ چون
دامن نہیں ہے جیب نہیں آستین نہیں

دیکھوں نہیں تجھکو غیر کے ہمراہ کیا کروں
نزدیک آسمان نہیں نیچی زمین نہیں

ممکن نہیں وہ آئیگا تجا صد یہہ گفتگو
باور نہیں یقین نہیں دلنشین نہیں

ناصح ہزار طرح کہے مجھکو عشق سے
ابرا نہیں ابا نہیں ہرگز نہیں نہیں

صنعت میں درد دل کہوں کس سے کہ اب نہیں
مونس نہیں رفیق نہیں ہمنشین نہیں

کیا عیش سے گذریں وہ تیرہ ساعت کی راتیں
اب ہجر میں گذرتی ہیں یہہ آفات کی راتیں

معراج کی شب وصل کی شب ...
بس ... ہی وہ تھیں کرامات کی راتیں

یا روز قیامت سے بڑی ہجر کی شب تھی
سو تھیں شب وصل ہے اور ... کی راتیں

شب ہجر کی تو ایک سی کاٹی نہیں کٹتی
جیون خواب گئیں اوسکی ملاقات کی راتیں

بجلی کی چمک آہ ہوا اشکو کی جھڑی ...
[illegible]

[illegible]
[illegible]

کچھ قدر شب قدر کی ... صنعت
یاد آتی ہیں جب اوسکی ملاقات کی راتیں

اے سرو روان تجھکو کریا ... گلستان میں
جیون فاختہ ... میں ... باغ گلستان ...

صیاد سے یہ بلبل کہتی تھی بصد حسرت / گر ذبح مجھے لیکن جلاد گلستان مین
مت آشیان کر بلبل تو گل کی بھروسے پر / اور پھول لگی مت بیٹھو اور شاخ گلستان مین
صیاد کوئی دم مین آتا ہے ارے نادان / چھوڑیگا نہ وہ تیری بنیاد گلستان مین

بن سرو روان تن پر مل خاک ہے صنعت
جون فاختہ ہو بیٹھی آزاد گلستان مین

صیاد تو کر رحم کچھ اس صید پر نہین / اور صید کو بھی ہاتھ کہلی بال و پر نہین
اب چند روز سے جو وہ آیا ادھر نہین / شاید وہ ماہ حال سے میرے خبر نہین
ہجر اور وصال دونوں کٹ جاتی شب مگر / یا رب یہ کیسی شب ہے کہ جسکی سحر نہین
ق
شاید کہ ساتھ گریہ کے آنکھوں سے بہ گیا / ملتا کہین جو بر مین نشان جگر نہین
ایکدن رقیب نے کہا میرے گستاخ ہو کے ہان / مرتا ہے کوئی تمکو خدا کا بھی ڈر نہین
ق
بولے وہ یون رکھائی سے ہے کیا یہ گفتگو / مطلق کسی کے نام سے تو ہم خبر نہین
ہو کر یہ تنگ اوسنے کہا مین نے ایکروز / کل شب مرے مکان مین رہیو اگر نہین
سنتے ہی روح تن سے نکل جائیگی مری / کہ انکی بار اپنے منہ سے اگر نہین

دل و دین کیا کرم کر لیے ہین دلبر سے ہم لو
صنعت تو عشقباز و نہین کچھ منفعت بہبود

دنیا کی درد و غم جو سب اس جان پر ہین / غم وسے تیرے ظالم اس جان پر ہین
جو لگتی ہین ادا سے وہ اسے ہو کسی پہ / ہم صدقہ لا کے جسسے ادا کی [illegible]
پردہ نشین کی چاہت ہے قہر کس سے کہیو / وہ بیٹھ کہین سدا ہے اپنا مکان [illegible]
فرقت کا شمر کی کیونکہ بیان ہو یارو / سوز دروں سے اپنے چھالے زبان پر ہین
سو سو بلائین نازل غم مین تمہارے ہم پر / صبر و قرار و طاقت و تاب و توان [illegible]
ہم راہ مین ملے جو ہمراہ غیر تھے وہ / کیا کیا گمان ہمکو [illegible]

سینہ بھی اور جگر بھی دلبھی ہو ردپی کو — نازان جو آپ اپنی تیر و کمان پر ہیں
ہر آن اسکی تن پر مشق باں جان ہو — بلبل سکھے جو قفس میں آ کے باغبان پر ہیں

دنیا میں گو ہی صدقے ہو وی کسی کے لیکن
قربان جب ہو صفوت حیدر کی شان پر

ق

ہر ایک بیت تو یہاں یک دہن ہزار زبان — تیری یہ عہد بھی ہان ایک دہن ہزار زبان
ہر ایک رسا نپ تو ہوتا ہی دو زبان لیکن — تیری ہی ہے زلف میان ایک دہن ہزار زبان
ہمارے ہی ہی اور گلبدن ہے سبکے اب — ہر غنچہ سپر یہان یک دہن ہزار زبان
ہر ایک پل تیری تیر مژہ کا اب مدح — خدنگ ہی لبیان یک دہن ہزار زبان
ہزار نگہ ہی جگر داغ دل کا میرے گواہ — کہ ہر زخم ہی ہان یک دہن ہزار زبان
سکی شکر ہی یہیں ہر پل لب پر ساتھ — ہر ترہ سی چشم یہان یک دہن ہزار زبان
تو اوسکی ثنا کی میں خوارہ اب ہزار کہے — ہوا ہے وصف کہان یک دہن ہزار زبان

ہزار داستان بلبل ہے شعر میں صفوت
بوصف لالہ رخان یک دہن ہزار زبان

اوس زلف و رخ کی غم سے میں حالات کیا کہوں — رہتا ہوں پیچ و تاب میں دن رات کیا کہوں
تشریف تم جو لائے تو میں اوسکو ابھی — یا مہر یا لطف و عنایات کیا کہوں
مجھکو بلایا غیر کے گھر جا کے آپ نے — اسکو ستم میں یا کہ مدارات کیا کہوں
جاری ہی جو یہ چشم کا چشمہ تو اب بتاؤ — طوفان سیل یا اسے برسات کیا کہوں
اپنا الٹی جو کہو کے جان سے کو [illegible] — بدلا عوض میں یا کہ مکافات کیا کہوں
[illegible] اوسکی میں تشبیہ میں بھلا — کچھ اس طرح سے ابھی ہی وہ نکات کیا کہوں
سمجھا دے اوس کے جو سر قاصد تو میں آ — تحفہ جواب خط کہوں سوغات کیا کہوں
دی کا گر یہ عشق ہی ناصح میں آپ سے — اسکی مژہ کو تیر یہ حاجات کیا کہوں

وہان تو زبان کہنچتی ہی بلا قی ہی تب بہلا | شکوہ ہی اوسکی دو بدو دہن بات کیا کہون

ملتا ہی جب مجھی تو دو چار تا نہین جہڑکی | یہہ دوستی ہی اوسکو میری ساتھ کیا کہون

گہ جیسے شیرنی ہی وہ بوسہ مین اے رقیب | اوسکی حیا و تمکین تجھے بدذات کیا کہون

جاہل لگا ہی جو اب تجھکو شیخی ہی فی المثل | ناصح مین تجھسے حرف و حکایات کیا کہون

مصحفی سی حال دل کو جو پوچھا تو یون کہا | کہتی ہی جس طرح سے اب اوسکی بات کیا کہون

دی جواب خط اگر تا شام جو مانگی سو دون | نامہ بر اسکا میں انعام جو مانگی سو دون

مال و زر اور جان و دل اوسکے نام پر قربان ہے | وہ تو کیا اوسکا اگر پیغام جو مانگی سو دون

اوسکے کوچہ مین چلو ہمنشین اور ایشا طہ تو | لا کسی کم سب ہی اوسی ہر بام جو مانگی سو دون

ابر ہی دریا ہی گلشن ہے اگر اسوقت مین | ساقیا پہر بہر کے تو جام جو مانگی سو دون

صبر و طاقت جان و دل و دین ایمان تمکین و تاب | اب اشارہ ہی سے مسر الگا تمام جو مانگی سو دون

یہان تلک ہی مجھکو اسکی بوسہ کی آرزو | بات کو کیا ہی سر و دشنام جو مانگی سو دون

کل وہ کس انداز سی کہتے تھی ای مصحفی اگر | اس غزل کا تو کری اتمام جو مانگی سو دون

مہر سان داغ دل سی شمس و قمر جلتے ہین | گر اودہر تر کیے آنسو سی اودہر جلتے ہین

عشق بازو مین نہو نام ہمارا روشن | شمع سان ہجر مین ہم تا بسحر جلتے ہین

ہمنشین مجھکو یہہ لازم ہی کہ جنگل مین بسون | آتش آہ سی ہمسایونکی گہر جلتے ہین

نامۂ شوق مین شورش یہہ بہری ہی جس سی | تب ہو قاصد کو کبوتر کے بہی پر جلتے ہین

گرمیِ ربط سے اپنی تری گلرو اغیار | منہ سی کہتی نہین کچہ لیک مگر جلتے ہین

طپش عشق نے دریا مین لگای ہی آگ | انتظار اوسکے مین جو زیر گہر جلتے ہین

شعلہ رو گر یہان کرتا ہی جو ہمسا اب تو | ق | رشک و حسرت سی رقیبونکی جگر جلتے ہین

ہا تپش سے کھینچ لگی یا لپٹ سے میری تیری — تجھکو کیا غم ہے جلنے دیو اگر جلتے ہیں

ایسی ہی آہ دھوان دہار وہ اپنی صنعت
کہ جو دم ماریں تو سبز شجر جلتے ہیں

حور کی طرز وضع پر بیزار کرین — اونکو بھاتی ہے سبھی جو کہ وہ ایجاد کرین
ایک کچھ ہم ہی نہیں وہ کہ تجھے یاد کرین — ہے ترا نام وہ پیارا کہ سب اوراد کرین
کھینچ سکتی ہیں تری شکل کا منہ تو دیکھو — لا الہ صورت تیری شئی یا مانی و بہزاد کرین
آہین دونوں ہی سبک ہوینگی سوچو تو ذرا — ہم کہیں تیری گرانی کی جو فریاد کرین
ایک عالم ہے رقیب اپنا بھلا تو ہی بتا — کس سے شکوا ترا ہم ایسے ستم ایجاد کرین
ہے مثل کیا ہی بھوکا کوئی میٹھی کے لیے — آپ ہر وقت یہہ بندہ پر جو بیداد کرین
ہوتی ہر بات پہ دشنام ہے دنیا صاحب — یہہ نہ آیا کبھی بوسہ بھی تو امداد کرین
فکر ہر ایک کی ہمت کی ہے لائق مشہور — ہم تو دانا نہیں ہم تمکو پریزاد کرین

کوہکن وامق و نل قیس اگر ہوں صنعت
عشقبازیں تو صنعت تجھے استاد کرین

بے سبب لغزش نہیں سرو چمن کی شاخیں — تیری آمد سے ہی لرزہ ہیں لگی شاخین
ہاتھ اونکی نگاہ ت سپر رکھتی ہیں یہہ جھانکے — ہی اوگا برگ چنار اب ناروں کی شاخین
کیا ہی یہہ بہتی ہے پیاری سلک ندا تیر مرے — ہین کھلی جیسے گل و یاسمن کی شاخین
ناز سے تھو سے ہی پر کہ اونگلی وہ بولی دیکھو تو — گر تامل ہو تمہین سیب ذقن کی شاخین
بوسہ سیب زنخ کر دی نہ وہ لب جیسے — ہے لدا میوہ مگر نخل جلن کی شاخین
نافہ تو نہیں ہے نکہت یا مشک ہے نافہ کی بیچ — یا کہ ہے یاقوت اوس ہی کے نگین کی شاخین
لخت دل کی دیکھ لو مژگان پر تم میری یہاں — دیکھتے ہو جیسے آیا نخل مرجان کی شاخین
نہیں ہار زلف سے اپنے بنا لی ہے یہہ شکل — جسطرح کا تھی عجمی ہوں ناگ پھن کی شاخین

واسطے تعظیم کے سقف نہیں جھکتا کبھی
بار سے بھی خم نہیں ہوتا ہی سہن کی شاخین

ظالموں کا ظلم بعد از مرگ بھی ہوتا ہے تیز
پہل جہوڑ کیا ہو بہی اکثر کرگدنکی شاخین

دل لگا کر سرو قد سے کس لئے پہل پایا بیلا
بار آتا ہی نہین سرو چمن کی شاخین

ہے جو تیری چشم کا بیمار اسی شبک نخل
ہو شفا کھینچین جو اوسکا خون ہر نکی شاخین

پہنکی جیسے سنگیان کھینچین تیرے بیمار کے
ان لہو کی ہونا بہی ہرگز نہ جہیلے شاخین

عالم پیری مین صنعت ہے کہان مضمون کی
ناقص آتا ہے ثمر نخل کہن کی شاخین

پیلی دوری تو سے آئی جسکے جانان پائچین
تیری سودای نے پہنی بیڑیان پہان پائچین

اگ تلون سے لگی اپنی شب قرار وصل
جب خبر پائی کہ ہے مہندی لگی وہان پائچین

واہ ری تاثیر عشق نل کہ انگیٹہ بہری
ہے بچھیان باندہے دمن سے ٹپکتا ہی خون پائچین

یہہ کنارہ کی جہلک ہے یا بجوہر اوسکے پا
شعلہ جوالہ ہے اوس مہ کی درخشان پائچین

اوسکو چلنا دیکھکر بولا ہر ایک یا مہتاب ہو
ہین یہہ الماسی لڑی یا برق تابان پائچین

آتی ہے آنے سے اور جاتی ہے جانے سے تیرے
جان وابستہ ہے میری تیری جانان پائچین

ہل نہین سکتا جگہ سے سیل گریہ کی سبب
ہو گئی زنجیر گویا موج طوفان پائچین

جہر مہ بہی ہوتی پہیرتے ہین تجکو اتدین
میری ہی پیکر نہین سرو خرامان پائچین

مین نے تلوون سے ملی آنکہین تو بولی کہینچ پاؤن
چہبتے ہین صنعت یہ تیری نوک مژگان پائچین

ردیف واو

گرچہ وہ یار میرا مجھسے بغل گیر نہو
لیکن اتنا تو کہے منہ سے کہ دلگیر نہو

دم بدم اپنا اگر نالہ شب گیر نہو
ہمدم اوسپہ تو پہر اپنی بہی تاثیر نہو

میری جانب سے تو قاصد یہہ زبانی کہنا
حال وہ کیا لکہی جو قابل تحریر نہو

کیجے شکوہ تو وہ کہتا ہے عیار ایسے
تجھسے کم اسلئے ملتا ہون کہ تشہیر نہو

سبق لکھتا ہے تیرے غم کا ہر ایک سودائی … زلف کی پانو مین تیمن کو بھی زنجیر نہو
ہمنشین کیونکہ ہون اوس رشک جانانہ کے حضور … قابل ضبط نہو لائق تقریر نہو
حرج اغیار سے مل مل کے تو تب لیجئے اوسے … او میان ہاتھ مین جب آپکی شمشیر نہو

ہووے مقبول یہہ اس صنعت عاصی کی دعا
سخت ترشع مجھے حضرت شبیر نہو

رات کو آتے ہو تم گہر ہمارے دنکو … ہے یہہ اندھیر نظر آتے ہین تارے دنکو
لیلۃ القدر شب وصل ہی ہووے قربان … عید ہوجائیگی رہجاو جو پیارے دنکو
بن تیری آہ کی لگتی ہین ہوائی تن سے … اور اوڑ اکے یہ مین نالونکے غبارے دنکو
عرض کی مین نے یہہ اون سے کہ کبہی تو ملیے … ق … شب کو ہے خوف تو آجایے بارے دنکو

سنکے فرمایا کہ ممکن نہین آنا ہوتا
شب کو تاریکی سے اور دہوپ کے مارے دنکو

مہربان ایسے جسطرح ہنسایا مجھکو … چرخ بے مہر نے ویسا ہی رلایا مجھکو
جو کہ کانون سے بہی ہرگز نہ سنا تہا دیکھا … آشنا نے یہی وہ آنکھونسے دکہایا مجھکو
مجھسے افسوس کبہی دل نہ ملایا تمنے … ہان مگر خاک مین تو خوب ملایا مجھکو
دوستو دہوپ مین ہم جلتے ہین سایہ مین قرار … کس جگہ کا ہوا ایسا یہہ سایہ مجھکو
عرض حال اپنا کرون تاکہ [illegible] حضور … اوسنے اسواسطے باتونمین لگایا مجھکو

اس زمین مین تو غزل ویسی پڑہو اے صنعت
تیری گفتار کا انداز خوش آیا مجھکو

ایک تماشا تری وحشت نے بنایا مجھکو … تو بھی اے یار نہ تو دیکھنے آیا مجھکو
جام مے اوسنے شب وصل پلایا مجھکو … وہی ہر شے مین جھلکتا نظر آیا مجھکو
اپنی مٹتا ہے ابھی حرف غلط کی صورت … آپنے اپنی زبان سے جو اوٹھایا مجھکو

جسقدر اُنکی رہی ہے ابھی یاد مجھے — آپنے ویسا ہی خاطر سے بھلایا مجھکو

سالہا ماہ غم میں ہلال بروکے — دربدر عشق کی وحشت نے پھرایا مجھکو

رام ہو وہ بت کافر کسی صورت میرا — سحر ایسا کوئی بتلا دے خدایا مجھکو

کیون نہ صنعت ملے محشر میں طفیل حیدر
جام کوثر کا بھی اور طوبیٰ کا سایہ مجھکو

دوستو میری تئین اوسکی کھینچا تصویر دو — پر کہین جلدی مصور کو ملے تحریر دو

تا یہ ظاہر ہو کہ ہے سودا زدہ زلف انکا یہ — دوستو پاؤن مین میرے ڈالیو زنجیر دو

ہو جو کشتہ زلف و لب کا آنکی اچھا نہو — گو اوسے تریاق دو یا پان مین اکسیر دو

یاد حسد ہم آئی ہے چھینٹین بر رو مجھے — ولے لگ جاتے ہین ہر اک آئینہ شمشیر دو

یا تو ملیے ہی یا غیر سے کیجے اختلاط — آج چلکر اوسے کرتے ہین یہی تقریر دو

دیکھی دل رسوا ہوئی اور جان بھی دیجائیگی — بس یہی جسے ہوئی ہین آنکی تقصیر دو

ہو گئے صنعت آپ ہی دل مین ذرا شرما کے یار — اس خطا کی جو کہ ہو بندہ کو تم تعزیر دو

ایکطرف کہیجے ہے عقل اور ایکطرف مجھکو جنون
عشق مین صنعت کی ہین یا روگریبان گیر دو

غیر بولا آپکو پھر راہ یہ بیہودہ نہو — کیا غضب ہو اے مرے اللہ یہ بیہودہ نہو

ابر ہے مے ہے چمن دل خواہ یہ بیہودہ نہو — سنکے لوگونسے کہا اے واہ یہ بیہودہ نہو

ابر ہے باران ہے مے ہے باغ ہے ساقی نہین — کیون بچھاؤ نہین پھر کر آہ یہ بیہودہ نہو

جانب اغیار جانان بھول کر جانا نہ تم — آبرو شد کی تمہارے راہ یہ بیہودہ نہو

وصل کی شب دختر رز کیونہ مانع ہو مجھے — آپ ہی فرمایئے کس راہ یہ بیہودہ نہو

غیر مانع ہے اگر تو خواب مین آجائیو — تا کہ آئینسے تیرے آگاہ یہ بیہودہ نہو

مہربانی مجھپہ غصہ غیر پر کر کے کہا — واربان حاضر کنند وصلے گنہ یہ بیہودہ نہو

وصل کی شب درمیان شمشیر مت رکھیو میر
شب جو تو تھا بام پر جلوہ کنان سنتے رہیں

ہم ستی تو ہرگز بہی واللہ یہہ بیہودہ نہو
سب یہہ کہتے تھے کہ شاید ماہ یہہ ہووے نہو

عجز آدم نے کیا تھا او شیطان نے غرور
تب ہوا حکم خدا گمراہ یہہ بیہودہ نہو

دوستو کوئی بچا ہی اوس بت بے پیر کو
بس یہی رہتا ہی خطرہ اس تری تحریر کو
کہینچلائی آخرش یہان اوس بت بے پیر کو
یہہ عداوت مجھسے ہی کچھہ اوس بت بے پیر کو
سلسلہ مجنون نسبی ہے اور ہون اسیر زلف بہی
یہہ سعادت دیکھیے اب ہو میان کسکی نصیب
پند ناصح ہی بجا پر ہو جب اوسکی روبرو
کل وہ کس انداز سی صنعت بقول جرات آہ

کہہ دو یہہ پہر خدا پر ایک جوان و پیر کو
یعنی پہونچا ہونہ صدمہ مجہسے اوسکی تیر کو
مانتے ہین حضرت عشق آپکی تاثیر کو
جب مجہی دیکہے ہی تب پاتا نہیں شمشیر کو
حرز جان سمجھون نکیون نکر دوستو زنجیر کو
وہ سبا دم جو کہینچکہ دیکہو ہی تم شمشیر کو
یہہ رہے یاد آپ پہر وہان بہول جا تقریر کو
آپکو دیکہے تہا گہہ اور گاہ مجھہ دلگیر کو

ہاتہہ لکہا ہی جو صنعت شاکیا ہی بلو شراب
کیون نہ پہر اوسکے یہین صدقے کرون اکسیر کو

اسکے دینے میں کیا ممکن جو کچھہ تکرار ہو
اوسکا صنعت کسطرح تجھکو بہلا دیدار ہو
سیر گلشن سی دل اوسکا کس روش خوش ہو بہلا
غیر کے جانان اجی بہتر نہیں جا بان کبہو
دلگی ہی تقصیر تم سب مردمون سی پوچھ لو
کیونکہ دل وحشی بچی اے دوستو ایسی کوئی
دیکہیو مت رکہیو تم اوسکی زندگی ہی چشم داشت

ہی یہی بہتر کہ یہہ دل داخل سرکار ہو
جس لئے بدلے دیدہ کے منصور کو بہی دار ہو
جسکا داغ وہ لیوے کلیجہ غیرت گلزار ہو
عرض اپنی یہی ہی پہر آگے تم مختار ہو
کس لیے اے آنسو پہر یہ گلے کا ہار ہو
بستان ہی دلربا دلبر ہو اور دلدار ہو
مردمون جو شخص اوسکی چشم کا بیمار ہو

جام کوثر صنعت مسکین کو ہی آید نظر
روز محشر گر عنایت حیدر کرار ہو

جب وہ گلرو میری ہمراہ سیر گلزار ہو — کیونکہ حالت کو میری دیکھکے گلزار ہو
ہی وہ غم عشقکا جسکا کوئی غمخوار نہو — دوستو یہ کسی دشمن کو بھی آزار نہو
یار سہو پل مین ہزارونکی جگہ سے فی الفور — اوسکا گر تیر مژہ مردمون خمدار نہو
دین و دنیا مین کہین اپنا ٹھکانا نہین — حضرت عشق اگر آپکی سرکار نہ ہو
ہم ترے گھر کو چلے ہین ولیکن ہی یہ شرط — ہمسے اور تم سے کسی باتکی تکرار نہ ہو
ہے رقیبونکا مجھے خوف جو مین کہتا ہون — اسقدر گھر کی سجاوٹ تو نمودار نہ ہو

آرزو ہی یہی صنعت کی اب حاجت بند
دین و دنیا مین کوئی حیدر کرار سا ہو

بہیتی ہے میری چشم سے اے یار کچھ کہو — طوفان جل بھر ابر گہر بار کچھ کہو
وہ ظلم ہی کرے ہے خوشامد سے گو اوسے — محبوب یار و دلبر و دلدار کچھ کہو
مجھکو تو ننگ و عار نہین عشقمین میان — گھر مین تو کیا ہی بر سر بازار کچھ کہو
پیر دل مین سوچکر کہ یہ عاشق ہے آپکا — رسوا و ذلیل و خوار گنہگار کچھ کہو
اونسے کہا مین قیمت دل تیس بوسہ لین — ق — تو بھی تو اب زبان سے دو چار کچھ کہو
کہنے لگی کہ یہ نہین کوڑی کی کام کا — لیکن تم اپنے دل کے ہو مختار کچھ کہو

صنعت ہر ایک بزم مین کہتا ہے حال دل
تم بھی تو آکے حال دل زار کچھ کہو

اب اوسکی عاشق بیکل کو امید کسطرح کل کی — کہ جسسون آج ہی ہو تسلی ورنہ پوری حسرت کل کی
برا مانو تو مانو اوس سے چلکر آج یہ کہدے — بھلا اقرار کیون کرتے ہو جب مین کہ کل کل کی
اوسے پہونچے نہ صدمہ بوجھ سے گجرون کے سوچو تو — نزاکت سے جبین شیشہ پہ رکھنا بار مشکل ہے

اگر دعویٰ تو او سکے آج بلوا نیکا ہی ہمدم
مگر جا جو رہو اوسکی یا تیری با تہوںمیں کچہ کل ہو

کنارے باغ کے وہ گل لیلا ہوکر یہ بولا
بہلا معلوم تو صاحب تمہاری ہمکو اٹکل ہو

کوئی ایسا درخت اسمین بتا و تا کہ جسمین
کہ جسمین نام کو لکڑی نہو اور صرف اک گل ہو

ق

بنیا یہ جوں وقت صنعت کہ شش پنجا ہے علی سے ہی
تیرا مقصد طفیل پنجتن سب آج یا کل ہو

زہر مار زلف سے جسکے کہ دی جان سبز ہو
چاہیئے اوس شخص کے مرقد کا سامان سبز ہو

ہے سوا اسکے تلاشی کی نمود اس شکل سے
کیا عجب ہی سر پہ گر شاخ غزالان سبز ہو

خون دل پیکر جبیں یار زہر کہا کر مر رہیں
اوس رخ گلگوں پہ جب خط نمایان سبز ہو

سبز رنگ اپنا جو ڈالی پر تو وہ تو ہے یقین
جوں زمرد کا نگیں لعل بدخشان سبز ہو

لعل کی سبزی اگر وہ کان میں پہنچے بہو
عکس سے معلوم سبکو لعل رمان سبز ہو

قاصد اوس مصحف رو پہ ہوا ہے خط کو
اندنوں خط کی لکہے قرطاس افشان سبز ہو

سرخروئی اور سرسبزی اگر چاہی ہی تو
رہ دل پیر خون اور برگ حنا سان سبز ہو

رشک سا خوردو سبزہ رنگ اپنا اگر ہو ہی حجاب
مو بمو ہر دانہ ریگ بیابان سبز ہو

قوت نامہ ہے مضمون کو اور وہ ہیر تیری
گلشن اشعار کی جس سے جانان سبز ہو

طفل اشک اتیری صنعت کا کہ جسکا نا جرا
سنگ سے ممکن ہے کشت خشک دہقان سبز ہو

کیا عجب ہے کہ اوس کے ہاتھ سے ڈالی جاتی تہ
تیر مژگان کا لیسے تو اوسکی کوٹھی ہی ہمسل کی تہ

حضرت جان ہے کیا ہو اوسکا نامہ اس طرح
اپنے پیر والو نکو کہ دیکہے ہیں جیسے مل کی تہ

کیوں نہ ہو ٹوٹکا اشارہ دیکہ کے شاقی دم
پیچ پیچ ناری وہ سوال عاشق سا ہی لی تہ

ہو گیا جیں جبیں اور اوس نے پیچ
بیٹہے پیر عشاق جس پیر کی ہاتہ جا اصل کی تہ

تیر مژگان کے تصور میں تری ہو گفتہ شعار
نقش عقرب ہی ہے کہولی تیر کہایل کی تہ

ہم دیوانوں کا تو کیا ہی ذکر اوسکی سامنے
دور سے اوڑتی ہے عقل تامع عاقل کی تہ

شعر فہمی تو سبھی کرتے ہین ای صنعت ولی
کون سمجھے ہی نکات شاعر کامل کی تہ

دل کا کوئی کرے ہی کوئی یار کا گلہ
ہے مجھکو اپنے دیدۂ خونبار کا گلہ

کرنے لگے وہ مجھسے جو کل یار کا گلہ
ہوتا سمایا تین نہ بیمار کا گلہ

ٹھہری یہہ بار بار کہ گلہ کیجے تیرہ وہ شوخ
دیکہو بہلا آپ آئینہ سو بار کا گلہ

کچھ بھی اثر کیا نہ تیری دل مین شعلہ رو
کیونکر کرین نہ آہ شرربار کا گلہ

گر دشمنین ہمکو کہتا ہے سب بے مہر آلتہ
کیجے نہ کیونکہ چرخ ستمگار کا گلہ

جب آئے کب ہین ای تیرے در پہ اسکو یار
کرتے عبث ہو صنعت ناچار کا گلہ

اوٹھی ہے ایسا میرے دل سے متصل شعلہ
کہ جسکو دیکھ کے ہو برق کا خجل شعلہ

شرارہ آہ سے نکلین تو یہہ عجب کیا ہی
رہی ہی بر مین مثل نار آتشین یہہ دل شعلہ

وہ شعلہ آگ کا ہی اور ہی یہہ آتش عشق
جاری آہ سے ہو کیون نہ منفعل شعلہ

جلون نکیونکہ مین یارو میری عناصر مین
ملا ہے روز ازل جابجا آب گل شعلہ

سمجھیو اوسکو نہ بجلی ہمارے آہ کی ساتھ
بوقت گریہ ہی صنعت یہہ مشتعل شعلہ

پھر لگی آنکھ جس شخص پہ ناگاہ نگاہ
حق مین اوسکے ہی گویا برق وہ ایکبار نگاہ

کام تم سب نے کیا کرکے میری چار نگاہ
آفرین غمزہ و شاباش ادا و ادا نگاہ

کبھی دل چھینتی ہی غمزہ کبھی عشوہ انکا
اور کبھی ناز و ادا آنکھ لا ورنگاہ نگاہ

دل نہ دیجے کسطرح وہ چین کی ہوتی ہین بہاگ
جبکہ اوس شوخ کی ہو ناز کی ہمراہ نگاہ

ملک دل کیون کہہ ہوا یاد بہلا ای صنعت

غم الم کی جو کہڑی اوسپہ بہیہ تنخواہ لگادہ

دوستی کرے عبث دوستو نادان کے ساتھ
دشمنی ہمنی کری اپنے دل وجان کے ساتھ

دل کسی کا نہ کسی ساتھ ہے سینسی ای یارو
اور خدا اسا بقہ ڈالے تو پہر انسانکے ساتھ

دوست نادان سے بہلا ہوتا ہے دشمن دانا
کہ وہ ایذا ہی جو دیتا ہے تو عنوانکے ساتھ

ہے یہی عرض شب وروز علی جی تجہسے
کہ یہ صنعت جو اوٹھی یہان سی تو ایمانکے ساتھ

دل لینے مین کوئی نہین دلبر سے زیادہ
اور دینے مین زنہار اس احقر سے زیادہ

ہو ربط رقیبو لگا جو دلبر سے زیادہ
تو اشک بہی نہ کیون ابر سے بہی برسے زیادہ

کہنے کو ترے سامنے گونگی سے پڑے ہین
اور سستی مین ہو جاتے ہین ہم کس سے زیادہ

پہنے سے ترے زیب ہے زیور کو دگرنہ
حسن اور دوبالا ہو جاتی ہے زیور سے زیادہ

بوسہ مجہے دیتین جو ہون لب سے عنایت
تو سمجہون کہ ہین قند مکرر سے زیادہ

سنتا ہے نہین ایک تو احوال وہ اپنا
اور کہہ بہی نہین سکتے ہین ہم ڈر سے زیادہ

وہ قطرۂ نیسان ہے یہہ محنت جگر اپنا
آنسو کو نہ کیون سمجہے گوہر سے زیادہ

فریاد کو محشر مین سند کچہہ نہین درکار
گل کہانے سے ہاتہہ اپنے مین محضر سے زیادہ

منہ دیکہہ میرا صاف یہی کہتے ہین صنعت
کچہہ بیٹہی ہو تم آج مکدر سے زیادہ

دیکہے مشاطہ جو دست گلبدنین آئینہ
صاف آتا ہے نظر اوس صاف تن مین آئینہ

اوسنے دیکہا پان وسیکی پہبن مین آئینہ
جو گل سوسن کی رو کش ہو چمن مین آئینہ

یہہ مصفا ہے رخ جانان کہ آتا ہے نظر
ماہ نخشب کیطرح چاہ ذقن مین آئینہ

سینہ صاف اور گات اوبہرا اوسکی سے صورت
ہے نصب گویا درخت نارونین آئینہ

روشن اوسپر صاف ہو جاویگا دلکا پیچ وتاب
باندہ کر تو بہیجو اوسی قاصد رسن مین آئینہ

جب رقیب روسیہ اپنا لگا منہ دیکھنے
چاند کی شکل آ گیا گویا گہن مین آئینہ

اپنا عاشق آپ ہو جاوی نہ وہ ڈرتا ہون مین
ہو کسی صورت نہ اوسکے انجمن مین آئینہ

اتنا روشن دل ہی اور خانہ نشین نازک مزاج
قدر اسیری بھی نہین رکھتا وطن مین آئینہ

چرخ چارم پر لگایا صیقل قدرت نی ہے
یہہ نئی صورت کیا اس سقف کہن مین آئینہ

وصل کی شب شرم مجہہ سے خیر شرم وہ سی ظلم ہے
رکھتے ہین پہلی ہی دن دولہا دولہن مین آئینہ

ہنر نامرد بلکی آرایش ہی آئینہ کے ساتھہ
اور بہادر تیغ کو سمجھے ہین رن مین آئینہ

تا مر اتنا نظر آوی نہ مجہکو اسلئے
دیکھتا ہی مین نہین دیوانہ پن مین آئینہ

عاشقونکا خون اوسکی سر نہوتا حشر تک
جو سکندر رکھہ کے لیجاتا کفن مین آئینہ

جلوہ گر فانوس مین وہ شمع کافوری ہی یا
ہے بدن اوس شعلہ رو کا پیرہن مین آئینہ

اس لطیفہ پر مجھے حیرت ہی یہہ اوس شوخ نے
لیکے دل میرا دیا اوسکی ثمن مین آئینہ

عیب جو آئینہ ہی صنعت ہین ہم تو عیب پوش
اپنے فن مین طاق ہین ہم اپنی فن مین آئینہ

انتظار مین نہ کیون شب میری اوس بن [illegible]
جب رکھی روزہ یتیم اور بھی وہ دن [illegible]

اسی باعث نہ زمانہ میرا ہو جای رقیب
یارب اوس بت کا نہ اخلاق مجالس [illegible]

ایسے بدخو کو پریزاد نہ کہیے ہر دم
اور اوسمین نہ کہین خاصیت جن [illegible]

لوگ مانگین امان شور قیامت ہوگا
صنعت اوس فتنہ جو کا ذرا سن [illegible]

یون زمانہ مین ہر ایک چیز ہی گھٹتی [illegible]
پر شب وصل ہماری نہین ممکن [illegible]

میری اور اوسکی جو رنجش ہو تو پھر گھٹنے لگی
لاکھہ تدبیر ہو تقدیر سے لاکن [illegible]

سایہ مین نخل کے سبزہ نہین ہوتا سرسبز
دی ہے تکلیف جو ہمسایہ کا سایہ [illegible]

ولہ

ہے رکاوٹ جو آج ہمدم سے
دم رکا ہمسے اور ہم دم سے

آپ جو اسقدر ہین برہم سے
کیا ہوا جرم سیم برہم سے

جب سے دیکھا ہے آپ کا عالم
ہمکو نفرت ہے ایک عالم سے

مردمان آج نوح کا طوفان
ہمنے دیکھا ہے چشم پرنم سے

اوسکے آنیکی جو سناتا ہے
یہہ تو قاصد ہے کچھہ ترے دم سے

ہمنے دیکھی ہیں آپکی آنکھیں
ہمکو کیا کام جام اور جم سے

بہ میں شاید جگر تمام ہوا
اشک جو مردمان رہتے تھم سے

ق

جسنے زخمی کو دوستو اپنے
آج تک ابتداے آدم سے

منتوں نے کبھی نہ پوچھا ہو
نہ جلایا ہو فقط مرہم سے

ایک ہم کیا امید اوس سے رکھیں
کئی عاشق ہزار مر گئے سے

وله

بہم جو لین میں رہا دلبر ادھر ہمارے اودھر تمہارے
تو دشمن ہو جاتے ہیں جلکر ادھر ہمارے اودھر تمہارے

مجھے جو لوگوں کی نصیحت او [illegible] ادھر ہمارے اودھر تمہارے
ہوئی تماشا اوسکے دلبر ادھر ہمارے اودھر تمہارے

یہ آہ و نالہ فغان ادھر ہے کہ شمشیر ادھر ہمارے اودھر تمہارے
مقابل ہونگے یہ دونوں لشکر ادھر ہمارے اودھر تمہارے

کریگا کوئی نہ اب ہمیں رسوا اسکا یقین ہے [illegible] ادھر ہمارے اودھر تمہارے
تو ہمیں واللہ [illegible] ادھر ہمارے اودھر تمہارے

کبھی تھے نامہ شکایتوں میں جو بھیجے [illegible] ادھر ہمارے اودھر تمہارے
ہوا ہے دو ملکان [illegible] لشکر ادھر ہمارے اودھر تمہارے

ہمیں جو دیکھا ہے ہم ہیں تمہارے آئینہ [illegible] ادھر ہمارے اودھر تمہارے
رقیب حیران رہیگا [illegible] شعلہ ادھر ہمارے اودھر تمہارے

قسم ہے ہمکو تمہارے سر کی [illegible] ادھر ہمارے اودھر تمہارے
لڑیں [illegible] فرق اکثر ادھر ہمارے اودھر تمہارے

ہمیں ہے صنعت سے کیا یہ مانگی کہ جب مطلب ہیں دو جہاں کی
حصول ہونگے طفیل حیدر ادھر ہمارے اودھر تمہارے

تجھکو کیا فکر ہے ناصح مرے سمجھانے کی
اپنے [illegible] واسطے کرتا ہوں بدی [illegible] کی

ہے یہی انتہا یہ حالت تیرے دیوانے کی
کہ خبر ہے ابھی اپنی نہ بیگانہ کی

دیکھ رہا ہے مجھے گل ہنسکے وہ بولا کہ اجی
عشقبازی ایسی نہ ٹھہری ابھی گھبرانے کی

دوستو بہر خدا کوئی تو تدبیر کرو
[illegible] آج ادھر سے لا [illegible] یاد ہاں مجھے لیجانیکی

گو کہ بد عشق کو کہتے ہیں لٹا ناصح
پر حقیقت میں اوسی میں تو ہون سمجھا نیکی

کیا کہیں ولے کہ غیرت نہیں کرتی ہے تمھیں
ورنہ وہ مشکل تھی ناصح تیرے دکھلا نیکی

شاد رہ غم سے قیامت کو صنعت واللہ
پنجتن کو ہے تیری فکر تو بخشانے کی

رو تر وحشت ہے ادہر سیر بیابان کے لئے
پاؤن پڑتی ہے ادہر زنجیر زندانکے لئے

سجدہ گاہ عاشقان تو ہے خم ابروی یار
مسجد و بتخانہ ہے گبر و مسلمان کے لئے

سرخ رو اب عاشقو ہیں دیکھیے ہوتا ہے کون
تیغ ابرو قتل کو پھیرتے ہیں وہ بانکے لئے

جال ہیں پھنستے ہیں طائر دل فغور اکثر مدام
دام یہ زلفوں کا ہی مخصوص انکی سے لئے

تیل رخسارہ پہ اوسکے ہے کیا مثل کلف
چند لوسی ہیں لے جب اوس ماہتاب انکی لئے

جو معشوقونکا جو عاشق اوٹھاتے ہیں ستم
اونہ کیا احسان ہے اپنے دل و جان کے لئے

ہون گرفتار بلا سودا زدہ خانہ بدوش
آگیا ہون میں ایک زلف پریشان کے لئے

دلبرونکی ظلم کے ہمدم شکایت ہے عبث
ہے دل عاشق ازل سے یاں فقط خرمانکی لئے

جان و دل سے لو صنعت خوب ہے حصہ لئے
دل تو دلبر کے لئے اور جان جانانکے لئے

حیرت ہے کہ یہ تجھکو دوپٹا کسی سکھایا ہے
آئینہ سے ملکر بھی جو تجھسے چھپایا ہے

اب عشق بہری تیرا اس زور پہ آیا ہے
کہتا مجھے دیوانہ ہر اپنا پرایا ہے

دشمن کی بہی دشمن کو کانونسے سنوایا
جو دوست تجھے تونے آنکھوں سے دکھایا ہے

مت پوچھ جیت عاشق ہونیکی ارے ناصح
جانی ہی وہ ہی بہا ہی جسکو کوئی بہایا ہے

بیٹھے ہیں تیرے در پہ جون نقش قدم باہم
کوئی نہیں ہے ہمنے تو اب ہاتھ اوٹھایا ہے

آفت ہے لگا لینا اوسکا تو دل اہم سبھی
کیا آگ چلی ہیں اوسنے کچھ منہ جو لگایا ہے

دریہ جو تجھے دیکھا ہو عیش تحسین لیے

بہتر یہی ہی جو تو صنعت یہان کسکا بہلا یا ہی

قتل ہاتہو نسی تیرے ساری خدائی ہو چکی
ختم تجہپر ظلم و جور و بیوفائی ہو چکی

ہین سبہی جو رنگ محفل مین ہے بہر ہوا
جنبش ابرو نکر تیغ آزمائی ہو چکی

ایک ہی بوسہ پہ تمتو ہوگئے پیارے خفا
بس ہوا معلوم تمسے دلربائی ہو چکی

ہان تو میں اکہا بہر خدا ای رشک ماہ
ڈال لو منہ پر نقاب اب خود نمائی ہو چکی

خط نکلنے بعد لکہو خط مین اوسنی یہہ بات
بہیجے اسکا جواب اب تو صفائی ہو چکی

اور بہی صنعت بدلکر قافیہ پڑہ ایک غزل
یہہ غزل پوری تمہاری اب تو بہائی ہو چکی

لے لیا دل اب تو اوسے آشنائی ہو چکی
ہو گیا سودا وہ تجہپر جسکی سائی ہو چکی

قیس و نل فرہاد و رانجہا اپنی اپنی کر گئے
اب ہمارا وقت ہی اور اونکی باری ہو چکی

تم جو کہتے ہو کہ اب اپنی تمہاری ہو چکی
تو یقین ہے زیست بہی شاید ہماری ہو چکے

غم الم اندوہ و رنج آہ و زاری ہو چکی
اوسنے مل کیا کیا دلا تجہپر غمخواری ہو چکی

تو بہی چلکر دیکہلے ظالم تیرے بیمار کی
اب خموشی کی ہے حالت بیقراری ہو چکی

دلکو بہی قربان کیجے ای تیری قربان مین
جان تو صدقہ تمہارے اب ہماری ہو چکی

وہ نظر آیا نہ ہگاہی وای قسمت کیا کرین
ہمکو جسکی حسرت و جو مین عمر ساری ہو چکی

ایکدن بعد از فغان خاموش تہا مین ضعف سی
تو لگے کہنے کہ صنعت آہ و زاری ہو چکی

مجہے یاد ہے میرزائی کسی کے
خوش آتی ہے کب دلربائی کسی کی

نہین تن پہ خط اور دل کی ہین ٹکڑے
عجب ہے یہہ تیغ آزمائی کسی کی

خبر اوسکے جانیکی سنتے ہی مجہکو
رہی سدہ نہ اپنی پرائی کسی کی

کف پا کے آگے تیری شکل ہمکو
نہ بہائی کسی کی نہ بہائی کسی کی

یہی منصفی ہے سوا میرے ہر گز ۔ نہین آیگی گر مناہی کسی کی

زمین سخت ہی آسمان دور صنعت
گوارا کسی سے ہی جدائی کسیکی

وصل جانان مین تو موقوف آہ و زاری ہوئی ۔ جب گیا وہ پھر مجھے بے اختیاری ہو گئی
تو جو وعدہ پر نہ آیا منتظر تیری کی رات ۔ کیا کہون اختر شماری دم شماری ہو گئی
آتی ہے سبزہ کی باغ حسن مین آئی خزان ۔ تجھمین تاثیر خزان باد بہاری ہو گئے
ہو کنار خلق سے پہونچا کنار گور کے ۔ میرے حق مین برق پیار اوسکی کناری ہو گئے
غیر کے خاطر ہوا ایکبار وہ خاطر گران ۔ یہہ ہوئی حسرت کہ مجھکو جان بھاری ہو گئی
آہ سے اپنے اوڑا پہرتا ہون مثل برگ کاہ ۔ لاغری یہہ نازنین کی غم سے طاری ہو گئی
غم سے ایک آئینہ رو کی روی جو تم محو ہون ۔ موتیونکو اشک کی اور آبداری ہو گئی
اوسکے در پر کی تھی مین نے خاکساری التجا ۔ ہای وہ برباد میری خاکساری ہو گئی
آگیا دلبر تو دل کو آگیا صبر و قرار ۔ اور بس جاتے ہی اوسکے بیقراری ہو گئی

کام دل کیونکر بر آوی کیا کرین صنعت یہان
منت و زاری مین آخر رات ساری ہو گئی

اگر تیری آنیکا اقرار ٹھہرے ۔ تو پھر مین کوئی دم دل زار ٹھہرے
اودھر دیکھیے تو یہی منصفی ہے ۔ ہوے غیر عاشق ہم اغیار ٹھہرے
نمودار یہی ہے ایسے مین اگر وہ ۔ ہمین قتل کر کے نمودار ٹھہرے
نہ عشقکی یہہ عدالت عجب ہے ۔ کہ دیکھ دل اوسکو گنہگار ٹھہرے
نہ اوٹھہ سکے بالین سے ایکبا بخان تو ۔ کہ اور کوئی دم جان بیمار ٹھہرے

غزل اس سے بہتر سنا او صنعت
پسند ہمکو اب تیری اشعار ٹھہرے

ہموس نہ ہمدم نہ ہم یار ٹھہرے
فقط غم ہی کہانیکی غم خوار ٹھہرے

کہین کیا نصیبونکی خوبی ہمین کو
طرح دیکھے اب تم طرحدار ٹھہرے

یہہ مانا کہ ہین آپ دلبر ولیکن
ہمارا ہی دل لیکے دلدار ٹھہرے

یہی چاہیے مرحبا تم ہمارے
مٹا کر نمود اب نمودار ٹھہرے

بدن پیر تو ہم کہا ہین گل یار لاکہون
یہہ تم کس روش رشک گلزار ٹھہرے

بہین خون دل ہم غم اسکے ہین ہر دم
وہ دمباز دم دیکے خونخوار ٹھہرے

سنا جبکہ حاضر ہے صنعت تو بولی
کہ کہدو اوسے زیر دیوار ٹھہرے

تعریف لکہی اوسکی یہہ طاقت ہے قلم کی
موسی سا بشر دیکہہ سکی جسکی نہ جھلکی

عالم پہ نگہ آپکی رہتی ہے کرم کی
ہان مہر ہے سرکار کی عادت ہے ستم کی

آنکہونمین بسی رہتی ہے صورت جو صنم کی
شادی کی نہ شادی ہے نہ کچھہ فکر ہی غم کی

یون جہلکی جہیجا ہے جون ابر مین خورشید
کل ہجین جو ہر ہمکے کہانی وہ جہلکی

غفار ہے وہ آپ ہی ہے شفیع مین
وہ رخ ہی کہان یہہ بھی ہی ظاہری کی دہکی

نے کام ہے دینا سے تخفی سی کچہہ اپنا
رہتے ہی خوشی ہمکو فقط آپکے دل کی

ہر بندہ کو وہ چاہی ہی سو اسی زیادہ
صنعت تجہی کیا فکر ہے اب مالک علم کی

جبکہ رخسار پہ وہ زلف فگن ہوتا ہے
سر مو فرق نہین چاند گہن ہوتا ہے

چشم تر کی سبب اور لخت جگر کی دولت
طرفۃ العین مین تیار چمن ہوتا ہے

نازنینونکی تعشق مین ہی یہہ ضعف کا زور
ہر قدم پر مجھے معلوم وطن ہوتا ہے

آن و انداز و ادا جور و کرشمہ اور ناز
اوسکی ہر بات مین بے ساختہ پن ہوتا ہے

شاعرونکی ہے خطا دیتے ہین نسبت جو بدام
ہمسر اوس زلف سی کب مشک ختن ہوتا ہے

درد عاشق کو بھی سے کے لیے تلون اطبیب / شربت وصل ہی یا سیب ذقن ہوتا ہے

یہی کہتے ہیں جو ہوس کہ ہی جوڑا بیداغ / جب مرے پہلو میں وہ سیم بدن ہوتا ہے

رات دن آنکھو لسنی پانی جو دیا ہے اسکو / پھیرنے سے نئے ہر اوداغ کہن ہوتا ہے

صنعت آتے ہیں کہاں پر یہیں مضمون نئے / بار کم لاتا ہے جب نخل کہن ہوتا ہے

اور جا ہے سوا یخدا کیجے / پر کسی پر نہ مبتلا کیجے

لطف کیجے و یا جفا کیجے / لیک پھر خدا را ملا کیجے

جان بھی اوسپہ گر فدا کیجے / تو بھی اپنا نہو وہ کیا کیجے

ہمیں الطاف کیا جفا کیجے / پر نہ غیروں کو آشنا کیجے

وہ عیادت کو میری آتا ہے / دم آخر ذرا وفا کیجے

جبکہ دشمن وہ اپنا جانی ہو / دوستو کسکا پھر گلا کیجے

ق

میں کہا مجھکو درد فرقت ہے / مجھسے پھر خدا ملا کیجے

بہوں چڑھا کر یہہ اوسنے فرمایا / آپ اپنی ذرا دوا کیجے

ایکدن میں نے اوسسے عرض یہہ کی / کبھی صنعت کا بھی کہا کیجے

آج دل کو مرے طلب سی ہے / بات پر یہہ سو ہی ادب سی ہے

اسکا باعث مجھے نہیں معلوم / رنجش یار بے سبب سی ہے

غیر کے ساتھہ جا بجان پھرنا / چال جانان یہہ کچھہ کڈھب سی ہے

تیرے غصہ کا کیا ٹھکانا ہے / مہربانی تیری غضب سی ہے

تیرے جور و ستم سے ای ظالم / جان بھی اپنی جان بلب سی ہے

کیوں نہ چنگا ہو وہاں دل بیمار / کوئی جانان نگہ مطب سی ہے

پوچھے احوال وہ تیرا صنعت
اوس سے یہہ بات تو عجب سی ہے

سنکے عزم سفر کو دلبر سے
کوچ کرتا ہے اب یہہ دلبر سے

اوس نے غیر ان سی جو لڑائی آنکھہ
اپنی آنکھون سے لخت دل برسے

ہے عجب نخل سرو قامت یار
لاکھون لکتے ہین جسمین دلبر سے

یون تو لاکھون ہین دلربا لیکن
کہین ملتے ہین اپنے دلبر سے

ابر رحمت سمجھے کہون سو بار
جو شب وصل مین بدل برسے

دیکھین طوفان نوح آنکھون سے
ایسا باران اشک دل برسے

ق

برق تو بھی ذرا کڑک کی چمک
اور نہ باران معتدل برسے

ڈر سے شاید مجھے چمٹ جاوے
ہے رکاوٹ ہمارے دل بر سے

نہین دل بر مین لی گئے کیا تم
پوچھہ صنعت یہہ چلکے دلبر سے

دیدۂ تر مین نہین ہین یہہ جگر پیاری بھرے
ہین تلکتے کتنی انکھ بیز مین ساری بھرے

شعلہ رو تیری شرارت سی بیان کیا کیجے
جا بجا دلبر مین مری رستے ہین انگاری بھرے

زیست کی بھرتے ہین دن آ ہمنشین کر کر کے واہ
کاٹ وہ ابھری چڑھی ابرو کی جساری بھرے

خونسی ہر دم بھرا آوے کیون نہ اپنی چشم آہ
غیر کے خاطر جو ساغر مئی کی تو پیاری بھرے

کل وہ فرمانے لگے صنعت سے ہمدم طنز سے
دم محبت کی میری ہان تو نے عیاری بھرے

موئی ہی چاہ مین بلبل چمن کے پھولونکی
چمن مین جا ہی محفل ہوا ہمکی پھولونکی

جفا ہوئی ہی یہہ گلہ دوئی اپنے ثبات کی
وہ آکے بیٹھی تو پھر شکل سوچی پھولونکی

یہہ قدر ہے ترہی وحشی کی وحشت مین اکثر
تصدق ہوتے ہین حالت ہی یہہ بکھولونکی

یہہ شور وز ور بپا ہمین ہے جنونکا میرے
پناہ مانگتی ہین شکل ہے یہہ غولونکی

ہماری اوسکے صفائی جو ہو گئی ہی تو اب
پیامبر بری لکھتے ہین طرح دہولونکی

یہہ آرزو ہی کہ سوتا ہی جسپر وہ گلرو
میری ہو چادر مرقد وہ سیج پہولونکی

ق

دکہائے آپکو ہمنے درخت کی پہل پہل
یقین کیجے نہ یہہ باتین نہین فضولونکی

کسی نے تیغ کے پہل کا درخت دیکہا ہی
کہین بہی ہوتی ہین کلیان سیر کی بہولونکی

زبان پہ لاتے ہین مذکور اونکا اہل سخن
یہہ قدر تیز کی فرما دے نے ببولون کی

کلام اپنے یہ جو واہ واہ کرتے ہین
یہہ واہیات ہی اور دخل ہی فضولونکی

یہہ شعر گوئی اونہین کا کام ہی صنوت
ہی جنکو آمد املاک اور رتیولونکی

بچتا ہی نہین زلف کا کالا جسی ڈس جاے
وہ کیا جیئے باسنگ کی یہہ خالا جسی ڈس جاے

کاکل نہین ہی اژدہی کی خاصیت ہمین
کر جاہی اوسے گویا نوالا جسے ڈس جاے

عالم کو تمنا ہی کہ چہلا تیرا اوس لے
مختار ہے پیر کاٹنے والا جسی ڈس جاے

ماری ہوی کنڈلی جو ہی بالا تیرا کافر
دکہلا ہی اوسے عالم بالا جسی ڈس جاے

زہریلی ہی کیا اوس بت کشمیر کی تیرے
پڑ جاے اوسی موت سی پالا جسی ڈس جاے

اوس چوٹی کو ہاتھ اپنا لگانا تو سنبہل کر
لیوے نہ وہ زنہار سنبہالا جسی ڈس جاے

ولہ

کسے کوئی کہ یار آتا ہے
دل کو کب اعتبار آتا ہے

روز شب کب قرار آتا ہے
ہان مگر جب کہ یار آتا ہے

اپنے سینہ سے دمبدم ہمدم
نالہ مثل آنار آتا ہے

جسکو بیغام بر کیا مین نے
وہان سے وہ دل فگار آتا ہی

تجہے اتنک کوئی جلا یا بہی
ہان مگر تمکو مار آتا ہے

تو نے کیا کچہہ میری خط تاری
اب جو کہینچے کنار آتا ہے

تو بھی بتلا دے یار صنعت کو
کیون بھلا تجھپہ پیار آتا ہے

یہہ درد کا ہیکو ہم سر پہ مضمحل لیتے
عوض ستان سے اگر وہ نکال دل لیتے

نہ گر رقیب کہا نتا اسمین اور نہ سوا ے
جو رات خواب مین تم آگئی یار مل لیتے

نہین ہے یاد فراموش کر دیے ایسی
کئے تھے قول وہ کیا ہمسے تم نے دل لیتے

ملا نہ دوستو عنقا صفت مکان اسکا
وگرنہ ہم بھی مکان اوسکی متصل لیتے

یہہ ہے مثل کہ بڑی بات اور منہ چھوٹا
مین نام عشق کا ہوتا تھا منفعل لیتے

جو ہوتا قیس برادر تو سب وہ یار جنون
اجارہ عشق سے ہم اور وہ مشتمل لیتے

جو ایکبار بھی ملتا وہ گلبدن ہم سے
برنگ غنچہ تو ہم بھی جہانمین کھل لیتے

نہ ہنستا ہمیہ تو تا صبح اگر سر روز ازل
کہ جائے عشق سے تیری بھی آب وگل لیتے

تو اپنے دل کو بچا دلبرون سے ای صنعت
بروز حسن یہہ پھرتے ہین سب کے دل لیتے

دین آپ رقیبونکو جو زنجیر گلے کی
پھر کیون نکرون اپنے مین تدبیر گلے کی

لاکھون نے گلا کاٹ کی دی جان اوسیدم
مانی نے جو کھینچی تری تصویر گلے کی

گھیرے اوسی رہتے ہین شب و روز پیکاو
زلفونکو عجب یاد ہے تسخیر گلے کی

سیراب ہوتا دیکھکے اپنا دل بریان
دکھلا مجھے شکل ای بت بے پیر گلے کی

فرمائے گر عشق مین تاثیر نہین ہے
رانجھان کی یہہ کیون ہار ہوئی ہیر گلے کی

ڈرنا نہ تو صنعت کبھی شمشیر عدو سے
کرتے ہین حمایت تری شمشیر گلے کی

مژہ کی ہمسری پیکان کہری پہ یہان چڑہے
غضب ہی تھی یہہ جو ابرو کی ہو کمان چڑہی

نہین نہین کے سوا اور کچھہ نہین ہے بات
یہہ کیسی ضد تجھے اسوقت میری جان چڑہی

او لجھتے باد سے ہی اوسکو ہو گیا سودا
یہہ کاکل آپکی اب سر پہ ہی نہ دان چڑہی

کیا نہ ولیکن اثر اوسکے تونے آہ کبھی
یہہ کیا ہوا کہ تو بیٹھے سے آسمان چڑہی

مدام تاک مین ہون دخت رز نچھوڑونگا
اگرچہ داویہ اپنے تو آن پہ چڑہی

کسیکے آہ دہوان دہار دلسے نکلی ہے
یہہ آسمان گویا گرد کاروان چڑہی

کرا ہی جا ہی ہے دل دیکہہ کے اوسی صنعت
رکھی ہے تیوری وہ ہر وقت بہ کمان چڑہا رہی

زلف کی پاس یہہ بالی نے نمودار کی
طوق و زنجیر کی عشاق کے تیاری کی

اوس مسیحا نے عیادت جو مری کی آکر
ہی شفا مرگ خوشی ہے مجھے بیماری کی

گلبدن غم سے تیری ہجر کے ہین نیچے جلکر
ہی وہی جنکو یہہ خزان تن پہ وہ گل کاری کی

غم کہلایا اسی بندہ کو جو پایا غمخوار
کیا سزا تھی یہی صاحب مری غمخواری کی

موشگافی سے تو کچھہ کم نہین یہہ بہی صنعت
جسکو معلوم ہر ایک شعر کی ہو باریکی

تیری صورت کو نسبی ہم نے نہین ای نازنین مانی
مگر ہان ایک نہین سرکار کی گاہی نہین مانے

ترا چہرہ جو مین دیکھا یکایک آگی حیرت
لگا ہزار چین چین کرنے اور مانی سے چین مانے

ہوا حیران ششدر دیکھہ کر چین جبین اوسکے
اگرچہ تھا نہایت ہی مصور اہل چین مانے

جون ہی چاہی کرے تحریر شکل اوسکی تو حیرت سے
لیکن نیرنگ اور کہین کاغذ کہین کلک شتاب رکہین مانے

مگر وہ کسطرح کھینچے نظر ہرگز نہین آتی
لگا دی لاکھہ عینک اور رکھی دوربین مانی

ق

کہا ایک یار نے وہ شوخ اب تو آگیا بس مین
کہا مین نے یہہ تیری بات تو اے ہمنشین مانے

ولیکن بات اوسنے وہ نمانی واسطے جسکے
ہزارون منتین لاکھون نیازین ہمنے تھین مانے

نہ خال و رخ کھینچا اوس سے مشابہ خال جال اوسکی
کہے تھا آپکو کس منہ صنعت نکتہ چین مانی

بڑہا کر دوستی تو نے جو بی تقصیر کم کردی
تو اکثر رنج و راحت مہر تقدیر کم کردی

لکہی ہے میری وہان شاید سر قاصد قلم ہووے
اسی ڈر سے اب اوسکو بہیجنی تحریر کم کردی

رسائی کیونکہ ہو اوس پاس اب تک بہی نہین ہے
بہت سی ضعف نے اس آہ کی تاثیر کم کردی

مقید زلف کا مجہہ نا تواں کو جانکر اوسکی
کیا احسان کر کر زلف کی زنجیر کم کردی

بڑا ہے سنگدل اللہ اکبر ذبح کرنے مین
جو دیکہا مین نے جہٹ اوسنے وہین تکبیر کم کردی

ہمین جب سے ہوسی خاک در جانان میسر ہے
ہوس تب سے ہم نے خواہش اکسیر کم کردی

کہری سنکر مکان کو بہی اسی صورت سے ہیہات
بڑی مدت مین تہی تو نے بلا تاخیر کم کردی

ان اپنی ابرو و مژگان کو کافی جانکر اوسنے
بہت رکہی کمان اور باندہی شمشیر کم کردی

تجہے شاعر بہی اور شیخ زبان سمجہا تہا صنعت
اب کہہ جانکر عاشق تیری توقیر کم کردی

کبہی بوسہ بہی دیگا تو گالیان نا حق سناتا ہے
میان بیٹہے بٹہائے کی ابلچ سے کوئی جہوٹا بہی کہاتا ہے

کہر دی ہے بہیر کو تی کہلکہلا ایگا کہر جو کہاتا ہے
اسی صورت سے آتی ہے ساتہہ سو تو منہ چہپاتا ہے

دیا دل اور لیا بوسہ سائی وستان رر دل
پہر اس مذکور کو پیارے کوئی منہ پر بہی لاتا ہے

مثل مشہور ہے اہل غرض مجنون ہوتا ہے
اسی سے قیس لیلی آج تک مجنون کہاتا ہے

کسی کا گہر جلے تا پی کوئی یہان یہہ مشہور ہے
ہمنشین ہین لوگ جو تو شعلہ رو مجہکو جلاتا ہے

خموشی ہی جواب جاہلان حقیقین تری ناصح
عبث بیفائدہ بک بک تو میرا سر پہراتا ہے

شکر ہی کر کبہی گہر کی تو اور چہوریگا گہر بہیا
جہپے تو چہوڑ ہمکو جہپ کے گہر عشق ونکی جاتا ہے

ق
ہوا عاشق دل اور لخت جگر بہہ نکلی آنکہون
تو مجہکو یہہ مقولہ جب کسی کا یاد آتا ہے

چہڑی کشتی پہ جہگڑا الوہین شاہد بہی جا یہان
عدالت مین گواہی عشق یون جہگڑا چکاتا ہے

کہو بکہری کی بان مانگی کہان تک حیرتی صنعت
اگر بار گران تو عشق کا سر پر اوٹہاتا ہے

صبر و شکیب و عقل و خرد یاب و تواں و طاقت ہے
خانۂ تن سے اپنے ہمدم آج سبھوں کی رخصت ہے

جاناں تجھ بن جان کا جانا مجھکو کمال فرحت ہے
ضعف سے پر جا سکتے نہیں ہم دلکو سخت ندامت ہے

مردموں سے ہے نور بصر اور وہ ایک کا قطرہ ہے
اشک مسلسل اپنے سے کیا در عدن کی نسبت ہے

کہنے کو تو آئے میرے گھر تم ساتھ لئے اغیار کو ہو
صدقے تجھ اس الطاف و کرم کے اور یہ لطف و عنایت ہے

اور بھی ہے یہ یاد سے پیارے آتی نظر جو تیری ہے
یہ تو دیا دل جان ہے اپنی زلف نہیں الف وحشت ہے

کیا یہ غضب ہے وصل کی اسکو ایتے دلکو تمنا ہے
ہائے کریں کیا جس سے خو کو نا ہے ہمسری نفرت ہے

آہ نہیں ہے اپنی ہمدم اسکو ٹلنی کہتے ہیں صنعت
عرش پہ کرتی ہے یہ کلا کیا اسکو کمال حقیقت ہے

جدا ہوا ہے وہ کیا یار دلربا ہم سے
کہ ہم میں دل سے جدا اور ہے جان جدا ہم سے

بھلا بتاؤ تو کس کس کی وہ کہے خاطر
کہ اوسکی سیکڑوں پھرتے ہیں مبتلا ہم سے

تمہارے ہجر میں سب لے تو بیوفائی کی
پھر ایک عمر ہی نے کی ابتلک وفا ہم سے

ملے رقیب سے پنہاں کھلا ملا باہم
یہ تم جلانے کو کہتے ہو سر ملا ہم سے

گناہ آپکا ہے یا کرم ہے آنکھوں کا
وہ اوسکے ظلم کا شکوہ ہو کیا ولا ہم سے

کریں یہ حجت و ملک کیونکہ ہمسری اپنی
کہ اوسکی عشق کی بار وہ ہے ابتدا ہم سے

مسیح دیکھ کے کہنے لگے کہ اے صنعت
مریض عشق کی ہوتی نہیں دوا ہم سے

آنکھوں کو بھی تلووں سے وہ ملنے نہیں دیتے
ارمان مرے جی کے نکلنے نہیں دیتے

بے چینی ہے بیتابی ہے بیہوشی ہے دلکو
صدمے تری فرقت کے سنبھلنے نہیں دیتے

چھینٹیں نہ پڑیں تجھپہ دم قتل سے جو ہے
لاشے ہی کو ہم آپ اوچھلنے نہیں دیتے

طوفاں کی طرح غرق ہوا کب یہیں زمانہ
ہم چشم کے چشمہ کو اوبلنے نہیں دیتے

اس طفل سر اشک اپنے کو فرقت میں سنبھالے
بدنامی کا ہے پاس مچلنے نہیں دیتے

کیا ٹھہرے یہان اپنی ہلاکت ہی مین اوسکے
اور غیر اوسے پاس سے ہلنے نہین دیتے

کیونکہ یہ ستم مری ہون نے گذرے جو کبھی تو
ق آہستہ محافہ کو وہ چلنے نہین دیتے

یہ بغض ہی مجھسے کہ ٹہر جانیکی بدلے
کاندہا بھی کہارون کو بدلنے نہین دیتے

تو قبر وہ کرتے ہین یہ صنعت تری دلکی
خادم کو بھی پائونتی مسلنے نہین دیتے

خدا کیواسطے دکھلا دو شکل یار مجھے
عزیز دہو کسیصورت سے اب قرار مجھے

جہانکی عیش فراموش دل سے ہو چکے ہین
جو یاد آتے ہین اگلے وہ تری پیار مجھے

لگی نہ ایک بھی پل آنکھ میری ساری رات
ہوا جو آپکی آنے کا انتظار مجھے

کیا ہی ایکتو اس دل نے بیقرار مجھے
کرے ہی دوسری سوا یہ چشم زار مجھے

نہ چین ہے مجھے بیٹھے نہ لیٹتے چلتے
تمہارے غم نے دیا ہی یہ اضطرار مجھے

ہزار درد و الم غم علاوہ اسکے یار
سناتے ہین تری فرقت مین بار بار مجھے

گلے پہ تیغ لگا تا ہے تو لگا قاتل
وسلے نہ غیر سے مل مل کے یار بار مجھے

تمام عمر سے صنعت کو یہ تمنا ہی
دکھا دو شاہ نجف اپنا تم مزار مجھے

گلگشت سے نہ جی خوش لے سیر بوستان سے
ہے آرزو نہ نکلے ہمین کوئی گلہ زبان سے

رہنے سے پاس اوسکو اک پاس آپڑا ہے
ورنہ ہی چین کٹ گئی اب اوسکی پاسبان سے

وہ یہ بھی سنکے غصہ نکلا نہ گہر سے باہر
ٹپکا تھا جس لیے سر مین اوسکی آستان سے

سوراخ ہین فلک پہ مت سمجھیو ستارہ
آہین گذر گئی ہین اپنی آسمان سے

کیا قہر لیوین بوسہ اغیار جس دہن سے
دشنام بھی نہ لوی وہ ہمکو اوس دہان سے

جانے ہے کون سوزش محفل مین شمع کی اب
سوز جگر بیان وہ کرتے ہین گو زبان سے

صنعت اسی زمین مین تو اور اک غزل پڑہ

منظور ہے جو صلا گر اب تجھکو شاعران ہے

کھویا ہمین بھی دل نے ملن کی اب تبان سے
غیرت سے آبرو سے اور سر سے مال و جان سے

باللہ بے تقطیع کہتا ہون وہ پیر جاہی
حور و پری ملک سے غلمان سے انس و جان سے

حسن و ان سے دل دیا لیکن واقف نہیں ہیں
صبر و سکون سے دل سے تاب و خرد و توان سے

دیکھا جو غور سے تو بہتر ہے اوسکا کوچہ
فردوس سے ارم سے جنت سے اور جنان سے

ہر عضو سے اب اپنے اک شعلہ مشتعل ہے
پٹھے سے رگ سے پی سے اور گوشت استخوان سے

نکلے ہے اب تو ہر دم صنعت کی آہ ہر دم
منہ سے بھی اور جگر سے لب سے دہن زبان سے

ہمنشین کچھ تو بتا ہجر کی تدبیر مجھے
گر نہیں یار تو دے یار کی تصویر مجھے

جو مجھے دیکھے ہے منہ دیکھکے رو دیتا ہے
یہ عجب دکھ ہے ترے عشق نے تاثیر مجھے

واہ اے عشق عدالت کہ تری قربان مین
دلگے دینے یہ کیا صاحب تقصیر مجھے

ولہ

میری آہون کی دہوئین سے ہے مکدر چاندنی
ابر مین پرنور ہو جاتی ہے اکثر چاندنی

خوب اور بد روپ ہو جاتی ہین اوس مہ کی حضور
کرتی ہے تارونکو سے رونق مستر چاندنی

آگے اوس خورشید رو کی تاب کی اے ہمنشین
ہے سیہ فرش محرم سے بھی بدتر چاندنی

گھر مرے وہ ماہرو آیا شب یجور مین
طرفہ ہے باہر اندھیرا گھر کے اندر چاندنی

ماہرو بسمل ترا اشتیاق جلوہ کا بھی ہے
گو کہ زخمی کو مضر ہوتی ہے اکثر چاندنی

جلوہ فرما جس جگہ ہوتا ہے میرا رشک ماہ
دیاں شب دیجور مین رہتی ہے شب بھر چاندنی

چاندنی کی دیکھنے کا گرچہ سب سامان ہے
پر بغیر از ماہرو دیکھون مین کیونکر چاندنی

آگئی منہ پر سفیدی دل رہا صنعت سیاہ مہ جبینا اندھی ہے جیسے کہ باہر چاندنی

چہرہ یار نہین موئے پریشان کے تلے
گل نمایان ہے گویا سنبل و ریحان کے تلے

طرفہ ہے سیب کالا ہی ثمر شاخ حنا
رکھکے اونگلی یہ کہا اوسنے زنخدان کے تلے

مردون اسلیے ہی آبرو ہے آبحیات — چشم عاشق ہے مگر چشمۂ حیوان کے تلے

ذوق ہے انکو کہ کیجے اب ہی میخوار — تیرے خاطر ہین کباب اس ران کی ٹانگون تلے

شمع کافوری ہے فانوس ہین روشن تیرا — یا ترے ساق جھلکتی ہے یہ دامان کے تلے

جسطرح زیر درخت آکے مسافر دم لے — لخت دل ٹھہرے ہین یون سایۂ مژگان کے تلے

سہ گئے اپنا گلا کاٹ کی لاکھون عاشق — دیکھ جگنونکی چمک اوسکی گریبان کے تلے

لب نازک سے ہی یون اوس در دندان کی نمود — ڈانک چمکے ہے گویا لعل بدخشان کے تلے

شعلہ سے شعلہ نکلتا ہے مری آہ کے ساتھ — کان کو گھر ہے کیا اس دل سوزان کے تلے

زیر دیوار پڑا رہتا ہے اوسکے صنعت
اسلیے تا کہ وہ کھڑکی سے کبھی جھانکے تلے

دوستی اپنی جو تجھسے عشوہ گر پیدا ہوئی — غم ہوا غیرونکو شادی اپنے گھر پیدا ہوئی

عین سے طوفان ہوا ذکر اوسے ہم نے کیا — طرفہ تر تاثیر تیری چشم تر پیدا ہوئی

یہ کرامت شمع کی روشن ہے جو گلگیر نے — بار ہا گردن اودہر کاٹی اودہر پیدا ہوئی

شام کو تو بھیجا اسنکے پیام وصل یار — مر گیا مین وصل کی شب جب سحر پیدا ہوئی

رات دن اہل نظر کو اپنے خود نظیر اسکے ہین — کچھ نہین یہ کان اپنی چشم تر پیدا ہوئی

دل نے چاہا اسکے دیکھا ہے جو نخل ہجر — صفت مین بیمار درد جگر پیدا ہوئی

غم نہین اوس سرو ان کے شاخ نخل عشق ہی — شکل شاخ سرو گویا بے ثمر پیدا ہوئی

اب خدا پوشیدہ مجھکو خاک کے نیچے کرے — غیر سے ملت تری ای فتنہ گر پیدا ہوئی

کس کے دندان کا تصور دیدۂ گریان کو ہے — ہر مژہ سے اسکی جو سلک گہر پیدا ہوئی

دوسرا تجھسا نہ دیکھا نہ سنا ہے آج تک — جو ازل سے صورت جن و بشر پیدا ہوئی

رات دن وعدہ پہ یہ آدمی کرے وہ قول و قرار بے قرار ای دل صنعت بشر پیدا ہوئی

لخت دل یون اپنے چشم خونفشان سے گر پڑے — گل کے پتے جسطرح باد خزان سے گر پڑے

عرش پر کرسی نشین اپنا ہوا رتبہ جو ہم
خوف ہے مجھکو یہ قاتل وار تیری تیغ کی
رہ کی ہمسایہ مین اوسکی مانگتا تہین [illegible]
عشق مین وہ حور وش سمجھی ہے ایسا ہی قصور
نازکی سے اوسکی مجھکو تیغ کو دم ہے [illegible]

کہا کے ٹھوکر اوسکی سنگ آستانسے گر پڑے
قتل کر مجھین نمیری آنکھوں آنسے گر پڑے
الحذر او دیوا اب یہ درمیانسے گر پڑے
گر فرشتہ خان اوڑے تو آسمانسے گر پڑے
اب کہین خنجر نہ دست [illegible] سے گر پڑے

رشکسے محفل عشق ہوئی جسپہ دم بہالی صنعت کی
اوسکی قدموں پر جو صنعت اوٹھکو دہانسے گر پڑے

نہین جو عالم کا تیرے شہر افلاک کی اوپر [illegible]
ادہر سپہر ہی ہلال مضطر ادہر ہوتا [illegible]
جلا ہی تو نے ہزاروں مر رہے جو ٹھوکر [illegible]
یہ نالی ہالی مین تو ڈالی ہے جیسے ایجاد چلتی کی

تو پھر یہ خورشید کیوں ہی پھرتا افلاک کی اوپر زمین کے نیچے
یہ تیری ابرو کا ہی اشارہ افلاک کی اوپر زمین کی نیچے
یہ شمس تبریز اور عیسی فلک کی اوپر زمین کی نیچے
ہی ماہ و ماہی کو بہی تمنا فلک کی اوپر زمین کے نیچے

یہ اور بات نہین ہی صنعت جو غور کیجے تو فی الحقیقت
ہمارے ہونیکا ہی یہ دریا فلک کی اوپر زمین کے نیچے

گو غم فرقت سے تن پر گل کہلاتا ہی کوئی
ہم سے ملوانیکا تو کیا ذکر ہے محفلمین اب
اسکو جب تک زرگری کہتے ہین سونیکی لئے
بھول کر بہی جو کبہی ہمکو نہین کرتا ہی یاد
اشک مژگان پہ جگر کے تیری خاطر شعلہ
تو نہ آویگا تو اسمین بخت دل آجاینگی

تو بہی جامہ مین نہین پہولا سماتا ہی کوئی
وہ جو رد نہا تو نہین آنکہین ملاتا ہی کوئی
ہم سے جواب پہیر آنکہین لڑاتا ہی کوئی
یاد ایسی کی دلاہر دم دلاتا ہی کوئی
دیکہلو آنکہو نمین خمخانہ بناتا ہی کوئی
آگ خمخانہ مین بہی ظالم جلاتا ہی کوئی

یاد کچھ صنعت بہی ہے کچھ نام ہے اوصنعت مین
اس لیئے ہر شعر مین صنعت ملاتا ہی کوئی

کچھ نہیں موقوف ہی پیغام و خطا پر دوستی
بہتی ہے اچھونکی مشفق ہر نمط پر دوستی

دل میں اپنے منصفی کر لیجے تو ختم ہے
دشمنی تو آپ پر مجھہ خود غلط پر دوستی

کام جتنے ہیں جہانکے دوستو آسان ہیں
سخت مشکل ایک سب سے ہی فقط پر دوستی

زینہار اہل معانی کو نہیں منظور سی کام
کرتے ہیں نادان اکثر خال و خط پر دوستی

ہوشیاری دیکھہ لے آپکی صنعت سے جو
آپنے موقوف کی اک مبکی خاطر دوستی

اوسکے کوچہ مین چشم تر کوئی
ہے کھڑا اور ہی بے خبر کوئی

کوئی تڑپے ہی کوئی ہے بے جان
کوئی نالان ہے نوحہ گر کوئی

نزع مین کوئی کوئی سسکے ہے
جیسے اپنے گیا گذر کوئی

کوئی سکتے مین ہے کوئی حیران
مرگیا اوسکو دیکھہ کر کوئی

اپنی حالت مین تھے سبھی سرشار
ہوش مین ہوئیگا مگر کوئی

ایلچی کو کہین نہ وان نہین
یہ مثل جانتا ہے ہر کوئی

پہلے اوسکی زبان کٹتی ہے
وہان اگر جائے نامہ بر کوئی

کوئی زر لے گیا تھا کوئی مال
کوئی الماس اور گہر کوئی

عجز اپنا کوئی دکھاتا ہے
اور وہان اپنی کر و فر کوئی

اوسکے آگے ہر اک صورت سی
اپنے دکھلا رہا تھا ہنر کوئی

کوئی جادوگری کوئی ٹونا
اور یہ کہتا نہ تھا اثر کوئی

الغرض حشر تھا وہان برپا
قصہ کہتا ہے مختصر کوئی

اپنی صنعت ہر ایک کہتا تھا
پر یہ ممکن کہ ہو خبر کوئی

لخت دل طیار ہی ہم نے چشم گریان اسلئے
طرفہ تر ہے سیر شاید آ ہی جانان اسلئے

اوس نے دیکھا ہی تجھے بلبل ہے نالان اسلئے
چاک رہتے ہین گلونکے بہی گریبان اسلئے

مثل خمخانہ بنے ہے چشم گریان اسلئے
شدت گرمی ہے یان آجای جانان اسلئے

زلف و رخ سے کفر و دین کا سلسلہ موقوف ہے
غش ہین اوس پہ رات دن گبر و مسلمان اسلئے

اوس لب شیرین کے آگے پانی پانی ہو گیا
اب اندہیرے مین چہپا ہی آب حیوان اسلئے

جمع خاطر زلف کی سودے سی جو دیکھی نہین
دیکھتا ہون رات کو خواب پریشان اسلئے

ناصح مشفق کو تکلیف رفو ہووے کبہی
نام کو چہوڑا نہ دامان و گریبان اسلئے

عیب کچھہ مجھہ مین نہین زنہار جوہر کے سوا
ناصحا مین ہون نشان تیغ عریان اسلئے

شاید آجاوے عیادت کو مرے شکل مسیح
درد کا اپنے نہین کرتا مین درمان اسلئے

ہے ایک آہو چشم کا اسکو تصور رات دن
اس دل وحشی کو بہاتا ہی بیابان اسلئے

جان عالم دلربا دلدار کہتے ہین انہین
یہہ پیر و جوان اور دل کی ہین خواہان اسلئے

آئینہ سے ہر گہڑی مشغول رہتا ہی وہ شوخ
عاشق بیتاب ای صنعت ہی حیران اسلئے

خراب کرنہ تو عشق کی گلبدن مٹی
کبہی تو ہوئیگا تیرا بہی گلبدن مٹی

جسے تہی صورت اخلاص مجھسی جیتے جی
رکہہ اوسکی قبر مین تل پر تہہ کفن مٹی

جو خاک پڑنے نہ دیتی تہی اپنے دامن پر
پڑی ہے گور پہ اونکے ہزار من مٹی

ہزار شکر کہ مر مر کے ہم وہان پہونچے
جہان سے لی تہی مری سرشت تن مٹی

نگہ نگہ کی ہوئی چہن چہن آہو بیداد
کہا جہانکی تہان جہانکے رتن مٹی

وصیت اپنی ہے جا کے جواب مہربنی
لکہہ اپنا نام تو لیکر سر کفن مٹی

ملا نہ سونا تری راہ مین سوی گورین ہم
نصیب بد ہون تو سونا بہی جلیے بن مٹی

عزیزو خاک کو کیونکہ کہین تم مردم خوار
نہین ہے گور یہہ پہیلا ئی ہی دہن مٹی

گویا کہ مشتق ہے وہ سجدہ ریائی سے

جبین شیخ یہ صنعت گئی جو ہوس بہی

ایذا کبھی عیسیٰ نے کہ اوٹھائی نہیں ہوتی
زنہار اوسے تاب جدائی نہیں ہوتی

عشاق کا ناصح وہی ہوتا ہے عزیزو
جسکی کہ طبیعت کہیں آئی نہیں ہوتی

ظالم ہے وہ بدخو بھی ہے آزردہ بھی ناحق
اور کون سے دن ہمسے لڑائی نہیں ہوتی

تدبیر و رسے نے زر سے نہ منت سے عمل سے
وصل اوسکے کی کچھہ عقدہ کشائی نہیں ہوتی

کیا کیجے صنعت مجھے کچھہ بن نہیں آتی
رہتا ہے مکدر وہ صفائی نہیں ہوتی

عشق کے امراض میں افلاطون کیا چلے
زلف نے جسکو ڈسا ہو اوسپہ افسون کیا چلے

ملکے مسی اور چبا کر پان بھی فتنہ گر
یہہ تو فرماؤ کہیں کرنیکو شبخون کیا چلے

دل کے ٹکڑے ہی ہوگئے اب کسکو دکھلاؤں بھلا
ہمدموں تیغ نگہہ کے زخم سے خون کیا چلے

زندگانی ہیں رہی آنکھوں میں لگو تکی سبک
بار گردن کے سوا اب تیکی قارون کیا چلے

ایک قدم بھی مہرہ شطرنج کی مانند اب
لے اوٹھا او غمزکی یہہ تیر امجزون کیا چلے

توسن افلاک پر یہہ تازیانہ ہی نہ تھا
بے دھواں ہی نار آہ کی یہہ کہکے گردون کیا چلے

شعلہ زن ہی آہ سوزان اپنی صنعت اسقدر
جسکے آگے موسم گرما کی بھی لون کیا چلے

سایۂ طوبیٰ وہی تخل جفا بھایا اب مجھے
اوس پر اکا ہمدموں ایسا ہوا سایہ مجھے

مین نے حال اپنا اوسی مہ سے کہا اوسنے دکھلایا مجھے
اوسکو بھی حیرت ہوئی اور عشق اوبھر آیا مجھے

ق

اوس پری رو کے دھیان میں بیہانتک ہی اپنا نواں
جو اجل نے آکے بستر پہ نہیں پایا مجھے

واہ واہ اے حضرت عشق آپکے قربان میں
ظلم یہہ سرکار میں اور اب نظر آیا مجھے

جان و دل عاشق ہوگئے ہیں اوس بت کافر ادا
چشم نے دیکھا ہی اوسکو پیچ دکھلایا مجھے

باندھے وہ زلف سودا اپنی اوجہتی سی بد ادا
اور تو سر چڑھی اور اوسنے اوجہلایا مجھے

اب پریشانی سے چھوٹین کیجیے صنعت کوئی
یہ دل بیتاب اپنی تو یہیں لایا مجھے

یہ کیسی ہے تری مہندی دلربا الٹی
وفا کے بدلے میں کرتا ہی تو جفا الٹی
ہر اک کو سیدھی سناتا ہی وہ بت کج فہم
اگر کسی نے بھی بات اوسکی اک ذرا الٹی
اثر قبول کا مجھسے ہی اندلوں برعکس
پڑی ہے مانگنی ہمدم مجھے دعا الٹی
خوشی آتی ہین جب مجھے اوسکی جھڑکیان ہر دم
تو سیدھی بات کو کہتا ہون میں بلا الٹی
قیامت بھی مرے عدم سے جو ناتک پھرے
نقاب منہ سے جو اوس شوخ نے ذرا الٹی
ہزار بات بناؤن وہ تب بگڑتا ہے
کرے کسیکی نہ تقدیر کو خدا الٹی
پھر چوٹی تو نے سنواری نہیں مشاطہ
پڑی ہے دیکھیے یہ عشاق کی بلا الٹی
ہر اک سے کہو نہ ورنہ تو سنے گا جھگڑا
کنوین سے آتی ہے پھر کر وہی صدا الٹی

اوٹھا کی آنکھ نہ دیکھا اوسے یہ محو ہوا
شب وصال میں صنعت کی حیا الٹی

تڑپا بہت مجھسے وہ بت بے پیر شرط ہے
یعنی کہ عشق پاک میں تاثیر شرط ہے
یان کس طرح سے آتا ہے یالین اوسکو دیکھکر
تجھکو خبر یہ نالۂ شبگیر شرط ہے
آتا ہے وہ تو سامنے تصویر کے وہ بتو
پر ظاہر آشتی کو تدبیر شرط ہے
دیوانہ تیرے عشق کا جو ہو وہی اسیر
زلفونکی اوسکے پاؤن میں زنجیر شرط ہے

صنعت ہزار دل میں بھرے ہین تری ولی
ظاہر پر اوسکے ملنے کی تدبیر شرط ہے

اب شیشت کس کی [illegible] شیشہ گر ہے
دختِ رز ہاتھو کنار و بغل میں شیشہ گر ہے
ایک ہی گردش میں سب [illegible] قلعی کھلگئی
چشم کو راب صورت معلوم میں شیشہ گر ہے
دیکھ کر ساقی اوسکے دامن میں نگیون چھپا ہون
شمع ساں روشن گویا فانوس میں شیشہ گر ہے

ابر کا خواہان شکم جو بڑا ہی اور گردن دراز
خاصیت اور شکل ہی طاؤس مین شیشہ کی ہی

کیا دکھاتا ہے سبالی دور سے ساقی مجھے
آرزو بہی دل ہالون مین شیشہ کے ہے

زر کی جانب کو نظر کرتے نہین اہل تمنا
اشرفی بہی دیدۂ طاؤس مین شیشہ کی ہی

انتظار وصل مین صنعت کل نہین اک پل آرام
ریگ جیسے ساعت معکوس مین شیشہ کی ہے

اب ہی خیال اسکو مین یا کہ تو ہو وے
لیکن یہہ آرزو ہے کچھہ آرزو نہو وے

ہے طفل اشک ابتر ڈر ہے تو ابر نیسان
ہمچشم ہو کے اسکی آبرو نہو وے

دو چار دور سے تو ساقی نہ ہم چھکین گے
کیا خاک کیفیت ہے جبتک سبو نہو وے

وہ مجھکو بیگ یان دی محفل مین اپنی جسدم
کیونکہ دل رقیبان کہل کے لہو نہو وے

صنعت مین گرچہ صانع موجود ہی ولیکن
ملتا نہین ہے جبتک کچھہ جستجو نہو وے

مرے اشکون سے حال مردمان غلطان تر ہے
کوئی چشمہ ہے یا طوفان ہے یا دیدۂ تر ہے

جئے ہی عاشق مردہ نگاہ یار سے یارو
کرامت ہے فسون اعجاز ہے دم ہے کہ منتر ہے

مژہ کو اوس پری رو کے یہ فرماؤ تو کیا کہیے
سنان ہے تیر ہے برچھی ہے خنجر ہے کہ نشتر ہے

کہے کون اوسے جا کر گیسوؤن کا حال یان اپنا
نہ قاصد ہے صبا ہی اور نہ ہدہد ہے کبوتر ہے

ترے کفش ستارہ دار کی دیدار کا شائق
مہ و خورشید زہرہ مشتری ہے کیا اختر ہے

مری یان عقل حیران ہے تو کیا کہیں کس سے
پری غلمان فرشتہ حور انسان سب برابر ہے

لکھا قسمت کا قاصد سے خفا ہو کر وہ یہہ بولے
یہہ نامہ ہے کہ ہے طومار کوئی یا کہ دفتر ہے

ترا بیمار غم لوٹے ہے اب خار مغیلان پر
نہ کوئی پاس ہمدم ہے نہ تکیہ ہے نہ بستر ہے

غزل کی اور بھی صنعت کی قید وال نہو مین
اگر کہتے تو اولی ہے مناسب بلکہ بہتر ہے

نے حسن نے شباب نے رسوا کیا مجھے
لوگوں کے اضطراب نے رسوا کیا مجھے

میری طرف کو کر کے اشارہ کہی تھا وہ
اس خانمان خراب نے رسوا کیا مجھے

یوسف کی چاہ میں جو زلیخا تھی باولی
کہتی تھی میری خواب نے رسوا کیا مجھے

کہتا تھا زار زار سے اک شیخ یہہ ہے
میری ہی اجتناب نے رسوا کیا مجھے

میں نے تو عشق اوسکا چھپایا تھا آج تک
اب دیدۂ پر آب نے رسوا کیا مجھے

تھا میں مدام زلف کا قیدی چھپا ہوا
ہر دم کے پیچ و تاب نے رسوا کیا مجھے

صنعت سے اوس نے چین بجبیں ہو کے یہہ کہا
مخلوق میں جناب نے رسوا کیا مجھے

ملے ہی خاک منہ پہ عاشق اب حیران ...
کہ وہ آئینہ پہ دم مارتے ہوتا مگر رہے

وہ ہر دم آئینہ کو ہاتھ میں رکھتا ہے حیران ...
سکندر کا ہی یار کیا لیتا ... سکندر رہے

کسی کے غم میں وہ نگر جو رویا تو یہ عالم تھا
کہ چھٹتی جسطرح سے تختۂ نرگس بہار رہے

مری آنکھوں سے چشمے کہہ رہے ...
کہ اوس کو جسکا ہمدم اور نالہ سمندر رہے

کبھی سینہ پہ داغ کے بھی سیر ...
کہ میں فرس ... گل تن پر بولی گلزار ابد رہے

نہیں قیدی کیا ہے سرو آزاد قمری کو
لگا دو خاک تن پر ڈال سیلی وہ قلندر رہے

نہیں میں حور و غلمان کا طالب ...
مجھے فردوس اور جنت سے بہتر یار کا در رہے

نہ یہو بچا شیخ کعبہ رہ گیا سو ... کی بنا ریں
ابھی رشتہ وسکی ہو لنگر کیسی شکل ... رہے

ملیگا بابا کہتے ہیں جسکو یہ وہی در ہے
... صنعت کہ تو ... حیدر ہے

ہے یہی اب تو یہ حالت تیرے دیوانے کی
کہ خبر اوسکو ہے اپنی کی نہ بیگانے کی

تمکو کیا فکر ہے ناصح مری سمجھانے کی
واسطے اپنے میں کرتا ہوں بدی پانے کی

سیر دیکھے کوئی اس دم مری گھر آنے کی
جبکہ ہمسایہ میں ہوا اونکی خبر آنے کی

ہوکے بیہوش فراموش کیا اپنے تئین — کیفیت یاد جو آئی مجھے میخانے کی
گو کہ بدعشق کو کہتے ہین بظاہر ناصح — پر حقیقت مین اوسے مین تو ہون سمجھا نیکی
دیکھہ روتا مجھے کل ہنسکے وہ بولی کہ اجی — عشق مین ایسی نہ ٹھہری ابھی گھبرانے کی

بہر حق دیکو کوئی اب نتہا تبلا صنعت
اوسکی جھنجھلانیکی بھی اور مری غم کھانیکی

لب او مسی دہان و دندان ترا یکان جوہر ہے — وہ ہی یاقوت یہہ نیلم صدف ہی وہ یہ گوہر ہے
وہ زلفین اور عرق اور جبڑا اور شیرین سخن اوسکے — وہ ناگن زہر ہے یہہ اور وہ بازیگر یہہ ممبر ہے
رخ پر نور پر اوسکے غبار خط کا ہے عالم — وہ مہ ابر تنک اور وہ آئینہ یہہ جوہر ہے
مسی لب پر وہ دندان او عارض نگار شکل — بنفشہ ہی وہ نسرین ہے وہ گل وہ سنبل تر ہے
تن عاشق جلا سینہ اور اوسمین گرم ہے نالہ — وہ بھٹی ہے یہہ خاکستر وہی اوسمین سمندر ہی
ادا ناز و کرشمہ غمزہ مین یہہ حسن کے لشکر — سپاہی ہے وہ عہدہ دار یہہ نائب وہ افسر ہے
مسلسل اشک و نالہ اور آہ گرم عاشق کے — وہ باران اور ہے یہہ رعد وہ بجلی سی کڑکر ہے

مخاطب رخ وہ ابرو خال و بینی اوسکی اے صنعت
وہ خطبہ ہے یہہ ہی محراب و حافظ یہہ ممبر ہے

کوچہ یار مین ہم سے عبث اغیار او لجھے — راہ مسدود کو بھی ہوتی ہی کو خار او لجھے
جنگجو اوسکے اگر شانہ صفائی نکرے — زلف سودا بھی تری یاد سے سو بار او لجھے
تو بلا ہو سے سر یار کے عاشق یکسر — زلف کے پیچ مین بالی جو تری یار او لجھے
آہ کے تار مین او لجھا ہی دل زار نحیف — اسطرح جاتے مین ملکر کبھی بھی نہ زنہار او لجھے
ای جنون دہجیان ایسی تو صفائی سے اوڑا — کہ گریبان مین نہ زنہار نہین تار او لجھے
محتسب رندون کے ہاتھون کہین میخانہ مین — نہ گلی مین یہہ کہین آپکی دستار او لجھے

حیرت اسمین ہے یہہ خوب سمجھہ تو صنعت

اگر کسی زلف مین ہرگز نہ دل ار او لجہی

حلقۂ مو مین جیسے ہو گذار ماہی
یون نمودار ہے بالی مین بہار ماہی

تیری خاطر مہ نو صورت خار ماہی
برج مین حوت کے ہے بہر شکار ماہی

یہ نزاکت ہے کہ مچھلی کو زمین پر جھکا
نہ اوٹھا بالی مین اوس ماہ کے بار ماہی

مردمون چشم مین اپنے یہ نہین تحت جگر
عین یونس ہے دوبارہ بکنار ماہی

زلیست پانی ہے موئی پر بہی طلب پانیکی
کسطرح پانی کو چہیر کیجئے نیار ماہی

ماہی و ماہ مین تو ارض و سما کا ہے فرق
ماہ ممکن ہے کہ ہو قرب و جوار ماہی

پیر مری آنکہو مین یون عکس ہے اوسکا دیکہو
جلوہ گر ماہ ہو جیسے بکنار ماہی

بولے صنعت یہ عداوت ہے کہ وعوت ہی تری
چبہہ گیا کہا نہین اوس گل کی جو خار ماہی

دہی بلبل کو بہی جیسے خدا یا بال و پر تونے
اسیر دام الفت بہی کیا ویسا ہی پہر تونے

بہا آنسو کیا اوسکو خفا یہ کیا کیا طوفان
ڈبویا آشنائی کا سفینہ ہائے پہر تونے

طلسم تازہ ہے اس لخت دل او راشک کی بابت
نکالی چشم اک ہی کان سے لعل و گہر تونے

دکہائی مردمون کو صورت منصور آنکہو نسے
مژہ کی دار پہ چڑہکر مری لخت جگر تونے

مجہے کہتا ہے دم دیکے وہ خونخوار صنعت یون
کہ مارا جائیگا جرم عشق مین مارا اگر تونے

نکل اوس تا زمین سے تو دلا تقریر بجلی کی
مبادا اوسکو ہو آسیب تا تاثیر بجلی کی

مسی ملکر جو تونے مہل کہلا کہ ہنس دیا پیارے
گہٹا دی ابر دل ابر او تو قیر بجلی کی

خرامان دہوپ مین وہ گلبدن کیونکر ہو جو اوسکو
کہ نور ماہ بہی جس پہ کرے تاثیر بجلی کی

ہنس چولی مین مو باف زری پر اوس ستمگر نے
کیا ہے سحر جو ہے چین لتسخیر بجلی کی

ہنسی کو بلہ کی اکثر سخن دان برق کہتے ہین
ذری دیکہو تو کیا چمکی ہے یہ تقدیر بجلی کی

گری ہنسکر جو وہ قاتل اشارہ تیغ ابرو کا
تو خود کٹ جائے ہو بے آبرو شمشیر بجلی کی

تری اس سونی جوڑ ہین زنجیر طلا کا فن
چمک جاتی ہے گویا ابر مین تحریر بجلی کی

وہ برو مہا وصل کی شب اب کسی صورت نہین ملتا
مگر سوجھی ہے مجھکو اک نئی تدبیر بجلی کی

اگر چمکے تو شاید خوف کہا مجھسے لپٹ جاوے
خدا کیواسطے آئین کیون تاخیر بجلی کی

مری تصویر کے لب پر مصور واسطے ہنسکے
بجائے آہ سوزان کھینچنا تحریر بجلی کی

بھبوکا تن وہ پوشاک زری اور گلتین بجلی
سراپا ہے پری نام خدا تصویر بجلی کی

اسی سے روشنی اور بیقراری اوسکو حاصل ہے
دل بیتاب صنعت ہے جگر جاگیر بجلی کی

انتظار مین نہ کیون شب ہی اوس بت بیٹھ جاے
جب کبھی روزہ تیمم اور ہی وہ دن بیٹھ جاے

اسی باعث نہ زمانہ مرا ہو جاے رقیب
یارب اوس بت کا نہ اخلاق محاسن بیٹھ جاے

ایسے بدخو کو پری زاد نکہیے مرحم
اور اوسمین نہ کہین خاصیت جن بیٹھ جاے

یون زمانہ مین ہر اک چیز ہی گھٹتی بڑھتی
پر شب وصل ہماری نہین ممکن بیٹھ جاے

میری اور اوسکے جو رنجش ہو تو پھر کیتی کی
لاکھ تدبیر ہو تقدیر سے لاکن بیٹھ جاے

سایۂ نخل سے سبزہ نہین ہوتا سرسبز
دہی ہے تکلیف جو ہمسایہ کا ساکن بیٹھ جاے

لوگ مانگین گے امان شور قیامت ہوگا
صنعت اوس فتنۂ دوران کا ذرا سن بیٹھ جاے

وصل کی شب مین بہی ہم ہا یکدگر رویا کیے
مین جدائی سے وہ میری حال پر رویا کیے

اوس لب و دندان کے غم مین طرفہ ہی ماجرا
اشک و لخت دل سے ہم لعل و گہر رویا کیے

خوش تھے وہ غیرون سے ہم غمگین ہوئے یہ دیکھکر
وہ اودہر ہنستے رہے اور ہم ادہر رویا کیے

اوسنے زانو غیر کا اپنے رکھا جب زیر سر
اپنے زانو پہ ہم اپنا رکھکے سر رویا کیے

اوسنے آنسو غیر کے پونچھے جب اپنی ہاتھ سے
ہمنشین یہہ ماجرا ہم دیکھکر رویا کیے

سرخرو اور آبرو ہو کیونکہ سمجھیں تمہیں اب
اشک کی ہمراہ ہم خون جگر رویا کیے

اپنی رونیکا یہہ عالم تہا تمہاری ہجر میں
اپنی بیگانے سب اپنی حال پر رویا کیے

ہوگیا مشکل مری مژگان کا نسے تر کا نکلنا
حائل اک دریا ہوا ہم اسقدر رویا کیے

سرخرو بے آبروئی میں بھی ہم صنعت رہے
خشک جب آنسو ہوئے لخت جگر رویا کیے

تہ نشان کا نقرۂ شکل سمن آتش میں ہے
یا کہ جوشن پہنکر وہ سیمتن آہن میں ہے

ابر میں شمشیر قاتل کے یہہ ایسے آبدار
گویا طغیانی سے دریا موج زن آہن میں ہے

دیکھہ مقناطیس کو دوڑی ہی کیا بے اختیار
ہے یہی عاشقکو لازم جو جلن آتش میں ہے

آبپاشی سے کہلا کرتے ہیں گلہائی چمن
اور گلریزی یہہ وقت سوختن آہن میں ہے

سیم و زر سے بہی زیادہ قدر اسکی چاہیے
یعنی سب اجزائی کار اہل فن آہن میں ہے

شمع کا گل جو رہی گلگیر کے کہاتا تہا ہائے
وہان تو میں جلتا رہا اب یان وطن آہن میں ہے

ہیں تہ ہی مجنون کے شاگرد مجنون سے بہت
گو نہیں زنجیر کیا دیوانہ پن آہن میں ہے

فیل کی تصویر کا اپنی منگا کر وہ کٹار
یون لگے کہنے کہ دیکھو کجلی بن آہن میں ہے

شمع پروانہ کے سنتے مست ہی اوسکا لالہ تن
شام سے تا صبح جلنے کی سخن آتش میں ہے

سنکے اوس مطرب بچہ کی منہ سے اب جھنگ کو
سب یہہ کہتے تہے اوڑاتا کیا لحن آہن میں ہے

لحن داؤدی سے دم میں موم کر دیتا ہے وہ
نہ ہو شہہ ہمدم ہون اوسکا سخن آہن میں ہے

خود سر پا باندہ کر چادر آئینہ نکلا ہی وہ
آج اوس خونخوار کے اوپری بہی بدن آہن میں ہے

اور سواری کا جو اوسکے اسپ ہی مانند برق
ہے رہن میں اوسکے آہن اور دہن آہن میں ہے

گات ابہری اونکو جو آئینہ میں آئی نظر
بولے حیرت سے کہ کیا یہہ تار دن آہن میں ہے

آہنی ہیں پہول ایدہر زنجیر کی کڑیان اودہر
ہے سپر یا قید جلد بگر کہ بن آہن میں ہے

ایسی آہ آتشین ہے شکل گلرنیز انار
یاد اسد دل کو بہی ہے وہ جو کہ فن آہن میں ہے

ہے چمن بند لگا ابر اوس تیغ گلرو مین نیا
کیا یہ کی جدائی صنعت چمن آہن مین بنا ہے

منہ کا کھیل ہم حسن غیرت تمام سی کھیلے
نہ آیا وہ تو پھیر اوس شوخ کی ہمنام سی کھیلے

شش و پنج آپ بھی ہی ہار کر دل ہو گئی گشتہ
کہ تختہ نرد کیون اوس شوخ سیم اندام سی کھیلے

خیال چشم جانانہ مین نہ چین آیا ہمین یک پل
غزالو نسے گل نرگس سے اور بادام سی کھیلے

مرا دل چھل لیا چھلہ چھول کھیل کی اوس نے
دیا پر لطف کیا کیا تا سحر جو شام سی کھیلے

حقیقت مین بُرا ہے کھیلنا شطرنج دیو کا
مگر ہان جی لگانیکو کسی گلفام سی کھیلے

ہزارون گو ر ہارہی اور گیا وہ گو مین آخر
شکار اب کیا کوئی بہتر بھلا بہرام سی کھیلے

جو ہو منظور تجھکو ساحل مقصود کو پہونچون
تو پہلے کشتی حرص قلزم آلام سی کھیلے

چڑیا کون شیرینی مین ہر بالا کی مزا اوس سے
جو مجھسے گیند وہ کافر اوتر کر بام سی کھیلے

پھنسین انکھین جو شتا قونکی زلفون میں تو پھولے
شکار ماہیان کھیلے کوئی تو دام سی کھیلے

لڑکپن مین تم اپنی کھیلتے تھے کھیل گڑیونکا
ہم اپنی جان پر ایجان اوس ہنگام سی کھیلے

کہی جو صنعت [illegible]
کوئی کیا خاک کھیل [illegible] کام سی کھیلے

یہ نصیب اللہ اکبر سایۂ گل کے تلے
ذبح کر گلچین کیا اب عندلیبی بلبل کے تلے

ماجرائی چشم گریان نہ [illegible] کیا کہون
روز و شب جاری ہی جوشش خون کسی پل کے تلے

طائر دل نخچیر مژگان سے چھوٹے کسطرح
باز کو اب آگیا یہ صید خدنگ کے تلے

یون چلا اوسکے زنخدان لب پہ میسو لگا کر
[illegible] جون ارغوانی شیشۂ مل کے تلے

غم نہ دنیا کا اوٹھاوی سب ہی وہ بالا رہے
بیٹھ جا ری جو کوئی نخل تو گل کے تلے

اوسکے زیر بام مین چلا رہا ہون اسلیے
شاید آجاوی وہ بیمار باعث اس غل کے تلے

پھنسے ہی اسکو اوٹھایا ورنہ تھا ظالم [illegible]
کوئی [illegible] جاتا رہی بار تغافل کے تلے

عارض جانان پہ زلفونکا بکھر جانا کیا کہون | گل نمایان جسطرح ہوتی ہین سنبل کے تلے

سر فرازی کیون نہ ہو اوسکو بھلا کونین مین
ہی سر صنعت سہ بار شاہ دلدل کے تلے

ایک مدت سی مین آغوش با کھولے ہوئے | پر نہ تم آئے کبھی بند قبا کھولے ہوئے
یار کے دل کی گرہ ہی در عشرت کا قفل | عیش کیا خاک ہو بی اوسکی دلا کھولے ہوئے
ہوگی رسوائی نہ ملنے مین بہت اب سر سے | کان ہم جاتے ہین اے کان حیا کھولے ہوئے
اک اندھیرا سا مرے آگیا آنکھونکے تلے | گھر سے وہ نکلے جبھی زلف دوتا کھولے ہوئے
دیکھکر آپکے بیمار کو سب حیرت سے | رہگئے اپنی کتابین حکما کھولے ہوئے
اپنے وعدہ پہ بھی وہ شوخ نہ آیا تا صبح | اپنا دروازہ مین بیٹھا ہی رہا کھولے ہوئے
انتظار آپکے آنیکا دم نزع سہ تھا | چشم مین گورمین بھی یار گیا کھولے ہوئے
فرق مجنون کو مرے قیدی و آزاد کا ہے | مین تو پابند ہون اور سر وہ پھرا کھولے ہوئے
موسم گل کے تصور مین قفس مین بلبل | بند آنکھین کیے منقار رہی کیا کھولے ہوئے
گرم بازار ہے اب موت کا ایسا ہر دم | منتظر بیٹھے ہین دو کان قضا کھولے ہوئے

صنعت اب کیجیے میدان سخن مین جولان
توسن فکر کو عرصہ بھی ہوا کھولے ہوئے

مثلث صنعت بر غزل ناسخ

وہان ہو منہ کو رکیا حسین کا | کہ اوس سے جلوہ ہی کفر و دین کا
یہہ نور ہے روی مہ جبین کا | کہ ہو خجل چاند چودہوین کا

جو حلقہ ہے زلف عنبرین کا
وہ اک نافہ ہی مشک چین کا

ہوئی ہے جب سے کہ نسل آدم | تو ایسے انسان ہوئے ہین پیہم

یہہ اوسکے ہے ساعدون کا عالم
کہ جس نے دیکھی ہو اوہ بیدم

تمام تیغ قضا سے مبرم
لقب ہی قاتل کی آستین کا

وہ شعلہ رو ہے جو اپنا دل بر
اگر ہو پہنایا پیرسمندر
حرارت عشق ہے یہہ دل پر
یقین ہے ہو خاک دم مین جلکر

سنا جو ہو آفتاب محشر
کہو رند ہے داغ آتشین کا

وہ چشم و دل دونون ہین باہم
یہہ جوش پیریان ہے اشک کا نم
کہ جنکے صدقے سے اب تو ہردم
کہ ساتون دریا ہین قطرہ سے کم

جسے کہ کہتے ہین سب جہنم
شرارہ ہے اک آہ آتشین کا

عجیب اعضا ہین اوسکے بالکل
وہ چشم فتان ہے نرگس مل
کہ جس کا ہے اک زمانہ مین غل
وہ زلف پیچان ہے رشک سنبل

عذار مین ہے شبابت گل
بدن میں عالم ہے یاسمین کا

نہ پوچھیہ احوال دل لگے کا
برا ہو بدبخت عاشقی کا
یہہ قول صنعان سے ہے دلی کا
نہ دین ہو برباد یون کسی کا

بنا ہے عشق بتان مین ٹیکا + نشان سجدہ مری جبین کا

نرالے صنعت ہے یہہ جہان سے
طمع ہے انصاف دوستان سے
ہوئی ہے ابتک نہ الفت جان سے
کہ اتنا فرمائین سب زبان سے

کیا ہی ناسخ نے آسمان سے + بلند تر رتبہ اب اس زمین کا

مخمسات

یہ کیونکر کہیں ہمنے کیا کیا نہ دیکھا
بجا وہ نہیں جو تماشا نہ دیکھا
حقیقت میں یہ ایک ذرہ نہ دیکھا
تجھی کو جہاں جلوہ فرما نہ دیکھا
ہمارا یہ سب دیدنا کو دیکھا نہ دیکھا

جو دیسے ہم اپنے جبھی کر سکے رم
تو آیا نظر ہمکو تب اوسکا عالم
کھلا ہمپہ یارو یہ عقدہ او سیدم
حجاب رخ یار تھے آپ ہی ہم
کھلی آنکھ جب کچھ وہ پردہ نہ دیکھا

پلا اوسکو خون جگر میں نے پالا
ہوا میرے حق میں وہ دشمن فغاں کا
صبا کے بھی چلنے سے تصویر آسا
مرا غنچۂ دل ہے وہ دل گرفتا
کہ جسکو کسی نے کبھی وا نہ دیکھا

یہ انداز دیکھا نہیں ہے کسی میں
کرے جو کوئی دشمنی دوستی میں
خدا کا بھی خطرہ نہیں تیری جی میں
یگانہ ہے تو آج بیگانگی میں
کوئی دوسرا اور تجھسا نہ دیکھا

ترے عشق نے گل کھلائے ہیں جاناں
کہ آئے مجھے دیکھنے جن و انساں
رہا تا دم مرگ دل میں یہ ارماں
کیا مجھکو داغوں نے سر و چراغاں
کبھی تو نے آکر تماشا نہ دیکھا

کہا اون سے صنعت نے یہ ہنستے ہنستے
کرے کام انساں لیاقت سے بڑھ کے
بڑی بات اچھی نہیں چھوٹے منہ سے
شب و روز ایذا دہ رہے ہی اوسکے

کسی نے جسے یاں نہ سمجھا نہ دیکھا

خورم ہر ایک شکل جو یہاں سوگوار تھا
مشکور اس انہ کا دل بیقرار تھا
حیران یہہ دیکھنے سے صغار و کبار تھا
از بسکہ شب تصور روئے نگار تھا

آئینہ چشم زار کا تمثال دار تھا

اپنے ہی سر نوشت کی تاثیر ہی فقط
کچھہ میں یہہ انتحار سے کہتا نہیں غلط
جو بیجہ دن وہ اوڑ گیا سیماب کی نمط
لکھہ میں نامہ بر کے ٹھہرا وہ میرا خط

تحریر جسمیں حال دل بیقرار تھا

ہوش و حواس کہو دئیے سہا شوق نے
سر پر اوٹھائے عشق کے آفات شوق نے
سودائی کر دیا مجھے اثبات شوق نے
بے عقل کر دیا ہمیں دل بات شوق نے

انکار پر بھی مجکو ترا انتظار تھا

ایسی تڑپ نہی اپنے دل بیقرار میں
اب فرق آگیا ہے کچھہ اک اضطرار میں
بجلی بھی جس سے چھپتی تھی ابر بہار میں
سیماب زیر آئینہ ہے وصل یار میں

ورنہ یہہ دل ہمارا بہت بیقرار تھا

صنعت نے اوس سے یہہ کہا گو کہ وہ نہاں
آپ اسکا کچھہ تو ہم سے سبب کیجئے بیان
دلبر کے ہے خلاف یہہ عنوان میری جان
دل کیوں لیا تھا تمنے تمنا کا اے میاں

ملنا جو اوسکا بس انہیں ناگوار تھا

تیری وہ ذات ہے دونوں جہاں میں ثانی
نظر نہ اوسکو پڑا دوسرا بدقت بھی
کہ جسکو دیکھہ کے حیران ہے چشم اول کی
خدا کے نور مجسم محمد عربی

بصورت تو نگار نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

تری سی شکل بنا وے تو اوس سے ہے ممکن
کرے ہیں اوسنے بھی پیدا فریق گوگن

فرشتہ حور و پری اور قصور و آدم و جن — کہ ور شکل سے پیدائش اوس نے کی لیکن

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

تری وہ ذات مبارک ہے اے پیمبر پاک — کہ جسکی شان مین قاصر ہے فہم او ادراک
خدا نے آپ کہا تجکو صاحب لولاک — اسی دلیل سے کہتے ہین ہم بھی ہیبا

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

نہین ہے جھوٹ کچھ اس بات مین یہ ہے مشہور — بدیہ حق ہے وہ یہ ہی کہ جسمین ہو نہ قصور
اسی سبب سے ہوا ہی ترا بدیہ ظہور — نہین بشر ہے مجسم ہے تو سراسر نور

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

اگرچہ حسن ہے مشہور ماہ کنعان کا — ولیک ہے تری صورت سے اوسکو نسبت کیا
وہ ماہ مصر کا تھا اور تو ہے بدر دوجا — ترا وہ نور ہے سبحان ربی الاعلی

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

لکھی تھی اوس نے تو اول ہی یہ تری صورت — لگائی مشق مین پہر اوس نے اسقدر مدت
ہوئی جو صاف یہ صورت تو آپ ہی صنعت — دکھائی خلق کو اور خلق نے کہا حضرت

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

ملک بھی نہ جسکی پلک دیدۂ تر دیکھنا — اوسکا میسر ہو کب بار دگر دیکھنا
دو دستو اسمین صبر رہو سو ہو سیر دیکھنا — جان یہ کھیلا ہو ہمین ہیرا جگر دیکھنا

جی میں ہے یار سے مجھکو اودہر دیکھنا

لاکھوں ہی گھر گھاٹے ہین تمھین نہ کچھہ ایک دو
بندہ کی اپنے زبان کا ہیکو کہلوا رہو
سامنے میرے ذری چپکے ہی بیٹھے رہو
ذکر وفا کیجیے اوس سے جو واقف نہ ہو

کہتے ہو کس سے یہ ستم ٹک تو ادہر دیکھنا

عمر بہر آیا نہین یار کبھی مجھہ تلک
دور سے ہین گاہ گاہ دیکھی تھا اوسکی جھلک
اور کبھی دیکھا نہین اوسنے اوٹھا کر پلک
اتنی بھی صحبت نہ تو دیکھہ سکا ہی فلک

اور تو کچھہ بیان نہ تھا یک نظر دیکھنا

ہر جگہہ موجود ہے یار مراد دو بدو
خود بے قسمت ہے اب تجھی نکلیو نکھیو
پہرتا ہی مثل قمر دوستو وہ کو بکو
گرچہ وہ خورشید رو ہنستا ہی میرے رو برو

تو بھی یہ بس نہین ہے کہ اک نظر دیکھنا

نالہ جو تو نے کیا ہجر مین مثل جرس
اب نہین آئیگا وہ رو ہی بار دو برس
ہو گیا بدنام وہ کیونکہ ملے تجہسے بس
نالہ کا اپنے اثر دیکھہ لیا درد بس

جسمین [illegible] سکا اوسکو دیکھنا

تیرے مفتون کا سینہ دل سے سیاہی نرالا نکلا
یہی چرچا تھا جدہر وہ قد بالا نکلا
جسمین ہے جای سویدا کی اوجالا نکلا
داغ پر دل جو ترا چاہنے والا نکلا

تا چراغان دوالی کا دوالا نکلا

گرد پیش اوسکے جو رہتا ہے ہجوم عالم کا
شب وہ مہ اوسکی منزل بنی ہی کہتا تھا
شہرت حسن سے جب لین زمین تنگ ہوا
تا یہہ روشن ہو کہ یہ روشنی طبع ملا

قید مہ کے لیے اسواسطے ہالا نکلا

اتفاقاً جو وہ کل سیر کو گھر سے نکلے
مار کر ہاتھہ کو رانو پہ یہی کہتے تھے
دیکھکر اوسکی سجاوٹ کو سبھی چھوٹے بڑے
کان کے پاس کوئی دیکھو ہین کافر کے

زلف لہرائی ہے مابای سی کالا نکلا

بعد مرنیکے بہی مسدود نہین عشق کی راہ — اسکی تاثیر کو ہمدم تو ذری کر تو نگاہ
بلکہ اس دعوی پہ ہے اپنی یہی برہان گواہ — دل پر داغ کا اپنے تہا جہان مدفن ماہ

وہان لگائی جو قلم گل کی تو لالا نکلا

باغ مین سیر کو جب وہ بہی قیامت آیا — دیکہکر اوس قد موزونکو ہر اک چونکا ہرا
یہی بولا کہ ہوا اب کیون نہ قیامت برپا — قد لڑکپن مین تو اوس فتنہ کا تہا بوٹا سا

پر جوانی مین قیامت قد بالا نکلا

ضبط ہم کرتے ہین اے دوستو ہر اک نفس — نہ چلی ورنہ یہہ دنیا کا اٹہالہ جون خس
یارو مین آنکہونسی دکہلاؤن اگر ہو ہوس — شور انگیز ہے وہ دریاے سرشک تا کے بسر

یہہ سمندر ہے اوسی بحر کا نالا نکلا

یہہ تو فرمایئے دنیا سے ہوا حاصل کیا — ہے گدا کوئی کہ بالفرض کوئی شاہ ہوا
نزع کے وقت یہی رورہکی اک اک کو بولا — ہاتہ کیا خانۂ ایام کی ضبطی سے لگا

روز و شب کا ملک اک کہنہ دوشالا نکلا

شاہ سے دیکہو تو کہتا ہے گدای منعم — حسن کی بہیک سے ہوتی نہین کچہ بہی کم
یہہ یقین ہووے تو عالی ہے یہہ سنگہ محکم — سربلندی نہین دریوزہ گر جاسی جو ہم

مہر کیون صبح لیے ہاتہ مین پیالا نکلا

ولین تہی اپنے جو اوس آتش رخ کی اشتیاق — وہ تو تم سے ملاتے نہی کہ یہان اخلاق
بلکہ ہین آپکے اس بندہ پہ یہانتک اشفاق — صورت رشتہ سلک گہر اپنی سوز فراق

تن زار اپنے پہ کسیجا نہین چہالا نکلا

کج دی اوسنے جواہر کو ہین کر زینت — بلکہ حیران ہے اوسے دیکہکے ساری خلقت
پہر مری آنکہون نے بہی دیکہو تو کیا کی صنعت — اشک حیرت ہوئی بار اپنے نگہ کی جرأت

گہر سے وہ موتیونکی بھی جو مالا نکلا

کیا اوسکے مین بیان کرون آب و تاب کا — نہ سک درست اور وہ عالم شباب کا
پابند ہو رہا ہے و لیکن حجاب کا — گر بند رخ سے دور کرے وہ نقاب کا

جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہو آفتاب کا

بعد خدا نہ پاس ہے میری تو اب سرک — ڈر ہے کہ اشک ہجر مین جاری ہوئے بیک
بہونچے نہ میری چشم کا چشمہ بھی تا فلک — اک پل مین غرق آب ہو ماہی سے ماہ تک

طوفان اگر اوٹھے مری چشم پر آب کا

آدم کو خاکسار مین ہو رتبہ دو چند — ہے زیست یون چراغ سحر تری خود پسند
کر عجز و انکسار اگر ہے تو ہوشمند — بجز جہان مین کر سر نخوت نہ تو بلند

ہے مستعار زیست کا عالم حباب کا

کاندھے پہ شال ہاتھ مین سبحہ رومال تھا — مندیل سر پہ گول تھی پگڑی ہوئی عصا
پاؤن تلک تھا پہنے ہوئے جبہ ریا — کل شیخ بنکے مجتہد عصر سا گیا

دکھلا کے باغ سبز عذاب ثواب کا

دیکھا مجھے تو کہتے کنایہ لگے بطنز — پھر آپکو بھی عاصی وہ کہنے لگے بطنز
سمجھا مین یعنی کہتے ہین عاصی مجھے بطنز — کہنے لگے زراہ تبختر وہ یہ طنز

معلوم ہوگا حشر کو پینا شراب کا

سنکر یہ بات شیخکی میخوار جو کہ تھے — تا دم سے ہو کے دل مین وہ حیران ہو گئے
سمجھے نہ آئی بات تو خاموش سب ہوئے — مین نے کہا کہ ہم [illegible] مین یہ خوب جانتے

پر کیا کرین کہ ہے یہی عالم شباب کا

ہر آن کام ہوتا ہے اس عمر مین زبون — اسواسطے کہ اندنون شیطان کے بس مین ہین
افعال بد سے اپنے ہون ہر چند سرنگون — گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون

لیکن نکیجے مجھے مورد عتاب کا

تو بے برس مین فہم تمہارا ہوا درست
پر اب بہی جانئین آپکو ہم پارسا درست
کہنا زبان سے آپکا ہے سب بجا درست
تقوے بھی ہمارے آگے ہو جب آپکا درست

اور تب یقین آپکو ہو اجتناب کا

بارش ہو اور ابر بہی چھایا ہو چار سو
کرتا ہو اختلاط کی وہ ہنسی گفتگو
پہولا تمام باغ ہو جاری ہو آب جو
مے ہو اور کنج باغ ہو ساقی ہو روبرو

اور کوئی وان محل ہو باعث حجاب کا

اوسوقت اوسکے جام صراحی سے بہر کر
مستانہ اختلاط کرے تم سے پہر بہلا
پینے سے اوسکی آنکھوں مین آیا جب نشا
گردن مین ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بیچیا

یہ ریش جس پہ جلوہ ہے رنگ خضاب کا

کہا کر گزک وہ اور کہلا کر کے اپنا منہ
مستانہ شوخ سنگ بنا کر کے اپنا منہ
چتون بدل کے ناز دکہا کر کے اپنا منہ
کہینچ اوسکو اور منہ سے ملا کر کے اپنا منہ

دے ذائقہ زبان سے وہن کے لعاب کا

اور یہ کہے کہ مین ترا تابع ہوں بن چکے
اب چہوٹنے کا تو نہین بن جام مے پیے
بخشش پہ اوسکے ہمنے ہین لاکہوں گنہ کیے
منت سے یون کہے کہ ہمارا ہو پیجیے

گر پی نجائے جلد یہ پیالہ شراب کا

ممکن نہین کہ آپکو عقبی کا دہیان ہو
بس یہ کہے بن آئے کہ حاضر ہین جو کہو
اوسوقت خاطر اوسکی سے جو کچھہ کہے کرو
اوسوقت ہم سلام کرین قبلہ آپکو

گر خوف آپکو ہے روز حساب کا

اسباب عیش جسکو میسر ہو یہ تمام
تاثیر ہمیہ کرتا ہے اوس شخص کا کلام
ایسی جگہہ مین باز رہے جو کوئی نیک نام
اور امتحان بدون تو یہ آپکا غلام

قائل نہیں ہی قبلہ کسی شیخ و شاب کا

صنعت غم حسین سی ہے سینہ چاک چاک
مدفن اسے نصیب ہو دنیا مین خاک پاک
عقبی کی بہی عذاب سی کچہہ ہو نہ اسکو باک
یارب غم فراق مین اختر ہو جبکہ پاک
سایہ اسی ملے قدم بوتراب کا

رکا وہ سنتی ہی شہرہ مری اور اپنی یاریکا
یہی باعث ہوا ہی ہمدمو میری اشکباریکا
اودہے بہی کون خدا دکھلائیہ فرقت کی خواریکا
کیا گہر اوسکے چرچا جس نے میری آہ و زاریکا
الہی صبر اوسکی جان پر اس عزاریکا

خدا نے وصل کی شب مجکو اک [illegible] دکھلائی
ہزاروں فکر سی کی مین لے تب غیرون سی تنہائی
تو پہر اوس شوخ کی مین کیا کہون اوسنی مچلائی
شب اوس نی توڑ کر موتی کی سمرن مجھ سے گنوائی
دکہایا وصل مین عالم نیا اختر شماریکا

کیا جو ساتہہ میری پاس اوسکی آشنایانہ
یکایک ہوگیا بس دیکہتی ہی صاف دیوانہ
لگا اوس شمع رو کی گرد پہرنے مثل پروانہ
نظر وہ آشنا مدت مین آیا صاف بیگانہ
برا کہتی تہی یارو ہم پہر وہ جسکی یاریکا

کباب اب بنتی نکلین دل جلا کیونکر نہ سینا
فلک رکہتا ہی میری ساتہہ کس کس طرح کینا
تو ہی منصف ہوا ہی ہمدمو میرا خاک ہی جینا
ہمین تب کنج غم مین جسکی خاطر خون دل پینا
اوسی سے بزم طرب مین شغل ہی بادہ خواریکا

اثر دو لون یہ ہوتا ہی بہم ہی جسین جگہ الفت
کہی معشوق اپنی کسطرح جو اوسپہ یہ ہو حالت
ولی صنعت یہ مشکل ہی جگہ کچہہ ہیئہ محبت
کہلی کیا بات وہ پردہ نشین ہی اور یہان جرأت
حجاب عشق ہی مانع ترے پردہ کشایکا

اسقدر ظالم و خونریز تو مشہور نہ تہا
تہی تو آگے بہی پر اتنا کوئی مغرور نہ تہا
تو مین کیونکہ کہون یہ مرا مقدور نہ تہا
قتل عاشق کسی معشوق سے کچہ دور نہ تہا

پر تری عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا

آگے دنیا مین فرشتے ہوئے منصوب ولے — وہ فرشتون سے ہوئے کام نہ جو آپ کیے
اشرف المخلوق تو کہتے ہین اسی باعث سے — باوجودیکہ یہ وبال نہ تھی آدم کے
وہان بھی تجکو کہ فرشتہ کا بھی مقدور نہ تھا

وہ تجلی ہے تری حسن کی ای لقبہ نور — جس سے ہو جائے مخجل روشنی شعلہ طور
کیا کہون تجھسے کہ یہ بات تو سبمین مشہور — رات محفل مین تری حسن کے شعلہ کے حضور
شمع کے منہ پہ جو دیکھا تو کہین نور نہ تھا

اپنے گھر رات کو ساقی بھی تھا اور مطرب بھی — اور اسباب مہیا تھے سبھی عشرت کے
پر میسر نہوئی مے بھی ستم سے تیرے — محتسب رات کو محفل مین تری ہاتھو سے
کون دل تھا کہ جو شیشہ کی طرح چور نہ تھا

منہ پہ تعریف تو کرتا ہے مری رات اور دن — پیچھے کہتا نہین وہ بات کوئی غیبت بن
ہے فریبی وہ بڑا اوسکا ہے گو چھوٹا سن — ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صبحگا لیکن
مینے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا

کہا صنعت نے کہ سمجھے تھے تمہین ہم دانا — پھر دغابازون سے ہی پیار تمہارا جلنا
ہای افسوس کہ تمنے نہ اوسے پہچانا — درد کے ملنے کا ای یار برا کیون مانا
اوسکو کچھ اور سوا اوسکے منظور نہ تھا

گل نے بلبل سے کہا تو تو بڑا دانا تھا — جان اور بوجھ کے تجکو مرا غم کھانا تھا
تجکو کیا ہر کسی غنچہ کی طرف جانا تھا — کیا ترا نفس تھا جھکا کہ تو دیوانا تھا
سر ٹپک تجکو مری دوری پہ مر جانا تھا

شجر گل کی طرف دیکھ کے بولی یکبار — جب تلک اس گل کو نہ بلبل کی لگی تھی منقار
ہر ثمر حسن و لطافت مین عجب تھا تیار — کیا خزان آتی ہی جاتی رہی گلشن کی بہار

آہ اس غنچہ کو جیسے کھلتے ہی مرجھانا تھا

بو العجب جانتے ہیں ہم یہ جوانمرد ایسے — منہ کو دروازہ سے جو موڑ گئے ہی کہ پھیر
تمکو لازم تھا کہ مر جاتے وہیں لڑ بھڑ کے — حیف اسطرح سے تم جان بچا کر بھاگے

گر نہ شمشیر پکڑ ہاتھ میں چل جانا تھا

کل مرے سامنے منت یہ کہی تھی بہکیا — میں تو سمجھے تھی تجھے شیخ زمانے سے بڑا
پر جو کی غور تو شیطان سے بھی بدتر نکلا — کیا کہوں تیری عبادت کی مجھے دی ہے دغا

ورنہ صاحب قرآں میں تجھے سمجھا نا تھا

برہمن کافر معتقد نے شیخ کی توقیر کا — اور نہ سالک کا ہے نے مجذوب کی تاثیر کا
معتقد مذہب کا نے ملا ہی کی تعزیر کا — ہے یہ دیوانہ مرید اوس کاکل شبگیر کا

سلسلہ بس ہو چکا اوس کے لیے زنجیر کا

آب سے سیراب ہوتا ہے کوئی اوسکے لیں — اور جیا ہے اوسکا پھل کھا کر کوئی اے ہم نشیں
اور میاں اسمیں نہیں شک جانیو تم بالیقیں — جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں

سبز ہوتی کھیت بھی دیکھا نہیں شمشیر کا

مرہم کافور ہو کافور ہیں میرا کلام — جسکے آگے پانی بھرتا ہے دم عیسی مدام
شاعری میں طرفہ کرتا ہوں میں جراحی کا کام — زخم دل بادے مرے سوز سخن سے التیام

جا کے ملتا ہے زبان شمع سے گلگیر کا

چشم سے چشمے ہوں جاری بحر قلزم سے بھی چند — نالۂ پر سوز سے بھی پہونچی بجلی کو گزند
اور فغاں کے شور سے کان اپنے کر لے عند لیب — جا لگے گرد کارواں ہو وے صحرا میں بلند

ورنہ کیا حاصل جرس فریاد بے تاثیر کا

ظاہر اس پاشین کی خود نمائی تو نے شیخ — بات پر کی دلی ہرگز بنائی تو نے شیخ
ہے شباہت کی نہ پردہ میں برائی تو نے شیخ — توڑ کر بتخانہ کو مسجد بنائی تو نے شیخ

برہمن کی دلمین بھی کچھہ فکر ہی تعمیر کا

تو سیکی چادر وہ کرتا ہی سوی مرقد روان — جای شمع گور پہ وہ گاڑدی ہی برچھیان
اوسکی مین قربان ہون یا تنک ہی مجھپر مہربان — گل مری مشہد پہ کب بھیجی ہی وہ ابرو کمان

طرح غنچہ کی کھلی جب تک نہ پیکان تیر کا

خاص یہ انسان ہی خالق کی صنعت پر یہ شبہ — ہین اسیلیے واسطے یہ سیم و زر خورشید و بدر
یہ غلط تم سے کسی نے جو کہا از راہ غدر — سیم و زر کے آگے سودا کچھہ نہین انسانکی قدر

خاک ہی رہنا بھلا تھا بلکہ اس اکسیر کا

تمام امت بھی او رہارون تھا اوس بھائیکا — اور اک عالم کری تھا وصف عیسی کی ولی کا
نبی موصوف گذرا ہی ہر ایک پر نہین خدائیکا — محمد ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا

کری بندہ جو اوسکی مدح دعوی ہی خدائی کا

اوسکی نور سے جاتی رہی ہی کفر کی ظلمت — اوسکی شانمین نازل ہوئی شمس الضحی آیت
اوسکی حق مین کہ نین مین بدالدجی خلقت — سپہر معرفت حق کا ہی وہ مہر الوہیت

کہ جسکا دین روشن آئینہ ہی حق نمائی کا

اوسکی ذات ہی کون و مکان کی باعث خلقت — اوسکی شانمین لولاک ہی نازل بصورت
جب ایسی ذات بابرکات ہو وے پھر تو بید قت — منور کیون نہ اوسکی نور سے ہو خانۂ طاعت

کہ روشن کرنیوالا ہی وہ شمع پارسائی کا

مقرر جو کیے ہین اوسنے اپنی شرع کی رستے — بغیر اوسکے انکے کوئی منزل مقصود کو پہونچے
نہین ممکن فرشتہ ہو وے وہ او رکیا ولی ہو وے — بلند اوسکا وہ ایوان مراتب ہی کہ ان تک اوسکی

نہین ہے ساکنان عرش کو یارا رسائی کا

اگرچہ لاکہ پیغمبر اوسکا آفریدہ ہے — موافق مرتبہ اپنے کے ہر اک حق رسیدہ ہے
محمد مصطفے لیکن باوصاف حمیدہ ہے — گروہ انبیا مین وہی حقکا برگزیدہ ہے

سو اوسکے لقب کیا ہی مصطفائی کا

سلیمان مسند اور کسریٰ لقب وقیصر حشم — نہ پہنچا نہین اوسکی بارگہ تک یہ ہین یہ بڑے دم
فرشتہ بھی جہان ششدر رہے گر نہ مانگے — رکھی ہی منزلت کہ آستان سرور عالم

کہ حضرت سے ملت ہی رتبہ ملا کبریائیکا

کہا کلمہ نے ہی نفی اور اثبات سے محرم — وہی روز قیامت کو بنیگا شافع عالم
نصیحت تجھکو کرتا ہون یہی جب تک کہ دم مین دم — اوسیکے عشق مین پابند رہیو تو دلا ہر دم

کہ ہوویگا وہی روز جزا موجب رہائی کا

فرشتہ اور بشر ہی ہی خطا نسبت جو اوسکو دو — نہین خیر البشر ہی بلکہ فخر انبیا وہ تو
بھلا بے میم احمد اور عرب ہی مین ہو وہی جو — سراپا نام حق نور خدا کہیے نہ کیون اوسکو

کہ جسکا نقش پا ہر جبہہ سا ہی خدائی کا

فرشتہ اور بشر کی خوبی کی ہی آپ ہی خلقت — ولی خالق نے لی کونین مین ہر جنس کی کثرت
محمد مصطفے خالق کے اک خاص ہین صنعت — دلیل اوسکی ہی یکتائی کی یہہ لاریب ہی حجت

کہ تھا سایہ اوس محبوب ذات کبریائی کا

وہ ساقی کوثر بھی ہے مالک ہی جہان کا — مشکل کا کشا ہی وہی ہر پیر و جوان کا
پھر کیون نہ کرون اوسپہ مین صدقہ دل و جانکا — اک جام سے حل کر دی جو عقدہ دو جہانکا

ہون مست سہی عشق مین اوس پیر مغانکا

تا اوس شجر باغ ولایت کا کرین وصف — تا اوس ثمر نخل امامت کا کرین وصف
تا اوس قد شمشاد شہادت کا کرین وصف — تا اوس گل گلزار حقیقت کا کرین وصف

ہر برگ ہی سو واسطے ہمشکل زبان کا

تھے حضرت جبرئیل بھی عقل اوسی سے ہی سیکھے — بانیٔ فدا اوسے تھی وہ راہ خدا کے
وہ دونون رہ حق مین تصدق کئے بیٹے — ہے مبدء فیاض کو بھی فیض اوسی سے

ظاہر ہے کہ آگاہ ہے وہ اسرار نہانکا

ہر ایک پیمبر کی وہ مشکل کا کشا ہے | یعنی کہ یداللہ لقب اوسکو ملا ہے

وہ اس سے بھی اعلے ہے یہ کہنا ار کیا ہے | جو کہیئے سو لاریب علی نام خدا ہے

پایا نہ کسی نے بھی مراتب کی بیان کا

اوس سرو نبوت سے جو ذرہ بھی رکھے بغض | اوس نخل امامت سے جو ذرہ بھی رکھے بغض

اوس باغ شہادت سے جو ذرہ بھی رکھے بغض | اوس مہر ولایت سے جو ذرہ بھی رکھے بغض

مردود دو عالم ہے وہ یاں کا نہ وہاں کا

چشمہ بھی ہے ہر بند جو دکھلائے وہ آنکھیں | حق نے رکھی کونین کی ہین اوسپہ ہی باتین

ہم حکم قضا حکم علے کیونکہ نہ سمجھین | گر باد بہاری کو کرے حکم وہ دے ہین

پھر آئے جو گلشن مین تو کیا نام ہے خزانکا

وہ ظاہر و باطن مین اگر ہو وین نہ حاکم | اک آن نہ دین چین زمانہ کو یہ ظالم

کچھ جھوٹ نہیں اسمین خدا اسکا ہے عالم | چودہ طبق مین چاردہ معصوم سے قایم

ہر ایک وہ نہین مین ہے سرور دو جہان کا

اوس خالق بیچون کا ہے خلقت پہ یہ احسان | جو ایسے نکا اون سے کیا تابع فرمان

صنعت نہوں نا موں کی کسطرح سے قربان | گر ہوتی نہ ذات اونکی تو پھر آ تو یقین جان

ہوتا کوئی مالک نہ زمین کا نہ زمان کا

پدم کے عشق مین تھا ایک ہی راجہ رتن بگڑا | غم شیرین مین کھو کر جان شیرین کوہکن بگڑا

خدا جانے بنی جی یہ جو وہ پھر زمن بگڑا | تمہارے حسن سے گبر و مسلمان کا چلن بگڑا

خدا کی یاد بھولا شیخ بت سے برہمن بگڑا

حسینوں منہ کرو ٹھہرا انہیں ہر دم اے میان چھانا | ہر اک صورت سے دکھلا دین یون ہی دونون کا زبان

بنی کی اپنے جی پر گر یہ بگڑ دیگا وہان صنا | تو منہ بھی چیر کر دیتے تیز تھا لیان

زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا

ہوئی تلخ زندگانی تلخ اوسکو پھر تو ای یارو
چلاتا نام کو اپنا ہوا پھرتا ہی تھا وہ تو
لگا کر اوسکے تیشہ آپ ہی مین تنہا خسرو
تکلیف کیا جو کھوئی جان شیرین تو لگا کر سر کو

یہ غیرت تھی تو پھر خسرو سے ہوتا کوہکن بگڑا

یہ اپنا عشق صادق تھا جیا مین یار کو تک تک
نہ چھیڑا زلف کو اوسکی نہین آئین سر مو شک
ملا ہے اوس امانت کا یہ ثمرہ گور مین اندک
امانت کیطرح رکھا زمین نی روز محشر تک

نہ اک مو کم ہوا اپنا نہ اک تار کفن بگڑا

کہا صنعت نے اس سے مرے تن مین لگی آتش
کہ وہ مہرو ہے اور ہوتی نہین ہی مین کبھی آتش
خدا جانے کہ کب سے اوسکی دل مین تھی بھری آتش
بناوٹ کیف مے سے کھل گئی اوس شوخ کی آخر

لگا کر منہ سے پیمانہ کو وہ پیمان شکن بگڑا

زبان تھی لال عشاق کی تیرے صف مین جا بجا
ہوئے وہ سرخ رو ان وہان شہادت کا ملا تمغا
تبسم کرکے پھر از دون نے اوسکی پھر بھی پوچھا
نہین ہو جو ہنسنا اسقدر زخم شہیدونکا

تری تلوار کا منہ کچھ کہا ای تیغ زن بگڑا

بنی اوسکی عجب اللہ کی قدرت سے صورت ہے
ہر اک عاشق اوسیکا ہی بہم اونمین قرابت ہی
وہ ماہ نو ہے پیر چرخ کی بھی اونمین چھلکتا ہی
رخ سادہ نہین اوس شوخ کا نقش عداوت ہی

نظر آتا ہی اسمین ہر اہل انجمن بگڑا

یہ قد و قامت یہ گلرخ ابھر ہی نکہت بدن گیدا کا
نگاہ آفت کرشمہ جادو ستم تبسم ہی دلربا کا
یہ پھر بال تھا یہ ناصح نکالا جو سنگ اپنے ہی جفا کا
اکڑ کی ہجون کی بل چلنا نکیونکہ کشتہ ہون اس ادا کا

سجا سجایا کیسا بانکا ہے تو دیکھ صنعت خدا کا

ہوا تھا سر طور جلوہ نظر پڑی تھی اوسکی جھلکی
جو وصف لکھنے کا اوسکے دعوی کرے تو کاٹون زبان قلم کی
زبان کو یارا نہین بیان کا قلم کو طاقت نہین رقم کی
بڑون سے وہم و قیاس سے بھی کرون جو تعریف اس صنم کی

جوان رعنا بحسن خوبی پری کا عالم غرض گدا کا

وبال جان مین وہ بال کافر اوسکا مکہڑا غضب کا ہی
نرالی سج دہج بنا ہی نک سک وہ رنگ اوسکا بلا کا ہی
بری ہی چتون ستم ہی غمزہ کلام جادو فسون ہی [illegible]
نگہ یہہ ظالم وہ کرشمہ آفت قیامت اوسپر قیامت اوسکا
مداحت ایسی بلا کی توبہ یہہ عالم اپنی ہی دلربا کا

مجھے جو ہوتی ہی بیکلی اب حسین مین [illegible] کہلا
اب اسکا منصف تو ہی ہی ہمدم [illegible] مجھے اب اسکا
اسی سے [illegible] مر رہی ہی حالت [illegible] پشیمان ہون [illegible]
برنگ گل [illegible] کیونکر کرون [illegible]
کنار مین وسکو تنگ کہینچے ہوا یہہ مقدور اب ہما کا

چمن مین بارش ہی اور ہوا ہی مکان خلوت کا [illegible]
کہ مین ہون بیہوش سطرف تو اودہر تو تنہا [illegible]
ہوا ہے [illegible] مین ہی قائم نکر تو بد [illegible]
گھٹا یہ کالی گلو نگی یہہ تو خبر [illegible] عدا و برق [illegible]
پلا نہ بہر کے جام ساقی سمجھ تو انداز کچھ ہوا کا

تمہاری انکہون سے ظلم دیدہ اوٹھاؤ گردش [illegible]
اگرچہ عاشق ہزار [illegible] ترا تو [illegible] ترا تھا
کوئی تہا نالان کوئی تہا گریان کوئی [illegible]
شب انکھ [illegible] تری تصور [illegible] مجہکو بسقدر تہا
کہ بوی نرگس سے پر ہے اب تک کنار و دامن مری قبا کا

یہہ آرزو ہی مری خدایا کہ شاہ دین کا [illegible]
یہی ہے صنعت کا قول ہر دم نثار [illegible]
جو [illegible] جاؤن [illegible]
جو شخص طالب حسین کا ہو تصدق اوسکے [illegible]
غلام و فدوی ہون [illegible] شہید میدان کربلا کا

آپکے اوٹھنے کا غم مجھسے اوٹھایا جائیگا
خون ناحق آپ کی گردن پہ لکھا جائیگا
آپ بن دم بھر بھی دم سے نہ ٹھہرا جائیگا
مت یہ کہیو اگر کہو صاحب کہ بندہ جائیگا
کوئی مر جاونگا صاحب یکا کیا جائیگا

گرچہ مین غمگین ہون اوسکی ہجر مین شام و پگاہ
تھم ہوئی جاتی ہے رہ رہ کر مری حالت تباہ
پر ادا وہ اوسکی جب [illegible] زیر نگاہ
یاد آتا ہی مجھے اپنا لگا جانا وہ آہ

پیچھے سٹ کر اوسکا یہہ کہنا کوئی آجائیگا

ہو سکے جو تم سے اب تدبیر جلد اسکی کرو — یان اوسے لاؤ کسی ڈھب یا مجھے وان لیچلو

یہ مرض ہے مہلک اپنے دل مین اسکو سوچ لو — گر یہی ہر دم کا غم کھانا ہے تو اے دوستو

دیکھیو لیجیو اک اک دن غم ہمین کہا جائیگا

جو کہون کیون آنکھو نسی مین اب کہے جائینگی جاگ — گر نہ مین بیٹھا جاؤ جیتی جاگتی اوسمین سمائی

یہہ خدا دشمن کو بھی دشمن کو نہ آنکھو نسے دکھائی — یون او بھی وہ بزم مین تعظیم کو غیرونکی لی

ہمنشین تو بیٹھ یان مجھسے نہ بیٹھا جائیگا

اوسکی آمد مین عزیزو مجھکو ہے خوف و رجا — یعنی ہے وہ بد مزاج اور جنگ کا جو بدخو بڑا

آرزو جو تھی ہماری وہ تو بر لایا خدا — اب خبر آنیکی اوسکے سنکے یہہ دھڑکا لگا

دیکھئے حق مین مرے کیا آکے فرمایا جائیگا

وان گیا مین تو سنجے گی لوگ سب اوسمین ملا — ہو نشین رہتا نہیں مین جب وہ ہوتے مشتعل

مجھکو ہو جاویگا سکتا اور وہ ہونگے منفعل — پیچھلے مین لوگ کہو اُنسے جبث احوال دل

یہ جو بیدرد اوس شوخ کے مجھسے بولا جائیگا

ہجر مین اوس گلگی کے جب سنکے سجھائی بات وہ — اور ہوا شہرہ جو بدنامی کا اوسکے کو بکو

شب تو پوچھ کر منگا اور جھنجھلا کر سب کے روبرو — مجھسے وقت جنگ کہتا تھا یہی وہ جنگجو

جب کہین تو ہوئیگا تب یہہ جھگڑا اچالگا

جب سکے جرأت سے جو گالی دے تھی وہ حیثیت کی بات — تو ہو جیتا تھا پھر وہ بھی آیا لیکے کر نام و نشان

سنکے وہ کھبرا کے صنعت سے لگے کہنے میان — مت بلاؤ بزم مین جرأت کو ہوا آتش زبان

کر کے کچھہ آتش دلونکی سب کی بھڑکا جائیگا

خانہ بردوش ہوا ان خو گرو جو ہوا اوس خو کا — خاطر آشفتہ گرفتار ہون ہر اک مو کا

اغنیہ عشق کو ہے دلین لگا دون لو کا — رچ گیا عشق جو رگ رگ مین ترے گیسو کا

زلف سی بہی ہی سیہ رنگ مری لوہو کا

اسقدر مانی و بہزاد کو کب تہی فہمید
جبکہ عاجز ہوسے تب دونکی یہ تہی تمہید

اون سے ہوتا جو تری چہرہ کا نقش پدید
کاغذ سادہ ہی تصویر کو تیری خورشید

ماہ نو تہا کہ گہنہ ہے تیری ابرو کا

دہیان رہتا ہی سے خنجر مژگان کا ترے
بسمل جنبش ابرو ہے یہ ہر دم پیارے

ہدف تیر نگہ عضو ہین سب عاشق کے
تن عاشق سے جراحت تری کسطرح مٹے

زخم شمشیر ہے یہ زخم نہین اتو کا

آتش رشک تری رخ سے ہی گل کی تن مین
طور یہ سرو رواں ہی ترا بالاپن مین

اور سسی دیکہہ نہین رنگ گل سوسن مین
دیکہکر و بدبہ قد کو ترے گلشن مین

عکس ٹہرا ہی ہے سر لب آب جو کا

دیکہہ چہرہ کو تری مانی و بہزاد بہم
آستینون کو چڑہا بولی پہر اسطرح سے ہم

غرق دریای تحیر مین ہوئی وہ او سلم
کیجئے نقشہ چشم سیہ یار رقم

مو قلم ہو وہی جو موی مژہ آہو کا

حکم دی دل کو نا تو کام اوس خونریز کا ہے
دہیان گو دلین بہی اوس یار دلاویز کا ہے

یکہ تاز اندلون وہ نازکی شبدیز کا ہے
بسکہ آنکہون مین تصور نگہ تیز کا ہے

سنگری ہو جائی ہی ہر قطرہ مری آنسو کا

کہا صنعت سے مین اوسنے لٹکا سو والی ہو
خاطر یار بہی ہو اور صواب اوسکا لون

مجکو وحشت بہی ہے اور جوش پر آیا جنون
کیونکہ مین یار کے مقتل مین بتاؤن مضمون

خنجر یار پیاسا ہی مری لوہو کا

سنگر چہ تو دل ہے غلام شیشہ کا
شاید کہ تجہسے وہ لے انتقام شیشہ کا

ہے اور ورہ تجہے صبح و شام شیشہ کا
نہ لے تو روبرو واعظ کے نام شیشہ کا

کہ سنگدل ہے وہ کیا جانے کام شیشہ کا

غزال چشم جو ساقی تھا ہاتھ سے اوسکے
ہر ایک رند نے تھے چند چند جام لیے
ادا یہ دیکھنے سبکے ہر ایک ہوئے تھے تشنے
رہا نہ بادہ تو شیشہ جھکا کے ساقی نے

کہا یہ رندوں سے لیجے سلام شیشہ کا

اوٹھائی ظلم یہ مجلس ہے اپنے گھر سے کے
غرور یہ بھی نکرے حسن و حلم و دولت سے
مکرر آج ہوا کہہ جسکے شیشہ سے
یہ کسکا منہ ہے جو پی پیکے راز دل کہے

مدام جب سے قلقل کلام شیشہ کا

مرا تھا مشرب رندانہ زیست میں یارو
تو بعد مرگ بھی سامان یہ مرا کیجیو
کہ زیر خاک کہیں دفن کیجیو مجھکو
مری مزار پہ گنبد خم شراب کا ہو

ستون وفات لکھو دور جام شیشہ کا

جناب ساقی کوثر سے مجھکو ہے یقین
کہ عاصیوں کی شفاعت کریں شک نہیں
کہے تھا صحت مخمور جیسے ہو کے حزین
دل اپنا شکل گلابی کی ہو گیا غمگین

رہا جو دور مجھے صبح و شام شیشہ کا

کہا جو میں نے بیاں جو قلق مکاں پہ رہا
کچھ ایسا کہو لگا تم سے میں جلتا اگر رہا
اوسکے مکاں کو جو تو ہی پایوں تھا گھر رہا
کیا جانے ہمدموں کہ وہ کل کس کے گھر رہا

بیچارا اس خیال میں ہی رات بھر رہا

فرقت کا غم تو تھا ہی مصیبت پہ یہ پڑی
ہمدم خدا کیواسطے تدبیر کر کوئی
جانے سے تا کہیں کہ رکو یار وہ مری
تیاری اوسکی اور کہیں جانیکی ہو گئی

سے دل میں دل رہا نہ جگر میں جگر رہا

محفل میں تیری رات تو اغیار تھے جو بھی
دربان سے مجھکو روکا یہ قبولی نصیب کی
ناچار ہو کے اس طرح میں نے دل لگی
شب بار جو ہوا نہ مجھے بزم میں تری

پشت محل کو جو ستاین تا سحر رہا

شور و فغان و نالہ ہے اپنا یہ پے بہ پے
ہے زور شور اوسکا تو تا بہ روم و رے
لیکن تجھے خبر نہین یہ ظلم تا بکے
عالم مین بیخبر مری باتون سے کون ہے

محلہ پر ایک تو ہی ستمگر بگڑ رہا

صنعت نے یہ کہا کہ وہی شوخ جنگ جو
الفت کی اور مہر کی اوسمین نہین ہے بو
ضحاک وقت ثانی نادر ہے ہو بہو
نکہت اب ایسے ظالم خونی کے روبرو

حسرت ہی جان جانسی تو بیخطر رہا

سابق کے وہ الطاف و عنایات نہین اب
ظاہر کے کنائے کو وہ اشارات نہین اب
اس غم سے غرض چین دن اور رات نہین اب
پابوس میسر ہین مہمات نہین اب

وہ چوری چھپے کی بھی ملاقات نہین

جب سے وہ سد باب ہے مرا یوسف ثانی
ہے چاہ مین اوسکی ہی بس مجھکو گرانی
چھلا لیا اوس سے کوئی اور نشانی
نے خط نہ کتابت ہے نہ پیغام زبانی

اس دل کی تسلی کو کوئی بات نہین اب

مدہوش تھی مجلس بلیت تو مری تھی
گو ربانگ بھی دی اوسنے شرارت سے سحر کی
اوگھڑیان بھی از خود ہوا لگا گھنٹے گجر کی
دو چار گھڑی رات گئی از رہ شوخی

کہتا ہے سنت وصل مین وہ رات نہین

آگے تو وہ ملتا تھا کہین مجھسے سر راہ
پر حال مین چندے جو رہا گھر مین مرے وہ
کیا لطف بیان اوسکا کرون ہو گیا للہ
شب چین سے گذرین کئی راتین کہ واہ

دن زیست کے پھر لے ہین وہ اوقات نہین آ

قسمت سے پڑا تھا جو مجھے اوسکا ملا تھا
تو قہر وہ کرتا تھا مری جان سے سنیا جو ا
پہ عشق تو یہ لاکھ چھپاؤ نہین چھپتا
عاشق مجھے اپنا تو کہتا ہے ایما

تو مورد تعظیم و مدارات نہیں اب

وہ سابقہ وہ ربط تو موقوف ہیں کب سے / کاٹے وہ زبان بات جو نکلے کوئی لب سے
جو ملنے چاہوں کہتا ہی ہاں فرق و ادب سے / گر دیکھوں تو کیا دیکھی وہ چشم غضب سے

وہ مہر و وفا لطف و عنایات نہیں اب

مصنف نے کہا اوس سے کہ او مورد آفات / وہ رات شب قدر تھی یہ بیان مری بات
بس خواب خیال اوسکو سمجھ یا کہ طلسمات / جرأت نہ شب وصل کو کر یاد تو دن رات

ویسی تری قسمت میں کوئی رات نہیں اب

جناب عشق سے وحشت کا جب ملا منصب / تو پایا خلعت عریانی اور بڑا منصب
ہوس نہ تاج کی ہے جیسی یہ ہو منصب / نہ آرزو ہی ہمیں یہ کہ ہو خدا منصب

یہ جانتے ہیں ملے اوسکی وصل کا منصب

یہی ہیں عشق کے جاگیردار کے سامان / کہ در پہ بیٹھے ہیں منہ زرد و لب پہ شور و فغان
خراب خستہ و رسوا ذلیل و سرگردان / ہیں اشک آنکھوں میں دلمیں قلق جگر بریان

یہ جی لگانے کا باعث ہمیں ملا منصب

بڑھا ہے دلپہ جو غم ایکدم میں گھٹ جاوے / مری قضا بھی جو آئی ہو تو پلٹ جاوے
رقیب رو سے لگی اور لپٹ کٹا جاوے / گر اپنے سینہ سے وہ ہنس کے اب لپٹ جاوے

تو واروں جان کو اور دوں لٹا منصب

جدا نہ کوئی خدایا کبھی صنم سے ہو / ملاپ جلد بچھڑ اونکا ستمگر ہم سے ہو
فراغ کیونکہ ہمیں ہمنشیں صنم سے ہو / وہ رشک مہر ہم آغوش گر ہمیں سے ہو

تو تخت عشق کے ہے دربار سے ملا منصب

ملی ہے ہمکو تو جاگیر کوہ اور صحرا / نشان آہ کا ہی اور فغان کا نقارا
سواری کا شتر نکی اور رسالہ الم کا / خطاب عشق ملا ہے اور لیلی و مجنوں کا بولا

نہ اسطرح کا ہوا کسی کو عطا منصب

اگرچہ تابع ہیں اپنے تمام جن و بشر
سر پر زیر قدم اور مرصع ہوا افسر
اور حکم اپنا سلیمان سے بھی ہوا بہتر
عزیز و چاندی میں شکوہ اپنی بستر پہ
جو وہ نہ ہوتی تو سب بہا نہیں کیا منصب

کبھی نہ تھا اوسے یہ صنعت بلاغت کی گشتہ
کرے ہے لوگونکو یہ بھی ہر ایک پل گشتہ
بدل تو قافیہ مضمون ہے بدل گشتہ
بدل سکے قافیہ کہہ اور اک غزل گشتہ
کہ شاعروں میں تو ٹھہرا یہی بڑا منصب

باہر اب سینہ سے ای لخت جگر ہوا سوقت
اور فغاں لب سے بھی بہتر ہے اگر ہو سوقت
تجھسے بھی سیل رواں دیدہ تر ہو سوقت
دل سے ای نالہ ہوئے صبح پدر ہوا سوقت
ہو یہ کیا وقت ہے شاید کہ اثر ہو سوقت

تیغ کی دھار سے ہے عشق کی منزل نازک
چیز نہیں یہ جمع ہو ہیں انکی ہے منزل نازک
زلف کی بار نہیں ہو لپٹے سلاسل نازک
وقت بد خلق دلی عشق تباں دل نازک
آہ کس مشکل سے اوقات بسر ہوا سوقت

غم دانہ و حیرانی کا ہے و لیکن بہت
اب خدا کے لیے کافر نہ مری بات سے ہٹ
ہوا آرام تمہری باتونکی سنکر آہستہ
ناتوانی سے نہیں ہون بدلی نہیں جاتی کروٹ
نہ اودھر ہو تو مرکے سے نہ ادھر ہو سوقت

مشکل اسوقت ہے در پیش کوئی تمکو جناب
یا خطا مجھسے ہوئی ہے کوئی شک معتاب
یا پریشاں کوئی آپ نے دیکھا ہے خواب
کیہ بھی تم نہیں دیتے مری باتونکا جواب
کس طرح سے میاں جھڑ با و کہو ہوا سوقت

تر تری کے سے ہوا و سکی مرا دل کھٹا
منہ لگایا جو مجھے اوسنے تو چھین لولا
تو اوس غنچہ دہن نے بوسہ سے کیا دل ٹھنڈا
ایک بوسہ سے نہ تبدیل ہوا منہ کا مزا

کیا مزا ہو جو کرم یار دگر ہو اسوقت

دے بتا یار مجھے اپنی فراغت کا تو گر وقت
نہ مقرر کروں آئینہ کا سوا اوسکی کوئی وقت
لے مجلکہ مجھے گر لا کبھی مہلت ہو جو وقت
یوسف وقت کسیوقت تو ہو گھر ہو وقت

پھر نہ آؤنگا خطا عفو اگر ہو اسوقت

اک تو نازک بدن اور تیرے جوبن کو دیکھ
پاس خاطر سے مری پاس مرے آیا تو
ہر گیا سہم وہ اور میں نے کہا حیران ہو
ہو مگر وقت ہی نازک میں دل چون مجھکو

اور بندہ ہی جو کچھ زیر و زبر ہو اسوقت

سنکے اوس نے تو لیا ڈر سے دمیں منہ کو چھپا
کہکے اس بات کو میں آپ پشیمان ہوا
باتوں باتوں میں کٹی رات تو میں کہتا تھا
وقت ہی تنگ ہوئی صبح ہم آغوشی کا

گو نہیں وقت سلامت تو ادہر ہو اسوقت

غیر کے ملنے کی تہی قول و قسم اوس نے کئے
دیکھ پایا جو کہیں چھیڑ کے اوسے صنعت نے
دیکھتے ہی اوٹھی اور سن ہو گئی وہ یہ سنکے
بزم اغیار میں دیکھو ہو تماشا بیٹھے

کیا تماشا ہو جو مالک کو خبر ہو اسوقت

لغو الفاظ تو اضع ہے مدارات عبث
ربط بیفائدہ رہتا ہے ترے ساتھ عبث
سمجھنا حق کا ہے خوشامد بھی ہے و ہزات عبث
داد فریاد عبث شکوہ و شکایات عبث

آہ کیا کیجیے اپنی تو ہی ہر بات عبث

عشق میں آپکے گھر بار دیا میں نے لٹا
لیکے دریا میں بھی بار نہیں ہے ملتا
التماس آپکی خدمت میں یہ ناچار کیا
ہاں میاں ہیچ ہے نتیجہ تری ہی چاہت کا

مجھسے کہتے ہو کہ ہے تیری ملاقات عبث

ہی مطرب ہیں چمن میں سجے ہیں درختے
اور مہیا ہے وہاں عیش و طرب کی ہر شے
بولتے مور ہیں چلاتی ہے کوئل ہی ہے
جب گھٹا اٹھی ہے چھاتی مری بھر آتی ہے

ہن تیری یعنی چلی جاتی ہے یہ رات عبث

تمکو چاہت کی جگہ چاہیے اتنی نہ حیا — رات سب آپ نے وہی منت و زاری میں گنوا
ساری باتوں سے اگر آپ نے محروم رکھا — زلف کو ہاتھ تو اب مجھکو لگانے دو بھلا

دیکھیے مت کہو مری ہاتھ سے یہ رات عبث

طبع معشوق کی ایسی نہیں دیکھی ہرگز — جسکے حرکات سے اپنا نہ رکے جی ہرگز
پاس عاشق نکرے ایسا تو کوئی ہرگز — نہ شرارت کبھی تھی ساتھ نہ شوخی ہرگز

جیتے جی تمسے نہ دیکھی تھی کوئی بات عبث

پھر جو معلوم ہوا پیار وہ سب جھوٹے تھے — منہ کے دیکھے کی محبت تھی نہ کچھ تھی دل سے
روبرو میرے تو تم دیکھ مجھے جیتے تھے — لیک مرتے ہی مرے غیر پہ تم مرنے لگے

ہوگئی آپ کی سب لطف و عنایات عبث

کب تلک لکھ کی تشفی کروں پیغاموں سے — اور کچھ تحفہ تحائف نہیں درکار مجھے
اب سبک ہوتا ہوں میں چشم میں ہمچشموں کے — سرخرو میں نہیں ہونے کا بن آئے تیرے

ہاں تو مجھکو یہاں بھیجے ہے سوغات عبث

اوسکے کوچہ میں ہر اک جاتا تھا از بہر شرف — عاشقوں کی تو وہاں بیٹھی ہے اک صف کی صف
کہا منعت نے وہ مصروف ہے غیروں کی طرف — گو غش ہوش اوسکے کہاں ہیں کی باتو یہ تخفیف

قصہ بیفائدہ ہے حرف و حکایات عبث

وان نہ یاد لگا کسیطرح یہ آرام نہ بھیج — بھیجکر مفت میں کو کہا یگا الزام نہ بھیج
مرغ دانا کو تو نادان تہ دام نہ بھیج — دلکو ای عشق سوی زلف سیہ فام نہ بھیج

رہزنوں میں تو مسافر کو سر شام نہ بھیج

اندلوں طرز سے اور نکالی اوس نے — بارا انعام میں قاصد کو ہوا خط پر سے
پہ وہ کہتا نہیں ہے شرم سے بھی اور سے — بھیجوں اوس پاس میں قاصد کو دوبارہ

بازآیا نہین لینیکا مین انعام نہ بھیج

آشنا ایک کیا اوسکی گلی مین جاکے
آرزو اور دعا ہے یہی ہر دم دل سے
اس وسیلہ سے وہان دوست ہم جا پہونچے
کوچہ یار مین پہونچا ہون تو اب ہجر و [illegible]

بھیجتے جی یا لئے کہین گردش ایام نہ بھیج

منہ سے نکلے ہے مری آہ دہوان ہو کے سدا
کر کے دم باز زبان ای یار بس اب جی جلا
سر دہرے نکہ اب وصل کی جلدی ٹہرا
دم بدم بھیجے ہی قلیان کو کیا منہ سے لگا

لب کو بھی لب سے ملا بوسہ بہ پیغام نہ بھیج

روز و شب مین تو یہی مانگتا تہا حق سے دعا
اور اک عمر سے اس شوخ مین الجہا تہا
بارے صد شکر کہ وہ کام مرا بن آیا
بعد مدت کی تجہے پایا ہے تنہا بخدا

آج کو کام کو یا کسی تو کام نہ بھیج

تیری دشنام سے تو ہووے ہے غیر کا پیارے
دی جو تو نے سو وہ ہی ہمکو غنیمت پیارے
سو ملین ہمکو کہان ایسی غنیمت پیارے
گالیان تو نہین محبت سے عبارت پیارے

کب مین کہتا ہون کہ لکھکر مجھے دشنام نہ بھیج

بھیج پیر اور ہے عنوان کچھ ہووے اوسکا
خیریت اسمین ہے گر پاس مرے آ ہو چکا
مہر بھی تیری نہ اوسپر ہو نہ ہو یان کا پتا
پر یہ خطرہ ہے کہ جاوے نہ کہین خط پکڑا

گر سرنامہ پہ تحریر مرا نام نہ بھیج

کہا صنعت نے کہ لو سن یہ تو اچہا ہمین
وہ تو بدخو ہے نہ الزام کہین کہا دین
پاس خاطر سے تری اسکو تو سمجہا دین ہمین
جرأت اب تجہسے وہ روٹہا ہے منالا دین ہمین

تو ہی پہر دینے لگے گا مجھے الزام نہ بھیج

جسطرح ہوتے ہین زنبور کے گھر مین سوراخ
جون ہزارہ کی ہون فوارہ تر مین سوراخ
قلعہ کی جیسے ہون دیوار مین در مین سوراخ
پڑ گئے یون مری آہون سے جگر مین سوراخ

تختۂ چوب مین جون ڈالین برمے سوراخ

دیکھہ ہر دیدہ نگہہ سے تجہو آفت دین
بیشتر زنبوران چشم کی چشمہ سے ہین
زخم دل پانی جو رالی نہ کہین چہین
ضبط گریہ سے یہ ڈر ہے کہ نہ پڑ جائین کہین

شکل مجمرہ کی اس دیدۂ تر مین سوراخ

تارے سبکو ہین یہان ہوتی ہے جسکی آمد
خیر چاہو تو کرو بند کہ یہ کام ہے بد
ہمکو منظور ہے اسی بات کا رہتا ہیگا کد
تا کہ جہانتک اندنون رہتی ہے کسی کی شامد

آپکی گہر کے ہین اپنی بہی نظر مین سوراخ

اسلئے چہید تہی دیوار مین اوسکی چار ون
پایا ہی بعض کہ دیکھا نہ سنا تہا کانون
تا کہ عاشق کو کبہی دیکھہ لین اپنی آنکہون
اپنے کوچہ مین سنا مجہکو تو اپنے پا تہون

بند کرتا ہے وہ جہرجو کہین در مین سوراخ

ہمکو بہاتا نہین یہہ اوسکا قرینہ اس شکل
دونون صورت ہین دشوار ہے جینا اس شکل
محفل غیر مین جا بیٹہکے پینا اس شکل
چہن گیا ہے نگہ یار سے سینا اس شکل

ہونہ تیر دلسے کسی کہنہ کے سر مین سوراخ

اتفاقاً جو کبہی ہنستے ہوئے ہی دیکہا
ہر گہڑی پہر خدا ہنس کے تو اب بہت چمکا
بیقراری نے دیا برق کو تڑپا تڑپا
تیری دانتون کی ہے کب سلک گہر مین صفا

بس اسی غم سے ہی ہر ایک گہر مین سوراخ

تیر مژگان سے ترے گو دیدۂ تر مین روزن
اب تو سینہ بہی گیا خانۂ زنبور سا بن
مثل فوارہ کے ہین اشک نکلتے چہن چہن
کیا کہون دلکو کہ ایسا ہے بغل کا دشمن

جسکے ہین نیش تنی کی کئی بر مین سوراخ

نگہ یار کے قابل مین جگر دہرتا ہون
خوف ہے جانکا اور رشک سے بہی مرتا ہون
اوسکی تیزی پہ نگہ کی جو نظر کرتا ہون
تنگی باندہے ہے دماغ سے مین ڈرتا ہون

شکل غربال نہ پڑ جائیں جگر میں سوراخ

کبھی طغیانی پہ آجاتا ہے بحر رقت
سرخرو لی ہے کبھی لخت جگر کی دولت
مثل فوارہ کے اک یہ بھی ہے اپنی صنعت
یا تم دل میں نہ کیوں اشک بہائیں حسرت
کیا کروں میں کہ پڑا ہے جگر میں سوراخ

آتش غم سے ہے جگر جلتے کباب کی طرح
اور اب انتظار میں دم ہے حباب کی طرح
حضرت دل یہ کہیں اب کیا ہے حباب کی طرح
جاری ہے خون چشم سے چشمۂ آب کی طرح
بیٹھے ہیں مردمان چشم خانہ خراب کی طرح

کہدی جو غیر کو کہنوا ایسی آپ ہی کرے
سچ ہے مثل ہے دوستو دیکھا ہے آزما اسے
اپنے کیے کی اب دوا کہیئے تو کیونکہ ہو سکے
تم نے سکھایا تھا عتاب غیر کے واسطے اسے
سو وہ ہمیں پہ صاف کی اوس نے عتاب کی طرح

گوشہ نشینی کیجیے یا کریں قصد کعبہ کا
یا کریں عیش و عشرت اب بلکہ صنم سے جدا
ہے وہ مثل کرامت قلم اور یہ سوانگ ہے بڑا
فکر معاش یا معاد کہیے تو کیا کریں بھلا
بحر جہاں میں زیست ہے اپنی حباب کی طرح

عمر کے بعد عشق نے اوسپہ کیا اثر کہیں
تب وہ خبر ہے مکان پر آگیا شکوہ جبین
ہمکو تو حیرت آگئی اوسکو حیا تھی ہمنشین
خفتہ یہ بخت اپنی جب جاگی تو کیا کہیں عزیز
وصل کی شب گذر گئی ہمکو تو خواب کی طرح

آہ و فغاں ہے عرض حسب اپنی تو شہسوار حسن
نکلی کبھی نہ کچھ ہوس اپنی تو شہسوار حسن
آرزو اب بھی بس اپنی تو شہسوار حسن
ہوئے اگرچہ دسترس اپنی تو شہسوار حسن
چھوٹ تمام میں ہم آہم تیر کجا کی طرح

قاصد بے گناہ کا صاف اوڑا دیا جو سر
لینے جواب صاف تھا بھیجے نہ کوئی خط ادھر
تم ہیں تو نام کو فقط صنعت شعر ہی مگر
بھیجدیا جو کاٹ کر ہمکو سر پیام بر

اوس نے نکالی صنعت ابا و جواب کیطرح

چھارا بر وہوا جبکہ وہ میر انور شید — چھپا جنید ہوا اوس سے اوسکا حسن مزید
چہار طرف سے ای دوستو یہ غلغلہ کید — رسید مژدہ کہ آمد بہار سبزہ دمید

وظیفہ گر برسد مصرفش گل است و نبید

وہ سبزہ خط تھا مرا سر و مثل سرو ہنوز — ہوا جو سبزہ نمود اوسکی ایر دو سوز
تو دل سے کہتا ہوں میں ای نشاط اندوز — ز روی ساقی مہوش گل بچین امروز

کہ گرد عارض جانان گل شگفتہ دمید

میں تنگ ہوتا تھا فرقت میں جبکہ مجکو حبیب — ہے بعد غم کے یہ شادی بجا یہ باقرائن جیب
کہا یہ دل سے جو معنی کو اوسکی سمجھا ادیب — مکن بغصہ شکایت کہ در طریق طلب

براحتے نرسید آنکہ زحمتے نکشید

نہ آسمان نہ ملایک اوٹھا سکے یہ غم — نہ عرش و کرسی و لوح و قلم بجز آدم
یہ التجا ہے مری تجھسے آبروی کرم — خدایرا مددی اے دلیل راہ حرم

کہ نیست بادیہ عشق را کرانہ پدید

نکلتے تو جہل بو جہل کیسی ای ہمدم — طریق عشق میں واللہ یہ خودی ہے ستم
تو آگے آپ ہی مختار کہہ چکی یہ ہم — بگوی عشق مزن بی دلیل راہ قدم

کہ گم شد آنکہ درین رہ برہبری نرسید

کیا اس عشق نے ہر اک کو اپنی نوع کا مست — خدا پرست کوئی اور کوئی حرام پرست
کرے ہے شہ کو گدا اور یہ بلند کو پست — عجائبات رہ عشق ای رفیق بسیاست

کہ پیش آہوی این دشت شیر نر برمید

ہر ایک جنس کا دنیا میں ہوئی ہیں نیک و بد — ولے ہر ایک کو ہوتا ہی نیک ہی کا کد
جسے کہ نیک ملا بد او سے خوش آیا وہ کد — زمیوہ ہای بہشتی چہ شوق دریابد

ہر آنکہ سینۂ نخجدان شاید نہ گزید

نہ دم ہے ہی مجھے جنت نہ مے سے ہے و ہم تو
زبان ہے مجھکو صفت نفخ بخش ہی سو
غرضکہ مجھکو برابر ہے بود و نابود
چنانکہ شیمۂ ساقی دلم زہست ربود

کرا بسے دگرم نیست بر کف وشنید

تجھے نصیب ہو صنعت سدا سواری رخش
ولی یہ بات مری دلیہ اپنے کیجیو نقش
کہ اپنی عیش میں اوسکا بھی کیجیو کچھ بخش
شراب نوش کن و جام زر بجافظ بخش

کہ بادہ نوشی بکرم جرم صوفیان بخشید

شک ہے سلسلۂ عشق رہا میرے بعد
کہ خلیفہ ہوا مجھسا ہی بھلا میرے بعد
اور کوئی عشق کے قابل ہی تھا میرے بعد
آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد

نہ رہی دشت میں خالی مری جا میرے بعد

تو نے دیوانگی میں میر اُنکا اتنا خون
اوسی احسان کا میں آج تلک ہوں ممنون
یہ وصیت ہی مری تجھسے یہی کہتا ہوں
تیز رکھیو سر ہر خار کو اے دشت جنون

شاید آجائے کوئی آبلہ پا میرے بعد

زندگانی میں بھی یہ حال ہے معشوقوں کا
عاشقوں کا ہی او نہیں دھیان ہی کچھ رہتا
قیس کا عشق تو مشہور ہے صادق تھا
کیا عجب ہے کہ اوٹھے مرقد لیلی سے صدا

مر گیا مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

نہ تو یہ خوف کہ دوزخ مرا ہوگا مسکن
اور نہ جنت کی ہے فرحت مجھے اے شیخ زمن
اپنے مرنے پہ بھی ہرگز نہیں کرتا شیون
چاک کرتا ہوں اسی غم سے گریبان کفن

کون کھولیگا ترے بند قبا میرے بعد

پس اسی بات سے چلتے ہیں جگر پر آرے
وے قوالہ ہیں جو توڑ دیں فلک کے تارے
فی الحقیقت یہ مثل کہتے ہیں جو ہیں ان سارے
جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارے

یاد آوے گی تمہیں میری وفا میرے بعد

نل و دمن یا وہ رتن ہو وامق و مجنوں لکھنا — عشق تو ہمیں ہے زلیخا بھی ہوئی کچھ رسوا
قصہ کوتاہ ہے اب نام میں لوں کس کس کا — مجھ سا بدنام کوئی خلق میں رسوا ہوا

ہاں مگر قیس نے کچھ نام لیا میرے بعد

روبرو یار جتانے سے بھلا کیا حاصل — ہم سمجھتے ہیں اسے پر کہ وہ غافل
دی جواب اسکا صنعت جو یہی تھی سائل — شرط یاری یہی ہوتی ہے کہ تو غافل

بھول کر بھی نہ مجھے یاد کیا میرے بعد

اوسکو یہ کہا کیا ہے جواب بے در یار بند — اور ہو سکے آتے وان یکقلم [illegible]
پھر زبانی یہ کہا جب کر چکا طومار بند — تجھ سے غیروں کو کیا آ [illegible]

ہاں ہوا [illegible] تجھ کو کہے [illegible] بند

خاطر آشفتہ اسی سے [illegible] مل سکی تھی — مگر یہ فوارہ کو تھا یہ جوں طبیعت کھلی تھی
دل کریں کس کا گلہ [illegible] حالت [illegible] — کل یہ حالت باغباں کہ [illegible]

سرخ یارو [illegible] آنکھیں [illegible] بند

لوگ سب بل بل گئے جبر اسکا وہی دیکھ [illegible] — آئی وہ جبیں عشق سے جو گرفتار [illegible]
سج بنا کر یار اس عالم سے مت گھر سے نکل — دیکھ کر جو اترا جبر اگریبان سے نکل

تھے یک عالم یہ کرتا ہے ترا دستار بند

لیلی و عذرا دمن شیرین سبھی دیکھیں — سب کو حسن یار سے واللہ کچھ نسبت تھی
کچھ خوشامد سے نہیں یہ بات اپنے کہی — اے عزیزو اسمیں نہ شک کر یہ یقین مجھ کو ہی

یوسف مصری ہوا اس لب سے دم گفتار بند

دیکھ اوس آئینہ رو کو اسقدر حیرت ہوئی — جو مجھے سایہ زدہ کہتا ہے اس [illegible]
مثل نرگس ہو کے حیران پھر نہ [illegible] — انتظار ایسا ہے کسکا جو بوقت نزع [illegible]

کر نہین سکتا ہی اپنی چشم پر بیمار بند

شش جہت مین تو نہین ہی ایسا کوئی نگار — اب کوئی ہووے کیسے ہو مقابل تجسے یار

پہر بہلا کیونکر نہ سودائی اوسے ہجی غبار — حسن خوبی مین جو کوئی آپسی ہووے دو چار

جبین آتا ہی کہ اوسکی کیجیے مقصد چار بند

ہے ہی اوسکی ردیف اور زور سیر قافیہ — گرچہ خوبی سے بندہا ہی اسکا تو ہر قافیہ

پر مری خاطر سی ہو اوسکا بہی بہتر قافیہ — دوسری لکہہ لے غزل صنعت بدلکر قافیہ

ہاتہہ سے کاغذ کاتب تو ڈالنا ہی یار بند

دل عاشق پہ کرین ظلم نہ کیونکر تعویذ — غور کیجیے تو چڑہے ہے کسکی ہین اب سر تعویذ

کیون نہ پیدا دین ہون چرخ سے بسر تعویذ — سر گنبد اوپر مین بلا قہر وہ اوسپر تعویذ

کہکشان مانگ سے و خور کے برابر تعویذ

جتنی ترکیبین ہین سب کی نہین جہوئی کوئی — یعنی دم اور فسون اور سب علوی سفلی

الغرض دوستو تفصیل کرون کس کس کی — اوس پریزاد پہ تاثیر کسیکی بہی نکی

سورۂ جن بہی پڑہی اور لکہی الٹی تعویذ

تفنتی گریہ مین بہائے تو ہوئی یہ اظہار — کہ بہانے لگی خون ہجر مین چشم خونبار

جی جلے کیون نہ کہ اب بغض بہی ہی تجکو ہزار — گر بسان غیر سے اب اور بہی کرتا ہی وہ یار

کیا ہی ناحق ہوا جب لی جلا کر تعویذ

آج تابانکی نے بس تاب و توان سب کہیا — پہر تنظر بہی تعوذ لکہا تہا کہ عشق ہو سکے گرا

تاب لاوے کوئی اوسکی تو یہ مقدور ہی کیا — برق کی کوند مین کچہہ فرق سر مو بہی نہ تہا

اوس پری کی جو مین چاہے تہے تسخیر تعویذ

احتیاط اور یہ سوا اسکی اوسکو اکثر — یعنی عاشق کا چلے جہپنے جنتر منتر

سب اسی ڈر سے شب و روز گویا آٹھ پہر — سر مین ہاتہہ ہین گلی مین کمر اور بازو پر

۱۷

اپنے ہر عضو پر رکھتا ہے وہ دلبر تعویذ

ایسا عیار ہوا ہے مری جی کا دشمن
میں تو حیران ہوں آتا نہیں مجھکو کچھ بن

اوسکے ملنے کا بتاوے تو کوئی مجکو فن
حرز جان تھے ہوں جس شخص کے مثل جوشن

اوسپہ تاثیر کرے پھر کوئی کیونکر تعویذ

لیکن اسیر ہی تو نادانی و بیتابی سے
قصہ کوتاہ ہے اب نام میں اون کس کسکے

کوئی ساحر کوئی عامل نہیں چھوڑا میںنے
تھک کے نادم ہوئے سب علوی و سفلی والے

نہ چلا اوسپہ کوئی جنتر و منتر تعویذ

جب تو پھر چھوڑ دیا سحر و فسوں یکقلم
جذبۂ عشق سے جب آپ کیا اوسنے کرم

عشق صادق نے کیا اوسکو بھی الفت کا علم
بعد مدت یہ ہوا ہمپہ ثبوت اے ہمدم

کہ محبت سے نہیں ہے کوئی بہتر تعویذ

مجکو لازم ہے کہیں شیرینی پیر ان کی بٹھاؤں
جس نے الکہ یہ کہا اوسکی میں اب صدقے جاؤں

کیا تعجب ہے کہ شکر اسکے پھولا نہ سماؤں
ہمنشینوں نے وہ کہتے ہیں کہ آنکھوں سے لگاؤں

ہو وے گر ہاتھ کا صنعت کے میسر تعویذ

ظالم ہے کوئی اوس بٹے کٹ کی برابر
ایام نحوست جو ہوئی گھٹ کے برابر

اک عمر تلک اوسکے نہ ہم بیٹھکے برابر
جا سکتے نہ تھے جسکے کبھی پھیر گھٹ کی برابر

تب اوسنے سولایا ہمیں کروٹ کی برابر

سرمہ ہے نہ مہندی ہے نہ بتی ہے نہ مسی
بالذات خدائی یہ سجاوٹ ہے اوسے دی

پٹھا نہ نتھ لہر نہ کچھ دانک کی کرتی
اوس بلکھی پہ شاکہ مسکی ہوئی چولی

ہے بلکھی بھی اجرا الکہ بناوٹ کے برابر

کانوں سے سنا لوگوں نے تھا طور کا قصا
پر آج یہ سب ساجوں نے آنکھوں سے دیکھا

بیخود ہو ڈہتے جلوہ سے جو حضرت موسیٰ
پر دیکھو اوٹھا گھر سے وہ دریک نکل آیا

غش کھا کے گرا ہے سبھی مین جو کھٹ کی برابر

نیند آئی نہ ترا اک پل بہی مرا شام سے تا صبح
نازل تہی بلا اور ستم شام سے تا صبح
حال اپنا عجب دوستو تہا شام سے تا صبح
آنیکا خیال اوسکے رہا شام سے تا صبح
اور تہتا رہا سر بالین سے آہٹ کی برابر

یہ تو نے نئی وضع کا اک طور نکالا
اب جس سے ترا حسن ہے خوبین دوبالا
بالا یہ نہین پاس ثریا کی ہے بالا
یون موتیونکے گچھے مین چمکے ہی دوبالا
مہ جیسے کہ ہو تارون کے جہرمٹ کی برابر

استاد مجہے سحر و فسون لاکہہ سکہائین
اور رات دوالی کی بہی ہر چند جگائین
ممکن نہین بر اپنے جو مقصود بر آئین
اور سو لین اثر کیا کرین یہ سبکی دعائین
تعویذ ہی لٹکے ہے پڑا الٹ کی برابر

اور بس شوخ سے ہوتی نہین اپنی جو ملاقات
کٹتی ہے عجب طر جسے عدم مری اوقات
رو تیسے سرو کار ہے فرقت مین دن اور رات
گہر اپنے شب و روز ہے کیونکہ نہ برسات
یہ دیدۂ گریان ہین جہاڑو کی برابر

صنعت نے کہا کیا تجہے و اللہ ہے یار اب
یا آپ ہی رکہتا ہے تو خاطر مین غبار اب
یا تاڑتا ہے غیر کو چپ چپ کے تو یار اب
جا سکتا نہین بزم مین اوسکے تو قرار اب
کیا چوری سے جہانکے ہے کواڑ اٹ کی برابر

جان گر وہ مجھے لو دیجے لیکن عاشق کو دیکھکر
ہر کس و ناکس ہے ہم و تہمتین غافل دیکھکر
دم توڑے مت رشک کیا غیرون کو بسمل دیکھکر
اسقدر بیتاب مت ہو تیغ قاتل دیکھکر
جائیو مقتل مین تو بہت اپنی اجل دیکھکر

بدگمانی سے نہین مجکو رہا ہے اعتبار
ہو گیا سکتا مجہے مانند چشم انتظار
جب مقابہ تو نے منگوا کر کیا اپنا سنگار
یان دل حیران کو درد و غم ہوا آئینہ وار

آئینہ ای سادہ رو تیری مقابل دیکھکر

ہر جگہ تمنے مچلکر دل ہین جس شے کے لئے — کیا اچار اونکا پڑیگا لیتے ہو کسکے لئے
بن گیا لاسا ہین نہین دینی کا تم جسکے لئے — کہتے ہو گہر کو نہین جانیکا بن اسکے لئے

روز ہی للچاتی رہو تم مفت کا دل دیکھکر

پھلے تو راس و ذنب کو دلین اپنی سوچ لو — اور قمر کی سیر او سدم ہو برج عقرب مین جو
ہو قران مشتری و مہ بہم جس رات کو — چاہیے گہر مین رہا اوس مہ کی تابع جایو

سوچ ساعات اور کواکب کی منازل دیکھکر

پہونچیان بالا و زلف اوسنے جب اپنی دین دکہا — یان مجھے دیوانہ پن نے یہ دیا زور نہا
اسطرف اوسکا گذر جو اتفاقا ہو گیا — کی نظر مجھپر تو اوسنے تیر سی کہا کر رو دیا

ہتکڑی اور طوق یا و تہمین سلاسل دیکھکر

کوہ و صحرا و دشت و ہامون جبکہ مین سب کر چکا — سنگ کہا کر کوچہ و بازار مین رسوا ہوا
اب کوئی دن مین فضیلت کی مین پگڑی باندہتا — عشق نے وحشت کی مکتب کا خلیفہ کر دیا

قیس اور فرہاد مین سے مجھکو قابل دیکھکر

مین کہا تک قدردانی کا کرون اوسکی حسنا — عاشقو مین اوسنے اپنی مجھکو کرکی انتخاب
مار کر گویا بلایا مجھکو یہ ظلمت کا آب — کہدیا اوسنے مقید جب لقیہ پیچ و تاب

کاکل پیچان کا اپنی مجھکو مائل دیکھکر

تنگ اہل شہر لوگون سے ہوا تو قیس صحرا کو گیا — اور بیچارہ کوہکن بہی کوہ مین جاکر مر گیا
کہلکے گل ہاتہو نہ دست آوینگی دلونسے چلا — تمنے بہی جاگیر وحشت ہرزہ گردی لے لیا

عشق کے اقلیم مین وحشت کو عامل دیکھکر

یہہ لکہا صفوت نے سنکر اس غزل کو دوستو — کہو لکر دل خوب سا اوسنے رلایا ہمکو تو
بیہ یہ اتنی عرض ہے ہنگی جو گران خاطر نہو — اک غزل کی اور فرمائش ہمی ہر وقت آپکو

فن علم شعر مین استاد کامل دیکھکر

نیم بسمل سا تڑپتا اپنا مین دل دیکھکر | ہوگئے نادم بس کیا مین جا کین دل دیکھکر
اور عزیزونکو شہید اسکے مقابل دیکھکر | اپنے دل کو آہ مین مقتل مین بسمل دیکھکر

رہگیا کن حسرتون سے سوئے قاتل دیکھکر

قیس لیلی پر مری تہا یہ وہ جیتا تہا کبھی | منزل ہستی کی اوسنے خواہش لیلی مین طے
قبر مین بہی ہے ہماری دید اوسکو پے بہ پے | کب بہولا ہی یہہ روح قیس کرتی وجد ہے

رونق از قبر انجد مین لیلی کا محمل دیکھکر

قیس ونل لیلی ومن کی عاشق صادق ہین جو | اور شیرین ہیر کے فرہاد ورانجہا عشق مین جو
یہ تو انسان ہین بہلا اب ذکر ان کا مت کرو | گل کو بلبل شمع کو پروانہ قمری سرو کو

بہول جاتے ہین تری شکل و شمایل دیکھکر

اپنی گردن نہ قمری کی طرح سے خط ہوا | مثل ماہی سر مرا رہتا ہے اب تیغ سے جدا
مین مرا پہرتا ہون مدت سے ولیکن اب تلک | شکل جوزا یان حمایل زخم گردن مین پڑا

تیغ کو قاتل کی گردن مین حمایل دیکھکر

منہ مرا ہوتا ہے میٹھا جبکہ یاد آجائے ہے | ہائے منہ پاتا نہین پر دل مرا للچائے ہے
پہر سوال بوسہ پر اب دل مرا شرمائے ہے | آہ کیا کیجئے کہ یان دل بر مین تڑپا جائے ہے

ابہری رخسار تری بوسے کے قابل دیکھکر

سب سے پوشیدہ تہی اپنی اور یوسف کی چاہ | ہوگئے یہ اشک بہی اور لخت دل دونون گواہ
آبرو کیونکر رہیگی ہمدمو مین یا اله | کہل گیا احوال انکا صاف چشمون مین آہ

قطرہائی اشک مین اب خون شامل دیکھکر

ماہ کے اندر کلف سا ہی جو یہ اے تندخو | چہائیان کہتا ہے کوئی اور کوئی بگڑا لہو
پر غلط ہے سب اسی کو جانیو تحقیق تو | داغ کہایا ہے قمر نے رشک سے ایماہ رو

جلوہ گر رخسارۂ پیر نور پر تل دیکھکر

گل کوئی عاشق کہے تھا یون بچشم خونفشان
اب کوئی صنعت بتاؤ ریجھے رو دو ابر سان
آبرو بہجا لاؤ چشمون مین جیسے ادمیان
رقت آنکھون پہ پڑی پردۂ ہزارون اینہ یان
اینہ اونکی درمیان پیر دیکھو بابل دیکھکر

ابرو کا ہی خم خانۂ یزدان کے برابر
اور کسکی اسے کیجیے ای بانکی برابر
والیل بھی ہے اس رخ تابانکی برابر
ہے مصحف رو آپکا قرآن کی برابر
ہم سمجھین اسے کیونکر چہرہ ایمانکی برابر

یہ طرفہ ہی مژگانکا ہر اک تیر ہی ٹیڑھا
اور تو وہ دلین لب معشوق ہی مڑتا
اور شیہ کمان ابرو پہ چلا ہی زور دوا
تھا تیر مین رستم کے بہت دور گیا لا
پیر لوٹ تھا اُنکی مژگانکے برابر

الیسر ورد ان باغ مین جاؤ سے تیرہ گل
آزردہ ہوئی گل سے بھی کہتی تھی بلبل
پژمردہ ہوئے سبکی حقیقت گئی بس کھل
اکڑے ہی کہڑا باغین اک طرح پہ سنبل
کب بل ہے تیری زلف پریشان کی برابر

اسطرحکا انسان تو دیکھا ہی بہت کم
ہین جن و بشر جو کہ یہان خلقت عالم
ابرو کو ہلا کے دی جو بہونچال کا عالم
دانست مین ہر اک کی تیرہ ابرو ہی ہر خم
واللہ کہ ہے خنجر تر انکی برابر

لڑتے تھے ہم جوہری اور شاعر غرا
پہر آخر کار اب بدلا یہی ٹھہرا
یہہ دانتونکا مدح تھا وہ ملک گہر کا
ہے گو کہ حقیقت مین مصفا دیکھتا
تابندہ نہین پر ترے دندان کی برابر

عشاق مین ای شوخ تیری جو کہ کھڑی ہین
کر قتل نہین یہ بھی تو مشتاق کھڑی ہین
سر دینے کو وہ در پہ تیری آن اڑی ہین
ہر سمت کو کشتونکے تیری ڈھیر پڑی ہین

کوچہ بہی ترا گنج شہیدان کی برابر

صنعت نے کہا جلکے یہ اوس شوخ سے جاکے
اب سلطنت حضرت مہدی علی کی دن آئے
اوس نام کا لازم ہے سمجھین پاس تو کیجے
افسوس ذرا قدر نہ سمجھی کبہی تمنے
اب بہی رکھو مہدی کو اون جانکی برابر

ہمنے دیکھی بہی نہین صورت گلزار ہنوز
کچہہ رہائی کی بہی ہے شکل نہ زنہار ہنوز
اور صیاد یہ یہ بہی نہین اظہار ہنوز
بال و پر ہو نے نیا لڑتے نمودار ہنوز
جب سے ہم کنج قفس مین ہین گرفتار ہنوز

ظلم کا تجہکو بہلا کہیے نہ کیونکر استاد
ایکدمت سے رکہا قید مین تونے جلاد
بال و پر توڑ کے اب کرنے لگا تو آزاد
ہونگے پامال نکہ ہمکو رہا ای صیاد
مشق پرواز نہین تا سر دیوار ہنوز

ہم قدیمی ہین ترے تو رکہے غیرونکو یار
ہے مثل یعنے قدیمونکا بڑا فرو وقار
آج کل سے تو نہین چال یہ اپنی ای یار
تب سے پامال ہے دلکا درق صبر و قرار
سبق ناز نہ لیتے تہے یہ رفتار ہنوز

یار کے وقت مین اب مفت قضا ہے بدنام
کہ قضا کا تو وہ خود آپ ہی کرتا ہے کام
تمکو ہے زیست کی امیدیان ہو گئین تمام
زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام
یارو تم دہونڈتے ہو مرہم زنگار ہنوز

سینہ شق دل پہ قلق لب پہ فغان اور نالا
خشک اب تشنہ دہن چشم سے جاری دریا
دیکہکر حال سبہی اوس سے صنعت نے کہا
تیری دوری سے عجب حال ہوا سودا کا
مین نے تو دیکہا نہین ایسا کوئی بیمار ہنوز

وصل کی تیرے رکہے ہے یہ گرفتار ہوس
تجہسے بات تو نکلی بہی ہے اسکو تو سر بار ہوس
اور نہ یہ بہی ہوئی دیدار کی زنہار ہوس
کچہہ بہی نکلی نہ دل زار کی ای یار ہوس

جیکی جی ہی مین چلا لیکے یہ بیمار ہوس

گل کو چاہا ہی یہی ہمسے ہوئی ہی تقصیر آگیا غنچہ مین یہ سنتے ہی اونکی تقریر
کس کے صیاد نے پر باندہی تو ہو گئے دلگیر کہتے تھے کشمکش دام سے مرغان اسیر

کھینچ لاتی ہے ہمین جانب گلزار ہوس

اتفاقاً جو مدد طالع بیدار نے کی آگیا اپنے مکان پر جو تھی وہ سرو سہی
خوبی اب کس سے بیان کیجیے یہ قسمت کی جوشش حیرت سے رہے دیکھنے کی چلمن ہی

چشم بیدار کو جون رخنۂ دیوار ہوس

قتل گہ مین جو وہ لیجائیگا مجکو بدخو سرخرو ہوویگا جب میرا بہا کرکے لہو
بس ارادہ ہی یہی دیکھتا ہی ہمدم تو کاش یون سمجھے وہ دم قتل تو کہی بیرو

ایک بوسہ کی رکہے ہے یہ گنہگار ہوس

ناتوانی سے ہین جون نقش قدم ہون بیٹھا کوئی دم کا ہو نہین مہمان تیرے کوچہ کا
کافر اب بہر خدا سن تو میرا یہ کہا جان بلب ہون مجھے کوچہ سے تو اپنے نہ اٹھا

دربان ہی کوئی دم رہنے کی ای یار ہوس

جسطرح ہوتی ہے گلزار مین بلبل نالان اور جون شمع کا پروانہ ہو دم کا مہمان
بس اسی شکل سے ایجان تو اب مجکو جان آہ جیسے کہ دم نزع کوئی دم کوئی آن

دم ٹہرنے کی رکہے ہے کوئی بیمار ہوس

سنکے اسکو تو ہوئی دل کو نہایت فرحت آفرین تجکو ہے استاد کو تیری رحمت
بے تکلف سے ہے جو یہ کہتا ہی تحسین صنعت کہ غزل اور یہ تغییر قوافی جرأت

یہ ردیف اوسکی بہی رکہیو تو تکرار ہوس

ہے چشم ہی مثل انار شرر آتش اوس نخل کا پہل آتش و سرد و ثمر آتش
یکتا ہون گو گہر دل مین سبب آتش شعلہ ہے نفس دل ہے شرر او جگر آتش

آتش کدہ سینہ میں ہے کسقدر آتش

وانتوں میں مسی اور حنا کر کے لکھوٹا — مل دل کے بدن دہوے ہوئی مہندی پان گیند ہوا
پوشاک بدل عطر لگا چشم کو چمکا — اے شعلہ رخ خون ہیں کھوئیں ٹھن کی بھبھوکا

جاتے ہو لگا نیک بدر لیکے گہر آتش

جب اشکوں سے ہیں گھر کو فراغت ہوں ڈبو کے — کافر ہو جو اوس وقت تجھے جلنے سے روکے
اب تجھ پر خدا مان کہا کہتا ہوں رو کے — اے آہ تجھل نالہ سے تہم جائو دی جھو کے

آندھی میں نہ لگجائے لیں اپنے گہر آتش

گو جھاڑ بلوری بھی جلیں جاہ و حشم سے — وہ بتیوں سے جلتے ہیں ہم سوز و الم سے
صورت میں ہیں وہ خوب لیکن کوئی ہے — داغوں نے نیا سرو چراغاں تپ غم سے

ہے عشق لیں آتش دہر آتش و دہر آتش

الله رے صفائی رخ دلبر دل جو — تھا ایک طرف آئینہ اور یار تھا یک سو
کچھ تاب میں دو لوٹنکے نہ تھا فرق سر مو — تھا رخ سے بہم آئینہ اور آئینہ سے رو

گہر یک کہا پانی میں تھا پانی کی گہر آتش

اوس گل کے جو دیدار سے میں رہتا ہوں محروم — رہتا ہے ورلے وہ بھی مرے درد سے مغموم
آتش جو ہے دل میں سو وہ اسمیں نہیں معلوم — مضمون کا مری شورشکا وہ کرے جا لگا موم

نامہ کو لگا دیکھو تو اے نامہ بر آتش

فرہاد نے شیریں سے کہا ہو جو نہ تو گرم — آتی ہے مرے خون سے جو تجھکو یہ بو گرم
ہے چشم تپ غم سے کبھی سرد کبھی گرم — پتھرا گئی ہو لی چشم سے ٹپکی ہے لہو گرم

چقماق سے یہ جھڑتی ہے بہت فتنہ گر آتش

ہے مثل چنار آہ مری چشم میں اعجاز — ہوں شرح دروں سبز یہ روز شنیدہ پرداز
دکھلاؤں تجھے اسکا تماشا میں گل ناز — ہے آہ مری شکل انار شرر انداز

نخل آتش و شاخ آتش و برگ و ثمر آتش

صنعت نے کہا جائی یہ جل عشق کا شعلہ
کرتا ہے کلیجہ کو خلل عشق کا شعلہ
ہرگز نہ گیا ٹالی سے ٹل عشق کا شعلہ
نکہت بن گیا سر سے نکل عشق کا شعلہ

گیا طور پہ موسی کی ہوئی جلوہ گر آتش

خطاک دیکھنے پر بندہ پرور
تہا کہا ہر ایک کی خاطر میں گر کر
کیا قربان جان و عزت و زر
یہی ہے منصفی ای داور قسیہ

گئے خورشید کو تم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تہا کرم بخش

نہیں عشرت کی رہ سمجہیں ہوں بیہوش
یہہ ہے اسواسطے تا ہو کے بیہوش
کبہی تو آپکا ہو غم فراموش
ابھی کسواسطے اب ہو کی روپوش

گئے خورشید کو تم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تہا کرم بخش

محبت آپ کی اور مہربانی
ہوئی معلوم مجکو سب زبانی
وہی کی آپ نے جو دلمیں ٹہانی
نشانی کی جگہہ ای میری جانی

گئے خورشید کو تم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تہا کرم بخش

نہیں سب زر کی خاطر آگئی ٹال
نہ چہوڑی اپنی صاحب آپ نے چال
کیا لالچ کے خاطر مجکو پامال
ہوا ایسا کہ نہ کیا جو کہ فی الحال

گئے خورشید کو تم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تہا کرم بخش

ابھی جس روز سے تم ہو سدہارے
یہاں ہم گور کے پہونچے کنارے

شب فرقت مین اب گنتی ہین ہماری	کبھی یہہ شعر ہم پرہتے ہین پیارے

گئے خورشید کو ہم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تہا کرم بخش

جو میرا دوست میرے پاس آیا	تمہارے درد و غم مین اوسنے پایا
مری حالت پہ اوس نے رحم کہایا	مری جانب سے بس تمکو بلایا

گئے خورشید کو ہم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تہا کرم بخش

اسی سے آپ ہین اے ماہ روشن	اسی کر آپکا چمکا یہ جوبن
تمہین لازم نہ تہا ایسا کہ گلشن	تشفی کے عوض جو وقت [illegible]

گئے خورشید کو ہم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تہا کرم بخش

طریق عشق مین دینگے کو ہوتا اگر تن تک	نزاکت سے نہین لاتا ہے تو تلوار گردن تک
ارادہ ہے یہی تن پر جو ہی اپنا رگ گردن	نہ سر گردان ہے گو اسمین کبھی پیار گردن تک

کہون کیا پر نہین کہ کی تہر [illegible]

عجب اک مشغلہ ہاتہ آگیا ہی اوس ستمگر کو	پہر اتنا پا کر [illegible] تیغ کا دلبر کو
چہوری کہٹلی سے لڑکا جوڑا ہی مرغ دلبر کو	کہے ہی [illegible] کہیلو لیتی اب خنجر کو

وہ لیجاتا ہی اور لاتا ہی سو سو بار گردن تک

ہوا مشہور عالم مین کہ اسکو کیا سکتا	تماشے کے لئے سنکر جو وہ آئینہ رو آیا
کہا تب چند مونہ میرے کبہی اوس نے [illegible]	مریض عشق [illegible] کیا بتا وہی اپنا دم کہنا

کہ لا سکتا نہین ہے ہاتہ پیار گردن تک

نکہے تہو نوحلی کشتی مین جب طوفان آیا	یہان ہی یہہ ستم جاری ہوا کشتی سے ہی [illegible]

بچونگا کسطرح مین پیر نا تو بہی نہین آتا
کیا چاہی ہے کیا طوفان بپا لین غرو [illegible]

کہ پہونچی موج خون ای دیدۂ خونبار گردن تک

نہ وہی اللہ نے کیا کیجیے پستی ہی ہمکو
ڈرا اتنا کیا ہی اپنی باتہین لیکہ قفس ہمکو
ابہی امید ہین کہتے مین اب لاکہون برس ہمکو
نہ تنہا دام تیرا ہے پہنسنے کی تیرے ہوس ہمکو

کہ لانے کو پہنچا ای صیاد ہم تیرا گردن تک

[illegible] کہ جس سے [illegible] طرح
تجہے کہتا ہی [illegible] بلبل کو بہاری
سیہ اول [illegible] اور جہوٹا سا [illegible] بیمار
وہ اشک اپنی آنکہون سے نکل [illegible]

نظر جاتی ہی جب اوسکی صاحب [illegible] گردن تک

کوئی پہر خدا اوس شوخ کو [illegible]
تو کہنے کو کہے شاید اوسکو حیا نہین اگر
[illegible] تیری ہی اور وہ مجلس یاد
سر افرازی ابہی ایل [illegible] ہمکو ہو جاوے

جو اوس قاتل کی پہونچی تیغ جوہر دار گردن تک

وہ پہنے [illegible] اور کوچہ اسلام [illegible] پہر
یہی ہو جاتی پہر اوس شخص کا انجام کار آخر
نہین ہے جہوٹ اس مین [illegible] خدا حاضر
تیرے یارون کی [illegible] دیکہی جو [illegible]

تو پہونچے کیون نہ اوسکی رشتۂ زنار گردن تک

جہان جاوے سے [illegible] چلتے ہون یار و جور و غلمان [illegible]
نہین ممکن کہ بیٹہون پاس جا کر اوسکی [illegible]
جو اوس [illegible] ہوش و ان قائم [illegible]
ملانا [illegible] لیتے [illegible] بہت دشوار جانا [illegible]

کہ دست آرزو پہونچا نہین اکبار گردن تک

کئے رہتا [illegible] کہ مین کل [illegible] منہ سے صفت
لگا تو بید [illegible] جتنی ہو تیری [illegible]
الٰہی سفاک [illegible]
نہ موڑون تجہسے تو بہی منہ کہو مین نام کو حسرت

جو پہونچی سر سے ای قاتل تیری تلوار گردن تک

گلبدن توڑ کے ہر صبح جو گلزار کے پہول
پہینکتا روز تہا سر سے تیری وار کے پہول

مر گیا دیکھکے کانٹو مین وہ سرکار کے پھول
قبر پر اوسکے چڑھائے بھی تو ہار کے پھول

آج اے رشک چمن ہین تری بہار کے پھول

شغل گلبازی جو ہم کرتے تھے باہم یکشب
اوسی جلسے مین ہوا ہم سے یہ کیا وای غضب
ایسی اک اوسکے لگی پنکھڑی گلکی بیڈھب
آگیا غش مین وہ گل بالی نزاکت کے سبب

سخت محجوب ہوئے ہمتو اوسے مار کے پھول

تیری ان آنکھونکی بیمارون سی کوئی مضطر
آہ کہتا تھا دم نزع یہ با دیدۂ تر
کیجیو شمع نہ روشن نہ چڑھانا چادر
مین کسی چشم کا کشتہ ہون مری تربت پر

ایکدو کافی ہین لیکن گل بیمار کے پھول

قتل جب مجکو کیا شوخ نے بیجرم و گناہ
جو کوئی حال سے تھا میرے اور اوسکے آگاہ
لاش پر لا مری کہتا تھا یہ وہ سبحان اللہ
زخم کیا گل سے کھلا ہین ترے زخمیکے واہ

پہل تو دیکھے ہین یہ دیکھو کوئی تلوار کے پھول

چمن دہر مین جتنے کہ یہ گل ہین افگار
مثل شبنم نہین اک آن بھی انکو قرار
ہاتف غیب سے آواز یہ آئی یکبار
چار دن اور بھی گلشن مین ہے گلونکی بہار

دیکھہ بلبل نہ بہت چھیڑے تو مار کے پھول

سیر گلشن کی خوشی آئی جو ابکے ہمکو اگر
اور غش کرتا ہے ہر طور کے گلدستون پر
اسلیے ہمنے بھی تدبیر کی یہ مگر
کیا ہی گلدستہ کرین ہاتھونکو گل کھا کھا کر

ہاتھہ چڑھ جائین کہین گر سر بازار کے پھول

کیون عبث دو سے کرتا ہے تو یہ شور و غل
مین تو انسان ہون اے یار نہین کچھ بلبل
ہے جو یہ تختۂ داماں مین سرخی بالکل
باغبان مین تو ترے باغ کی توڑے نہین گل

ہین یہ دامن مین مری دیدۂ خونبار کے پھول

دیکھکر اوسکی سجاوٹ تو عجب ہے حالت
دلمین نے صبر نہ کچھ ہوش نہ تن مین طاقت

بیش جاتی نہیں اپنی تو یہاں کچھ صنعت — ہم تو بس مر ہی گئے ہائے تیر پکر محنت

دیکھ کر گانو نہیں اوس شوخ طرحدار کی پہول

تخمیس — دیگر

عشاق کے خدائی جو اول بنائی ہول — تو دلبروں کے عشق کی غم میں پہنسائی دل
اب کس طرح سے ہو وے جدا غم سے ہائے دل — روز ازل کہ گشت غمت آشنائی دل

دل مبتلائے غم شد و غم مبتلائی دل

غلمان فرشتہ حور و بشر جن اور پری — محشر میں ہونگے جمع جو ہو وے گی داد گری
تو نے جو خون بہایا ہی کر کے ستمگری — ترسم کہ تاب پرسش فردا نیاوری

امروز نکید و بوسہ بدہ خون بہائی دل

اس مرتبہ میں مجھ سے خفا ہی وہ شوخ حور — یعنی کہ میرے نام سے بہاگی ہی دور دور
ہمدم یہاں بولا ئے اوسکو تو بے شعور — در پہلوم بجا بنشیند کہ از غرور

پیکان او و مے نشیند بجائی دل

سہ پارہ تیری حسن نے کہ جو جفا سہی — تو قیر خوب یہ دل عاشق کی تہی کی
اے یار دل لگانے کی بہی تہی سزا یہی — دل پارہ پارہ کرد بہ مژگان میدہی

گر قدر دل بہ پیش تو اینست وائی دل

دامن کی دہجیاں ہیں گریبان تہے تار تار — خانہ بدوش اور پریشان روزگار
صنعت نے یہ کہا کہ تو اب مجھے بار بار — واقف میرس حاصل سودائی زلف یار

یعنی خریدہ ایم بلائی برائی دل

تخمیس — دیگر

دریا میں ہم ہی کنار ہیں ہم — اور وار ہم ہی ہیں پار ہیں ہم
کشتی میں ہم ہی سوار ہیں ہم — حیران آئینہ دار ہیں ہم

یارب کس سے دو چار ہیں ہم

ہنوز را نجہا ہو یا رتن ہو — وامق ہو یا نل ہو یا دمن ہو

بلبل پروانہ مرد و زن ہو | مجنون ہو خواہ کوہ کن ہو

عاشق کے دوستدار ہین ہم

جو خاک ہین سو ہین سرمۂ چشم | ہم مکر سے تو ہین سرمۂ چشم

وہ اور ہین جو ہین سرمۂ چشم | اور ون سکے گو ہین سرمۂ چشم

اپنے دل کے [illegible] ہین ہم

فرماوے جو کچھ [illegible] | انکار نہین ہے جان تک بہ

بس ایک ہی حکم ہین [illegible] | اپنے [illegible] سے تیغ مت کر

اسمین بے اختیار ہین ہم

اعجاز و غرور حسن تاکے | دے بادۂ عشق اب پیالے

بہ ساحل [illegible] آگیا ہے | ساقی کہ ہر سے کشتی ہے

اپنی تو ہمین پار ہین ہم

بے چین ہے خلق یار تجھ بن | مشتاق سبھی ہین رات اور دن

اون بوالہوسون کو یار مت گن | یون تو عاشق بہت ہین لیکن

اس طور کے کتنے یار ہین ہم

مجنون سے جنون ہوا ہے ملحق | فرہاد ہوا ہے عشق مین حق

صنعت ہے یہ قول درد بر حق | مجنون فرہاد و درد و وامق

ایسے یہ دو ہی چار ہین ہم

کب تک یہ غم اوسکا کھائینگے ہم | اب اوس سے جی لگائینگے ہم

آج اوسکو یہ کہہ سنائینگے ہم | ابکی جو یہا سے جائینگے ہم

پھر منہ نہ تمھین دکھائینگے ہم

ظاہر تو ہین غم مین تیرے سالم | باطن کا وے خدا ہے عالم

اب اور کوئی ہمین لگا لیں
ہان کیون نہ ملینگے تجھسے ظالم
جو گالیان نت کی کہائینگے ہم

غیرت نے ہے ابتو دل کو گھیرا
ملنا ہی بس ہمنے تجھسے چھوڑا
اور آخر کار ہے یہ سمجھا
اب ہی جو جی سے رہ سکیگا
تک دور سے دیکھہ جائینگے ہم

اب غیروں کے تو پھر رہے گھر
تھا بار نہ جنکو تیرے در پہ
اس شک سے جیتے ہم گئے مر
جینے ہی سے ہاتھ اوٹھائینگے یہ
ہاتھیں نہ تیری اوٹھائینگے ہم

صنعت کو جو تو نے ہی دکھایا
اب دیکھنا لے گا اوسکا بدلا
سو چہون پہ وہ ہاتھ پھیر بولا
جو چاہئے جاہ کا سر رشتا
قایم ہین تو کہہ دکھائینگے ہم

کھڑا تھا اتفاقاً گل وہ گلفام
نظر آیا مجھے جب دم وہ خودکام
نہایت شوق سے پھر کام تھا کام
ز لعلش کام جستم واو دشنام
بحمد اللہ کہ باری یافتم کام

تو اک تو گول ہے اور دوسرے پھر
نہین کچھ اوسکے آگی تیری توقیر
خفا ہو اوسنے ہین نے کی یہ تقریر
برو ای ماہ گردون گوشہ گیر
کہ آمد ماہ من بر گوشہ بام

کہون کیا غنچہ لب مین تجھسے احوال
ترے جو لب کا مجھے لپکا تھا یہ حال
لگا لی اور دل نے یہ نئی چال
چو بر یاد لبت نوشم مے لال
لبالب کردہ از خون جگر جام

تو چھوڑے زلف منہ پر تک خورشید
کہ دل ہے عاشقون کا اسمین ہو قید

نہین کرتا ہون مین ذکر بکر زید | ہمائے صدرہ باشد کمترین صید
گہے از مشک گیرد مہ نہی دام

رہکیے ہے یار تو حسن گلو سوز | وہ چشم آفت ہین اور مژگان جگر دوز
نکلتا ہے اسی صورت تو ہر روز | برخ ماہی و لے باہ دل افروز
بقد سرو و لے سرو گل اندام

نہو گا تجھسے یہ جھگڑا کبھی طے | نہو تا جمع تو ہرگز اسکے در پے
کہون کیا بات یہ اسرار کی ہے | بگو عشقت ز کے بو دست تا کے
ندارد عشق با آغاز و انجام

گیا تہا صید کو جو وہ پکڑنے | سر اک سگ کو پکارا نام لیکے
کہا جامی نے صنعت ہائے ادس سے | سگت را کاش جامی نام بودے
کہ رفتے بر زبانت گہ گہ این نام

خمسہ | دیگر

دلبہ یہ وحشت تو از راہ جنون جائی نہین | عشق کا بیمار ہون کچھہ مین تو سودائی نہین
اور صورت سے طبیعت اپنی گھبرائی نہین | شکل وہ ون ہے جو تجھنے ہمکو دکھلائی نہین
کل سے بیکل ہون مجھے کل آج تک آئی نہین

چال مین ہین ہر قدم پر وہ تری اٹکھیلیان | جس سے مر کے جی اوٹھین اور دلوں زندہ ہی جان
اور مری جان منتظر ہین چال کے تجھکو دیکھ وان | جی اوٹھین رفتار سے خواب عدم کے خفتگان
کچھہ مسیحا سے تری کم جلوہ آرائی نہین

کہا کو غم فرقت کا تیر سے اور سیکہ دلکا خون | یہان تلک غم بہ ہوا مجنون سے کیا تشبیہ دون
بس نہین سکتا جگہ سے کیا کرون نا چار ہون | ہین جو کو تجھ مین پڑا ہون مجھہ سے کہا دیکھون
ضعف نے کی بس لیا بیماری سے مجلائی نہین

لیکے دالا تی رکہائی کچھہ تو تجھسے ہی ڈرو | پاس بدنامی ہے یا ڈر غیر کا ہے آپکو

دیوانے سے کہین یار زمن ای تندخو / بات گر کرتے نہین تو سامنے بیٹھو رہو

مشکل کہلانیکی تو تجہے قسم کہائی نہین

آپ بیتاب ہین بہتا سے یہ ڈالی شک جو / لو لئے سے سر کو [illegible] لبونپر سرو
ہے بہت مشتاق تمکو اسکی خاطر ہے ضرور / اس دل وحشی سے کیونکہ تجہ تک رہو

اپنا دیوانہ اسے سمجھو یہ سودائی نہین

ہجر سے بیتاب ہو ناشاد ہی ای گلعذار / مصلحت یہ ہو کہ لیجے چہپ چہپا کر ہمکنار
مان تو اسبات کو کہتا ہے جو تجہسے بار بار / گر نہ دیکہونگا تجہے تو اور ہونگا بیقرار

اسمین رسوائی ہے کچہہ لینے مین سودائی نہین

عشق نے کہا مین یہی فی الفور سوچ / اندنون لاحق ہوا ہی مجکو اک بیطور سوچ
کیجیو اسبات کا تم بہی تو دلمین غور سوچ / اوسکی خاطر سے مرے دلمین نہین کچہ اور سوچ

ہے یہی حیرت کہ کیون اب تک چلا آئی نہین

پوچہتا ہون تجہسے مین بہر خدا ای گلرو / مار گالی جہڑکیان وہ ہے کبہی وہ تندخو
اور سنتا ہی کبہی بل غیر سے وہ جنگجو / مین اسیر دام الفت جیسے ہو ایک دو ستو

کونسی دن مجہہ پہ اک آفت نئی آئی نہین

بار ہا یہ ہو گیا ہی ظالمون کا مبتلا / اور اسکے ساتھ کی ہے گلعذار و دغا
کہا کی یہ داغ سویدا کچہہ نہین گرتا گا / پر کہون اس قطرۂ خون دل کا کیا کہین

عشق سے اب تک طبیعت اسکی گہبرائی نہین

کر چکا مین اوسے صنعت اپنی صنعت سو ہزار / یعنی آجاوے نظر ذرہ بہی وہ ہو [illegible]
آخر شق رو رو کے کہتا ہون کہ سن اے پردہ دار / دید کا طالب ہون تو جرات کہی [illegible]

خاک دیکہیگا تری آنکہونمین بینائی نہین

تقریبان ایک کو لی گو بیان اور سمیا زبان / شگفتی کو نگو بیان لونڈے کا ہمت زار

گو کہ تجھپر ختم ہین جتنی کہ ہین ہشیاریان | دیکھ اے عیار لیک اپنی بھی یہ عیاریان
تیری خاطر کر لیے ہین کس کسی خاطر داریان

اک زمانہ سے تھی اپنی دوستی کی رسم و راہ | جب لگا بے مہریان کرنے وہ تجھسے [illegible]
دشمن جانی ہوئے یکبار کی سب بے گناہ | اک فقط اوس یار کے بیکار ہو جانے سے آہ
کھل گئین سب آشنا یارونکی بے مہر یاریان

تو تو کوئی نہین ہے اپنی رہنے کا مکان | اور مٹاتا تو کہ کوئی نہین نام و نشان
کچھ تو اسکا بھید مجھکو تو بھی بتلا او میان | عقل یان حیران ہے میری کہ تو مجھسے نہان
جان عالم ہے اور اک عالمکی جاہین یاریان

اسقدر اب آگیا ہے اپنا وحشت مزاج | لون ہین جاناکی ہے اپنی آہ بھی مثل سراج
تمکو بتلاتا ہون ہمدم ہے یہی اسکا علاج | اپنی اپنے تذکرہ مین کہدو ہمسایونسے آج
آہ آتش بار سے اوٹھنے لگین چنگاریان

ہجر مین دلپر قلق اور سینہ بریان ہون | اب یہ نالہ شوق جگر یا دیدہ گریان ہون
ہمنشین بتلائین کسکے درپئے درمان ہون | دل کو روؤن یا جگر کا غم کرون حیران ہون
جان واحد کو مری لگتی ہین ماتمداریان

کیفیت ہمکو یہی ہے موسم برسات ہو | بھول جاتے ہین ہم اوسکی بزم مین [illegible]
وہ نہین آگہ اس عیاریکی اپنی بات سے | جام بھر بھر کر اوسکے ہاتھ سے پیتے ہین ہم
عین مستی مین ہماری دیکھئے ہشیاریان

اے مسیحائی زمان اسکا علاج اب تو ہی کر | سینہ شق ہے آہ لب پر رنگ رخسار زرد اور [illegible]
دم بدم نالہ زبان پر اور قلق ہے جان پر | درد دل ضعف جگر سوز درون داغ جگر
ہین مریض غم کو تیرے کتنی ہی بیماریان

بولی صنعت دار فانی مین بجز طاعت نہین | ایک دم بھر بھی کہین تو از رہ غفلت نہین

ان بتوں کے ساتھ تجھکو چاہیے نقش تہ بیٹھنا — اس سرای دیر مین غافل تو اٹھ کر جیٹھنا

ہو رہین ہین چار سو جلتے ہی کی تیاریان

سحر یہ تو نے کیا ہی یار پیرہن آجکل — کاٹ دی ابرو نے جو باہی گی گردن آجکل
اور کھلا دی عکس سے مستی کی سوسن آجکل — ہو جو تیرا رو ہی رنگین سیر تو اے گلشن آجکل

جھاڑ کا ہی بلبلو نکا ہو نشیمن آجکل

طایر سدرا کی بہین تیری زلفون بہشتی — اور غزالان ختن رکہتی ہو گیسو سب چلین
ہین جو مشتاق زبان پابند وہ بھی ہو گئی — کھولدی زلفین لب دریا کر اے برہمن

ڈوب جاوین صورت زنجیر اہرمن آجکل

وہ شرف حق نے دیا ہی یار تیری ذات کو — بحر و تر جیق و بشر حاضر ہین ہر اک بات کو
فخر اپنا جانتے ہین سب تیری خدمات کو — تو لب دریا اگر جاوی کبھی اندھیری رات کو

تجھ سے ساری جہان کی ہون روشن آجکل

جان سے بیزار ہون اوس تند خو کی عشق مین — بن گیا گو نگا مین جسکی گفتگو کی عشق مین
ہی وبال اب جان زلف مشکبو کی عشق مین — رات و دن روتا ہون اک خورشید رو کی عشق مین

کیون نہ مثل نیلوفر ہون تا بگردن آجکل

اک تو پتھرا ای ہوئی چشم آبدار نامین سے — لخت دل سے دوسری جا سر جی صنعت گر کا نمین سے
کیون نہوا ہمین اثر بدتا سی سیلاب ہی — لعل خندان کا تصور دیدہ گریان مین سے

دیکھنا لعل بدخشان کا ہی معدن آجکل

کس نے دیکھا آج تک ہی آنکھ سے عمان اشک — چشم سے چشمہ مین پوشیدہ ہی طغیان اشک
یا رہیگا جب تلک مطلق نہ تھا سامان اشک — ورد دو ہر رخصت ہوا اوٹھا ادھر طوفان اشک

تیرتا جاتا تہا اوس قاتل کا توسن آجکل

عین طغیان ہی مرا ہر دم عین ناسخ جوش اشک — لگیا ہی جا کی قلزم مین جو ناسخ جوش اشک

بولی صفوت یہ سہرا ہی جو ہین ناسخ جوش شک — گہر یا تر سایہ جونکی غم مین ناسخ جوش شک

کیا عجب ہے غرق ہو جاوی جو لندن مین

مین نہانیکو گیا دریا پہ جب وقت سحر — باوجود فلس ماہی مثل جوشن دیکھکر

کیا سبب ہی غور سے حیران ہوا اتنین بشر — کیون سراپا مچھلیان بیخار آتی ہین نظر

کیا تری بلبلین ہوئی مین سیایہ پیکن اگن

یاد ہمکو سیکڑون وعظ و نصیحت پند ہین — ظاہرا گرد یکہیے آزاد بہی ہر چند ہین

پہ بہرے ہی حرص و لین گو کہ دانشمند ہین — شہد مین جیسے مگس ہم یون ہوس مین بند ہین

واے غفلت اس پہ زندان مین کیا خورسند ہین

رہی ہر اک مرزوق او سکا کیا گدا کیا شاہ ہی — نفس و شیطان نے سبکو کیا گمراہ ہے

باوجود اسباب کی چھوٹا بڑا آگاہ ہے — رزق کا رازق خدا ناطق کلام اللہ ہے

تسپہ ہر آنائی ہی اپنی روز حاجت مند ہین

اور طرفہ ہے کہ دل اسپر نہین ہوتا ہی ریش — جب گیا زیر زمین ہر ایک بیگانہ و خویش

سو جہتا تسپر نہین اپنا نہین بیراہ و پیش — منتظر نہین دیکھتی ہین اپنی انکھون سی عیش

یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ فرزند ہین

کیا ہی غفلت ہی کہ اسپر بہی نہین ہم ہوشیار — یہ نہین ہم جانتی ہوگا ہمارا بہی مزار

یعنی ہے زیر زمین سبکے لئی جائے قرار — تب رعنائی سی ٹہوکر مار کر چلتی ہین یار

سو جہتا ہرگز نہین ہم خاک کی پیوند ہین

بولی صفوت ہی یہ دنیا جائے غم اور عیش سوز — طمع دنیائی ہے اکثر آدمی کی چشم دوز

ترک دنیا کیجیے رہی خیریت اسمین ہنوز — جب تلک جیتا رہیگا دکھ یہ دیکھیگا ہر روز

منہ کئین جب اکہریان پہر سو سب سند ہین

دم مارنے کی تاب مجہی اک نفس نہین — زنجیر ہے دنیا کو نہین قید قفس ہمنشین

ہیہات زور ضعف سے اتنا بھی بس نہیں
ہاتھوں کو چاک جیب تلک دسترس نہیں
میں کسکے بس میں ہوں کہ مرا کچھ بھی بس نہیں

بلبل ہزار رنگ سے کہتی تھی درد سے
سوگند رنگ گل کی قسم اک کی ہے تجھے
حسرت بھری ہے دل میں دم مرگ بہ
ہاں ذوق نہ باندھ کہ کسکے تڑپنے دے ٹک مجھے
صیاد مجکو اسکے سوا کچھ ہوس نہیں

بنیاد باغ کا نہ رہا کچھ کہیں سراغ
کہتی تھی عندلیب کہ ہے اپنے دل پہ داغ
بلبل سے چہچہوں کی جگہ بولتے ہیں زاغ
لوٹا خزاں کی ہاتھ سے جب سے تمام باغ
سن سان ہے اسقدر کہ نہیں تک کس نہیں

اک آن فرش گل پہ نہیں ہے اسے قرار
یاد آتی جبکہ جنبش ابرو ہے بار بار
مچھلی کیطرح ہے غم فرقت سے اضطرار
بدلے نکیونکہ کروٹیں عاید ہر اودھر ہزار
بستر تیرے مریض کا جز خار و خس نہیں

دلمیں ہے اپنے غیرت یوسف کی جستجو چاہ
بتلا تو اب سوا ترے کون رشک ماہ
ہرگز کسی پہ پڑتی نہیں ہے مری نگاہ
کسپر نظر کریں کہ کوئی شش جہت میں آہ
بالا ذہر ادھر ادھر پیش و پس نہیں

نکے جو بچھان میں جیب ہنوز تجھ پاؤں لگی
صنعت سے بولی دیکھ وہ آئینہ لب پری
لڑکوں کا شور اور وہ انگلی بہ ہنسی گی
چپکے سے فصل گل نہیں عاری کوئی لگی
دیوانوں کا شور کچھ اگلی برس کہیں

نہ کیا ادھ فلک نے کبھی مسرور رہیں
اوسکی تفصیل کا لازم نہیں مذکور ہیں
مدت العمر کہا یار سے مہجور رہیں
باتیں کتنی ہی تھیں منھ لگنے سے منظور نہیں
سو بلبل بہنوا تا لب کو رہیں

شمس تبریز کی اس بات سے تھی کمال کھنچی
اور منصور کو اکدم میں وہیں دی سولی

اپنے مشرب میں تو ہی کفر یہی بے ادبی — قدرت اوروں کو ہے سرگرم سخن رہنے کی

نہیں پھر نیکا دم سر کے مقدور ہمین

صحبت غیر میں اب ہی اودہر رہنا شب و روز — ظلم ناچار یہ پڑا ہمکو یہ سہنا شب و روز

شدت گریہ سے ہر دم یہی کہنا شب و روز — کام ہے چشم کا نظارہ نہ بہنا شب و روز

آنکھیں خالق نے رقیبوں کو ہین نا سو ہمین

غیر کے ساتہ تو کہتا ہی وہ ہنس ہنس کی کلام — اور اوٹھہ جاہیے یہی اوس سے تو رہتا ہی مدام

ہوا انعام ہمیں گاہ بہی صحبت نہ مدام — بوسہ ہمکو دیا اوس نے سوا ہی دشنام

سو بہی ہم جب نملا اور لو مجبور ہمین

مین جن پہ مرتا ہوں جتنی ہین وہ میری دیدے — اعد اشتیاق ہین دونوں طرف لوچکین پہرے

یہ اپنے دشمن جانی ہین اونکی گہر والے — کچھہ اسکی کیجیے تدبیر ہمنشین میرے

ملاپ کیونکہ ہو دونوں کی دل قفس میں ہین

کہ جنکے بس مین نہین ہم وہ پرائے بس مین ہین

قرار مجھکو نہ دن رات اور نہ چین آوے گو — جب ایسا عشق ہو آپس مین اور جدائی ہو

تو دلیہ دونوں کی کیا کیا قلق ہوں سوچو تو — یہی سوال ہے اپنا ہر اک سے ای یارو

ملاپ کیونکہ ہو دونوں کے دل قفس مین ہین

کہ جنکے بس مین ہین ہم وہ پرائی بس مین ہین

نہ مرکے دینے کی جا ہے نہ زور چلتا ہے — نہ عجز کرنے سے غیروں کا دل پگہلتا ہے

نہ دیکھیں اوسے اپنا جی نکلتا ہی — نہ ایکدم کو وہ چھوڑ اوسکو وانسے ٹلتا ہی

ملاپ کیونکہ ہو دونوں کی دل قفس مین ہین

کہ جنکے بس مین ہین ہم وہ پرائے بس مین ہین

پیام آتے ہین وانسے یہ اشتیاق تمام — اور آئے دیکھنے مجکو وہ آپ بر سر بام

پر اپنی اونکی سے طاقت کہان جو ہو کلام
ادہر مناہی ہی اودہر ادہر مین ہون تمام

ملاپ کیونکہ ہو دونونکے دل قفسمین ہین
کہ جنکے بسمین ہین ہم وہ پرائی بسمین ہین

مین عشق ہون اوسپہ تو مخفی ہی وہ بہی مجہہ پہ جور
اسی سے اوسکو محبت ہے پر وہ ہی مجبور
کہ بیٹہا ہوتا ہی جو رکا کہ یہ ہے مشہور
علاج دوستو اب اسکا سوچنا ہی ضرور

ملاپ کیونکہ ہو دونونکے دل قفسمین ہین
کہ جنکے بسمین ہین ہم وہ پرائی بسمین ہین

مین جسکے عشقمین دیوانہ وار ہون سوزان
وہان مین جا نہین سکتا ہی اوسپہ قید گران
تو وہ بہی غم سے مری مثل شمع ہین گریان
کوئی بتاؤ تو کچہہ فکر ہون مین اب حیران

ملاپ کیونکہ ہو دونونکے دل قفس مین ہین
کہ جنکے بسمین ہین ہم وہ پرائی بسمین ہین

ادہر تڑپتا ہی وہ اور قلق ہی یان مجہہ پر
ہزار طرح سے کرتا ہون فکر ہمدم پر
مین اوڑکے دیکہون اوسے کاش ہی خدا نا پر
گئی ہی عقل کی یان عقل ور مین ہون ششدر

ملاپ کیونکہ ہو دونونکے دل قفسمین ہین
کہ جنکے بسمین ہین ہم وہ پرائی بسمین ہین

جہان تلک کہ فسون اور ہمنے سحر کیا
ادہر تو مرتا ہون مین اور ادہر ہی وہ روتا
پر اونکے لوگونپہ افسوس کچہہ اثر نہوا
کوئی تو طبیب مجہے ایسا بتاؤ بہر خدا

ملاپ کیونکہ ہو دونونکے دل قفسمین ہین
کہ جنکے بسمین ہین ہم وہ پرائی بسمین ہین

بتاؤ ایسا تو صنعت کوئی عظیمت خوان
ملین جو سیدہے طرح کہ آپسمین ہم وہ جان
کرے جو علم سے لوگونکی اونکی بند زبان
تو تا بہ حشر لادین زبان پر یہ بیان

ملاپ کیونکہ ہو دونوں کی قسمین ہیں
کہ جنکی نسبتیں ہیں ہم وہ پیرائی نسبتیں ہیں

جو عاشق غرق بھی ہو جائی بہ تقدیر پانی میں
نہیں زنہار چھپتی عشق کی تاثیر پانی میں
ہوا ثابت جو کی غوطہ زن وہ کشمیر پانی میں
کوئی ہے زلف کا سودائی ہے دلگیر پانی میں
کہ ہے گرداب طوق اور موج ہے زنجیر پانی میں

نہ تھی نظروں میں میری قدر کچھ کحل الجواہر کی
کہ تھی اوس خاک سے جو روشنی اس دیدۂ تر کی
کہوں کیا تجھسے ای ہمدم نہ بوئی ایسی خبر کی
بجائی سرمہ تھی آنکھوں میں میری خاک اوس در کی
سو وہ بھی ہے ڈبو دی تھک کے اکسیر پانی میں

بغیر از نوح کی کشتی بعینہ ہے وہی صورت
نکولی آشنا ایسا کہ جس سے ہو طمانیت
حباب آسا نہیں دم مارنیکی اونمین طاقت
نہ پوچھو مردمان چشم سے گریہ کی تم حالت
تباہ کیا کرے کوئی بھلا تقریر پانی میں

جدائی ہو گئی ہے اوس سے جو ہی ہمنشین سب سے
تو جاری ہے آنکھ سے آنسو ہیں اور آہ و فغاں لب سے
ہماری چشم بھی کشمیر سی ہے خوب تر جب سے
کیا ہے لخت دل نے چشم میں مسکن کچھ ایسے ڈھب سے
مکان کرتا ہے کوئی جسطرح کشمیر پانی میں

جو طغیانی پہ آجاتا ہے دریا عشق کا یکدو
اوتار اوسکا نہیں ممکن کسی صورت اگر چاہو
ڈبو دیتا خدا اس آشنائی کے سفینہ کو
غریق بحر غم کو مخلصی ہو کسطرح سوچو
کہ بن آئی نہیں ہے کوئی بھی تدبیر پانی میں

لگا کر تیر یوں لولا میاں تیری بلا بارے
تیرے قربان دل عاشق ہزاروں کھیت میں آ کے
وہ ہیں بیچارے اک تو دوسرے ہیں سیل کے مارے
لگا مت مردمان چشم پہ تیر مژہ پیارے
کہ مطلق توڑ کرتا ہی نہیں ہے تیر پانی میں

بچے تھے ہم خلیل اللہ کی مانند آتش سے
بہ رنگ حضرت یونس بچے اب بیچ دریا سے

نہین معلوم حال اپنا جدا جانی کیے مجھ ہو
جو تمنے رات بھر آہین بہرین اور صبح کو روے
نکالا آگ سے اب لی چلی تقدیر پانی مین

فریب از بس سمایا ہی تمہاری نگاہ مین
بس اب بہر خدا چھپا نہ یجیے ہمکو اس جا مین
ہمین معلوم ہو جاتا ہی جو ہو تحریر دل اپنی
نہین عاشق تمہارے تیغ ابرو کا جو ...
تو کیون نہ ہو صورت ... رہی جون شمشیر پانی مین

کوئی یہ چشم طوفان ہی سمندر کی دراشت سے
ہرا اب پل وسکے سبکو منع کرنی کی اشارت سے
کوئی یہ جدا او نہ یان پانی کی کثرت سے
یہ جوش اشک ہمدم اپنے تیلی کی حالت سے
سکندر نے بنادی جسطرح تصویر پانی مین

پگہل جاتا ہی پتھر کا جگر عاشق کی آہون سے
خیال خام ہی یہ عقل کا اے ہمنشین میرے
کبھی زنہار میری سامنے یہ بات مت کہیو
وہ پتھر حسن ہے اور میری اثر آہون مین کیا ہوگے
کہین پتھر آگ لگتی ہی نہین تاثیر پانی مین

لکھا تھا مجھکو صنعت نے کہ صاحب ذرہ شفقت
اس اپنے کمترین بندہ سے رکھتے ہو اگر الفت
زبانی اوسکی سن جاؤ اگر ہو آپکو فرصت
کرون کیا حال گریہ اپنا مین مرقوم اے حضرت
بہی پھرتی ہی جو تر اشک سے تحریر پانی مین

ہین جو یہ چھلے ترے اے مہوش ہاتھ مین
اون سے گل غیرون نے کہائی بہر شہرت ہاتھ مین
یعنی ظاہر ہو یہ چاہت کی علامت ہاتھ مین
ہمنے گل کہائی نہین ہین داغ فرقت ہاتھ مین
ہوگی وستاویز پر روز قیامت ہاتھ مین

کچھ سمجھ آئی ہی نہین حیران ہون کیا کیجیے اب
اسقدر مشغول خودبینی مین ہی وہ روز و شب
ہو سکندر کا برا اوس نے کیا ہی کیا غضب
مجھو اپنی عکس کا ہی ورنہ یون ہو عجب
آئینہ رکھتا ہے وہ خورشید طلعت ہاتھ مین

جان دی ہین نے تمہاری عشق مین یہ جان لو
جانتے اپتک نہین تم اسقدر انجان ہو

زلف کو لہراؤ یا چہرہ کو اب تم کہو لدو — مار ڈالو یا نوازو عاشق بیتاب کو

آپکے دونون مین صاحب رنج و راحت ہاتھ مین

اب تلک تو عشق کو ہمنے چھپایا تھا مگر — ہو گیا ہیہات شہرہ وہ نہ آیا جو نظر

قصد ہے صحرا کا پتھر لائے لڑکے ہین کدہر — یاس بدنامی کا اب کیا رہگیا ہے چاک کر

ہے گریبان وہ مرے ایک جنون وحشت ہاتھ مین

فی الحقیقت مین تو تہا مقتول ہے تیغ تیری — ظاہرا سر تہا وسلے تہا بار گردن پر مرے

سرخروئی عاشقو مین اب مجہے حاصل ہوئی — تیغ کی رکہتی ہی بس یکبار گردن وہ گئی

ہے صفائی فتنہ گر تیری قیامت ہاتھ مین

سچ یہی ہے گو کہ مجھکو تیرے بوجہ سے — اور ہو رنگ حنا کا بار الگکر و تجہے

پھر بہلا ای گلبدن انصاف مین کیجے — دستۂ گل کو کہان نسبت ہے ساعد سے مرے

شاخ گلچین کب ہے جو ہے تیری نزاکت ہاتھ مین

عیش کو ہر ایک کرتا ہے بہم جیسے ہی — عاشقون کی قسمین یہ جلاد کو کیا چرخ سے

پر ہماری عقل نے سمجھا یہ کہا یا چرخ ہے — کونسا وہ بادہ کش ہے جسکا مینا چرخ ہے

ماہ اور خورشید کے ہین جام عشرت ہاتھ مین

ہووے گی صحت مجھے جس دم کہ وہ گلگر ملے — حضرت عیسیٰ انہین کچھ فائدہ تکلیف سے

بلکہ یہ فصاد کو سمجھا کے فرما دیجئے — یہ مرض ہے عشق کا جاتا نہین مت فصد لے

ایسی ہے فصاد کیا تیری اقامت ہاتھ مین

عجز اپنا تا بکے اور حسن کا اسکو غرور — ہے جفائی سنگدل سے سینۂ دل چور چور

تنگ ہو کر ہجر سے کہتا ہے صنعت اسی دور — اور بت بیدرد کو ہرگز نہ دیتی دل کہور

کیجے کیا پر نہین اپنی طبیعت ہاتھ مین

لگا کر اک پری سے دل دیوانا مین کہلایا ہو — اور اپنی جان بیٹھے بٹھائے غم اوٹھاتا ہون

مرا دشمن زمانہ ہو تو ہو عشق اسیہ کماتا ہون | تماشا ہے کہ جسکی دوستی مین جی سے جاتا ہون

کہی سے ابتلک وہ مین محبت آزماتا ہون

خدا کیواسطے کافر نہ مجکو اسقدر ترسا | مجھے تو خار کرتا ہے کہ دونگا مین تجھی سوا
یہ دم دیکھ ڈرایا اوس پریکو آدمی تو کیا | جنون عشق سے بدلا لیے بن مین نہین رہتا

اگر غم مجکو کہاتا ہی تو مین بہی غم کو کہاتا ہون

ارے چل بیٹھ جتلاتا ہی کیا مجکو یہ عیاری | وگرنہ کردوا اپنی کولی ہو گی بیماری
نگہ سچ ہے یہی کہتا ہی تو از راہ مکاری | یہ درد اوٹھتا ہی دلمین تری اوٹھتی ہی کیبارگی

کلیجہ تہام کر ہاتہون سے مین بس بیٹھ جاتا ہون

نہین صورت کو اپنی وہ پری خاطر مین لاتی ہے | مگر وہ شکل سبکو شکل دیوانہ بناتی ہے
ادہر بیٹھ اوسکی السوسی مری چہاتی جلاتی ہے | مری دیوانہ پن پر اوسکو حیرت سی جو آتی ہے

تو لیکر آئینہ مین اوس پریرو کو دکہاتا ہون

کہا کرتا تہا مین سب کے وہ دم میرا ہی بہرتا ہے | مین اوسکو دیکھکر جیتا ہون اور وہ مجھپہ مرتا ہے
پر اب اس شرم سے وہ دم بہی نہین میرا بہرتا ہے | نگہ دزدیدہ مخلقین جو وہ غیرون پہ کرتا ہے

تو پہر از رون ہی کس کس شکل مین آنکہین چراتا ہون

جو نوبت طالع بیدار نے یہ کی مری ہی ہی | بجا ہی میری یہ صنعت رہون خاموش اتا لگے
کرون سینہ کو نقارہ مین اور نالہ کو تمثل نے | اگر شب کو مری آتی ہی اوسکو نیند آتی ہے

تو ساری رات مین سحر تک لتے سوتونکو جگاتا ہون

وہ صید جنکے نام سنے تہی فسانہ مین | زخمی کیا وہ تونے سبا کہی نشانہ مین
پوشیدہ تیر گاہ کشتان کی ہی خانہ مین | ناوک نی تیرے صید نکو ڈالا ہاتہ مین

تڑپے ہی مرغ قبلہ نما آشیانہ مین

شانہ مین درد چشم سے کیونکر بہہ نہ خون | اور کسطرح نہ مین دل صد چاک چاک ہون

رو رو کے سینہ جو مجھکو یہ دکھلائی جیب دوں | کیونکر نہ تار تار گریبان دل کروں
دیکھو نہین اوسکی زلف کو جب وحشت شانہ ہین

خوشبو ہر ایک پھول مین جس طرح سی بسے | اور تخم مین درخت ہین جیسے چھپے ہوئے
مے مین نشہ ہو جیسے بس ایسے ہی طور سے | پایا ہر ایک بات مین اپنے ہین یون سمجھے
معنی ہو جس طرح سخن عاشقانہ ہین

یہ جان لے کہ جان تو ملتی نہین ہے مول | مت ہنس تو اوسکے خال پہ دانہ نہین ہے گول
تیرے لیئے کہا یہ نصیحت کا ایک بول | اے مرغ دل سمجھ کے تو چشم طمع کو کھول
ورنہ سنا جو دام ہین دیکھی گا دانہ ہین

دنیا ملے نہ دین بھی نے وصل گلرخان | زانو پہ مار دست تاسف بصد فغان
چلا کے کہ رہے تھے یہ کل شیخ جی یہان | چلے ہین کھینچ کھینچ کے قد کو کیا کمان
تیر مراد پر نہ بیٹھا نشانہ ہین

صنعت نے یہ کہا کہ ذرا تو خدا سے ڈر | آخر تری کہانی تو ہوگی نہ عمر بھر
بک بک کی تو نے کر دیا اب شام سے سحر | سودا خدا کیواسطے کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اوڑ گئی تیرے فسانہ ہین

دیکھ آئینہ مین اپنے حسن پر تنویر کو | اپنی شہرت کے لیئے بھی اور پری کی تسخیر کو
کیا ہی پھبتی سوجھی ہے یاد بتا تدبیر کو | دیکھا ہر کل لیلی اور مجنونکی [illegible] تصویر کو
آنکھ دیکھے بھاگہ اور گاہ مجھ دلگیر کو

ہو کے سودائی تری زلفوں کا اسی شکل کی | پھنکر زنجیر مین لے راہ جب لی نجد کی
یہ دعا پھیلا کے دامن محبت نے لیلی کی دی | [illegible] مجنون آباد دیکھو تو کہ [illegible] تری
بعد مجنون پھر بسایہ خانہ زنجیر کو

مرغ دل کے واسطے وحشت زدہ اوسکی نگاہ | ہین مقید تیر خدنگ اور دام ہے زلف سیاہ

نے تو اوٹھنے کی ہے طاقت بھاگنے کی ہے راہ ۔ ناز و انداز و ادا نے دلکو یون گھیرا ہوا

صید گہ مین گھیرے ہین جسطرح نخچیر کو

تاڑ لینگے اہل محفل میرا اور تیرا پیار ۔ اسمین رسوائی تری خلقت مین ہوگی آشکار
اور ہمین آنکھون مین مجھسے تکتے ہونگے بار بار ۔ آنکھ اوٹھا کر بھی نہین دیکھا ہے مین نے تجکو یار

مت اوٹھا محفل سے اپنی مجھسے بے تقصیر کو

اور مرکے لیٹی ہی یہ تھی مشتاق تیری جانجان ۔ گرد رہ اسکو نہ سمجھو ہے یہ خاک عاشقان
ہے شرافت اس سے بھی اکسیر اعظم کی میان ۔ دور دامن پر جو تیری ہے غبار ناتوان

مت جھٹک پہچان تو اس خاک دامنگیر کو

صبحدم یکجا ہوئے ہمدرد جب ہم چار یار ۔ کوئی کرتا تھا یہان اپنا قلق اور اضطرار
حالت شب اپنی کہتا تھا کوئی تفصیل وار ۔ مین کہا دیکھا ہے مین نے خواب مین اژدر مار

دوستو مجھسے کہو اس خواب کی تعبیر کو

سب یہ کہتا ہی اثر ہے عشق کا فرہی وہ شے ۔ بے قرار رہا تھون سے اسکی ہو نہ انسان تا بکے
ہے ابھی کیا آئیگا سو بار دیکھین پے بہ پے ۔ گاہ گاہے خود بخود مجھ تک وہ آجاتا تو ہے

پر ابھی سمجھا نہین ہے عشق کی تاثیر کو

بولا اک تیر آ لگے گا آہ رستے دل کہین ۔ دوسرا بولا کہ تجکو تیغ ہو حاصل کہین
تیسرا کہتا تھا ہوگا یار تو گھایل کہین ۔ آہ اس بندکو کہ سنتا تھا وہ قاتل کہین

آن پہونچا سر پہ میرے کھینچکر شمشیر کو

کہتے تھے یاران ہمدم ہائے کیا افسوس ہے ۔ کار گر او سیر ہوئی نے کچھ دوا افسوس ہے
کشتۂ ہمت کیا بے انتہا افسوس ہے ۔ ہمکو بھی جرأت کی مرنے کا بڑا افسوس ہے

کی بہت تدبیر لیکن کیا کرین تقدیر کو

یا تو ملنا جیسے تم ایک بندہ پرور چھوڑ دو ۔ یا دبد خوئی جو اگلی ہے سراسیر چھوڑ دو

ہے وطیرہ گرچہ صاحب کا یہی پر چھوڑ دو　　ہمسے یون چھپ چھپکی جانان غیر کی گہر چھوڑ دو

سنتے ہو جانان نہین یہہ حال بہتر چھوڑ دو

کیا بیان تجھسے کرون مین واقعہ ہے عجیب　　ہجر کا تیرے مرض جب سے ہوا اوسکو نصیب
بس اوسی دن سے وہ یہو پہنچا ہی ہلاکت کے قریب　　کیا کہون بیمار کے تیرے کہ جتنے ہین طبیب

سب یہہ کہتے ہین کہ اب اسکو خدا پر چھوڑ دو

ہجر مین اوس شعلہ رو کے ہیانتلک نالے کیئے　　جون کسی شادی کے گہر آٹھون پہر نوبت بجے
روز و شب شور و شر سے جسکی سب عاجز ہوئے　　کہتے ہین اب یہ مین ہمسایہ مری فریاد سے

مصلحت یہہ ہے کہ اسکے پاس سے گہر چھوڑ دو

عشق سمجھو اسکو ہمدم یا اسے کہہ دو جنون　　دلکو بہاتی ہے ہوا اوسکی بات اچھی بدلون
کج ادائی سے بہی اوسکی مین ہین ممنون ہون　　ہاتھ اوسکا ہاتھ آجاتا ہی تو مین کیا کہون

کس ادا سے مجھسے کہتا ہی وہ دلبر چھوڑ دو

ہجر مین ہون تیری بیمار ضعیف و ناتوان　　جیتے جی منہ تونے دکہلایا نہ مجھکو بدگمان
یہ تمنا ہے مری بہر خدا سن او میان　　تشنۂ دیدار تیرا ہون بوقت نزع جان

آکے ٹک میری گلے پر آب خنجر چھوڑ دو

کہہ دیا بے آبرو تمنے مجھے ای چشم تر　　اور گرائی مفت مین لوگونکی سب پاردو
پیر ہوا اوس شوخ کے اوپر نہ کچھ تیرا اثر　　اوٹھ گیا وہ اپنی گہر یان بیٹھکی بس رہ جگہ

ایسا رونا ہے اترا ای دیدۂ تر چھوڑ دو

تم خفا ہو اوسطرف ایدہر ہی میرا دل حزین　　اسکا باعث اور سبب معلوم کچھ مجھکو نہین
پوچھتا ہون تمسے مین بتلاؤ تو اے نازنین　　ہوگئی ناحق خشمگین اتنی ہو کیون ہمین بر جبین

خوب یہہ باتین نہین ای بندہ پرور چھوڑ دو

زیست سی بیزار ہون اپنی مین اوسکی ہجر سے　　سر مرا بار گران ہی تن یہ باعث ضعف کے

لو صواب اتنا سرا اب تم خدا کیواسطے　　ہون نیٹ صیدزبون و ناتوان بازو مجھے

اوس شکار انداز کے جا کر برابر چھوڑدو

ظلم بیحد کرنا مجکو کس لے سکھلایا ہی چرخ　　روز بد ایسا جو تو نے مجکو دکھلایا ہی چرخ

اس جگہ اگر ہماری عقل نے کہایا ہی چرخ　　ایسے بیدردو نکے ہمکو دام مین لایا ہی چرخ

کوئی تو کہتا ہے اسکی توڑ کر پر چھوڑدو

کوئی کہتا ہی کرو زخمی سی تم اپنی بات　　اور نمک اسپر چھڑک دو تا کہ تڑپا ساری رات

اسطرح سے کیجئے کرتے ہو گر اسکی نجات　　اور کوئی بیدرد کہتا ہی یہ بیدردی بات

گر تماشا دیکھنا ہی ذبح کر کر چھوڑدو

یہ یقین ہے کار دنیا اسمین شاید کچھ نہو　　اسکے مشاہدی کی لین ہرگز کرو مت جستجو

جاکے صنعت کی طرف سے اوسکی کیجیو گفتگو　　ناصحو جرأت کو پابند علایق مت کرو

وضع سے اسکی ہی ظاہر یہ قلندر چھوڑدو

بو فرح بخش غلط ہان مگر ریحان کی بو　　مشک و عنبر کی بہی اوس سے تو ترجان کو بو

مغز مین جسکے بسی ہو کسی جانان کے بو　　اپنی خاطر مین کب آتی ہی گلستان کی بو

جسنے سونگہی ہی گلی الکسی گریبان کی بو

سو خرابی سے گیا وان تو مین غمناک ہوا　　گرمیرے ربط سے اغیار کے دل اپنا جلا

شکر ہی بردہ مجھے اب سوختہ دل تو سمجھا　　بزم مین اسکی مجھے دیکھ وہ کل آکے جلا

بولے آتی ہے کہین سی دل بریان کی بو

بعد اک عمر کے کچھ زور پر آئے جو نصیب　　تو نصیبا ہی ہوئی نعمت عظمای عجیب

رشک سی خون کرین اپنا جو سنین اسکو رقیب　　کیا کہون بوسہ مین کیا دیگئی رطف کیب

لب میگون سی وہ مل جل کے تیرے پان کی بو

خوف سے اوسکے چھپا جاکی زمین مین با سمک　　اور گیا مشک ختن سے بہی تو پہونچا جبکین

کچھ یہ مخفی نہیں مشہور ہے تا تار تلک
جعد مشکین مین تری کیا کہون کیسی مہک ہی
شب کو جون پھیلی ہی ہر چمنستان کی بو

در دشانہ مین ہوا اور گیا دل ہی بکہر
جی پریشان ہوا جاتا ہی اسی سی اکثر
کمد و مشاطہ سے اب بہر خدا یہ جا کہہ
ابہی کنگہی نکرو اور ہی کہولے نو سر
جسکو غش کرتی ہے بس مع پریشانی کی بو

سانپ تو سونگہتے ہی سر کو ہین مار رہا
اور ختن سنے ہی لیا مشک کو چین کا رستا
شرم سے ڈوب گیا عنبر سارا سارا
نکہت زلف کا جہونکا جو کہین لائی ہوا
دب گئی باغ مین بس سنبل و ریحان کی بو

منصفی تو ہی یہی تجہ سے ہی نسبت کب ہو
اوسکو سب بہیجتی ہی اپنے دوستو جتنا وہ
دلین اسباب کو بس سوچیے اور جیب ہو
عید و ماغی اوسے کیونکر نہو ملتی سی مرے
کہ پری کو تو خوش آتی نہین انسان کی بو

عطر دانین بہی نہین ہوتی ہی اکثر ایسی
اور خیابان چمن دیکہی مین کمتر ایسی
ہوئی عطار کی دوکان بہی نہین تیرا جیسی
ہاے گل کی دہ جہاتی ہی معطر ایسی
جیسے مطبوع ہو کوئی پہولونکی دوکانکی بو

بوسے صنعت مجہے دان ہو گئی جاتی ہی چہید
سوچ ساعات سعد اوسکی گیا جو لگے دید
بوسہ لینے مین ہوا سیب تہا کچہہ یہ بعید
ہمتو غش ہو گئے تہی لگتی ہی منہ اوسکی سعید
پر معالج ہوئی کچہہ سیب زنخدان کی بو

اوسے خوش آتے ہین بہتی تری اگر آنسو
نکال تو بہی جگر سے ٹہر ٹہر آنسو
یہ بے بہا ہین بہا تو نہ اسقدر آنسو
ذرا تو صرفے سے اپید و صرف کر آنسو
کہ یہان تو چاہئین رونے کو عمر بہر آنسو

کچہہ آبرو نہین نکلین سگے کم اگر آنسو
نکال تجکو جگر مین ملین جدہر آنسو

یہ سرخروئی ہے تیری کہ کم نکلے آنسو
جو کم رہے ہیں ترے پاس چشم تر آنسو
کہ دو پہر تو بہا خون دو پہر آنسو

فراق یار میں کچھ پیش نہیں جاتی غم
طفیل حضرت دل و جناب دیدۂ نم
مقابل اوسکے ہیں سامان رہے ہیں ہر دم
نہیں نہیں ہم بھی تو ابر بہارے کچھ کم
کہ رہ گیا ہے برق آہ ہو کے آنسو

مثل ہے خضر سکندر کو لایا تشنہ لب
رہے ہم آپ بھی محروم پر کہا یا رب
خوشی تھی ملنے کی اوسکو ادھر مجھے تھی طلب
جو یاد ہجر کے صدمہ ہو گئے تو وصل کی شب
ادھر تھی آہ شرربار اور ادھر آنسو

بھرا ہے ایسا ہی تالاب اشک میں چشم
کبھی کم آئی نہ گو آب اشک میں چشم
کہ مردموں کو نہیں تاب اشک مردم چشم
ہے اب تو موج پہ سیلاب اشک مردم چشم
وہ دن گئے کہ جو بہتے تھے ٹھہر ٹھہر آنسو

ہمارے حال پہ تجھ کو وہ ترس کھاتا ہے
ولیکن اب کوئی ہمکو نظر لگاتا ہے
خدا کے فضل سے اب آنکھ بھی ملاتا ہے
فراق یار پھر آنکھیں سی کچھ دکھاتا ہے
جو اپنی آنکھوں میں آنے لگے نظر آنسو

تمہاری شمع نے کیا ملک اس قدر ہمکو
میسر اب نہیں کوئی بھی نامہ بر ہمکو
رفیق رہ گئے وحشی سا جانکر ہمکو
دل رمیدہ کی اپنے جو دی خبر ہمکو
شفیق کون ہے ایسا ہوا مگر آنسو

جو بہتی ہے چشم کی نالی سیل بہاراں ہے
بس ایک پل تو ٹھہر اشک چشم گریاں ہے
اگر نہ سنا ہوئے کہیں مر وہاں اب ہے جان
زمین کو خشک تو ہونے دے جوش طوفاں ہے
پھر آئے کل طرح حد سے گذر آنسو

میں اوسکی چال سے دلمیں ہوں پر شوق تیرے
کوئی تو آپ روتا نہیں ہے صفت

تم آپ سو چلو دیکھین کہ ہو جہاندیدہ — جو دلیہ درد بہی ہیگا تو مردم دیدہ

رہین سے روز اسی طرح محو دید آنسو

کہے ہے تمارو کے وہ کل صنعت عینِ طالب — یہ اپنی اشک تو گوہر سے کم نہین طالب

یہ اب جنون سے بدن پر مری کہین طالب — رہا نہ جیب نہ دامن نہ آستین طالب

دکھین ہین تو کرانا نہ خاک پر آنسو

کیا ہاروت و ماروت نے کیا کیا کچھ — لوط کے قوم نے پائی تہی سزا کیا کیا

امت نوح نے جہگتا ہے مزا کیا کیا کچھ — پیشتر تجسے زمانے مین ہوا کیا کیا کچھ

تو بہی ہم غافلون پہ آئی کیا کیا کچھ

اپنی تقصیر ہی الزام بہلا کسکو دین — اک شے ہوتی تو دان اسکو بہی پانی کہین

مجملا کہتے ہین کس چیز کی تفصیل کرین — دل جگر جان بہی بربان ہوئی سینے مین

کہو تو دی آگ محبت نے جلا کیا کیا کچھ

دین و ایمان خور و خواب نہ غیرت اپنی — یہ تو ہم کہ ہی چکے آگے تہا یہ اول ہی فدا

بعد ازان غمزون نے آگر جو مین اپنی گہیرا — دل گیا صبر گیا ہوش گیا جی بہی گیا

شغل مین غم کے ترے ہم نے کیا کیا کیا کچھ

یاس و حرمان و ہوس اور تاسف بسیار — غم الم رنج و تعب داغ جگر لالہ زار

حیف و اندوہ و صد افسوس اور ارمان ہزار — حسرت وصل غم ہجر و خیال رخ یار

مر گیا مین پہ مرے جی مین رہا کیا کیا کچھ

عشقبازون مین بہلا کیون نہ کہین مجہکو طاق — ہو گئین بدنامی و رسوائیکا ایسی مشتاق

ایسی چیزون سے ہوا خالی بہرا آفاق — درد دل زخم جگر کلفت غم داغ فراق

آہ عالم سے مرے ساتہ چلا کیا کیا کچھ

مجہکو الزام ہے کیا سرو و گل اندام مرے — بدلا اوسکا مجہے ملتا ہے جو نہین کام مرے

یہ دکھاتے ہین مجھے گردش ایام مری — نام ہین خستہ و آوارہ و بدنام مرے
ایکسا عالم نے غرض مجکو کہا کیا کیا کچھ

خط لکھا مین نے اوسے جو غم ہجران سے دق — یہ تو کس منہ سے کہون مین کہ بطور عاشق
پھر ہو جسطرح کیگا کوئی بندہ صادق — قبلہ و کعبہ خداوند و ملاذ و مشفق
مضطرب ہوکے اوسی مین نے لکہا کیا کیا کچھ

دوستو سنیو مری خط کی ہوئی یہ توقیر — پرزہ نامہ ہوا قاصد کو ہوئی زنجیر
قاصد و نامہ تھے دونون ہی غرض بے تقصیر — پھر کہون کیا رقم شوق کی اپنے تاثیر
پھر سر حرف یہ وہ کہنے لگا کیا کیا کچھ

فتنہ و شور بلا دیکھا ہی تجھمین ہمنے — آفت و جور جفا دیکھا ہی تجھمین ہمنے
سارے عالم سے سوا دیکھا ہی تجھمین ہمنے — کیا کہین تجھسے کہ کیا دیکھا ہی تجھمین ہمنے
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا کیا کیا کچھ

ہفت اقلیم کے سلطان کوئی ہو بیٹھے — دلربا ہوتے کوئی زیست کی کرتے ہین جتنے
کوئی خمخانہ مین صنعت ہین سدا پی بیٹھے — ایک محروم ہم ہی پھر چلے دنیا سے
ورنہ عالم کو زمانہ نے دیا کیا کیا کچھ

دلمین ہے چھوڑکے اب سب وطن و گھر کا تکیہ — باندہ پھر چل کسی جنگل مین گذر کا تکیہ
اوسکے زانو کا جو سر اپنے سر کا تکیہ — بند مستون کو کہان اور کدہر کا تکیہ
خشت خمخانہ ہے یہان اپنی تو سر کا تکیہ

تکیے ہوا ٹھے سنبہل کی روئی بہر بہر — اور سپر آرام سے سو سکتے تہی وہ ای ہمدم
دل عاشق کو بھی دمیان ہی یہ شام و سحر — چین ہرگز نہین محمل سکے اوسی تکیہ پر
اوس پری کے لئے ہو جو سکے پر کا تکیہ

اور سونے کا جو پھر گہٹ ہو یہی ہر شب — پردہ کمخواب کی اور چہت مین لگی ہون گو

اور الماس کے استادہ جبراؤ ہوں سب
اوسکو گل تکیوں نکلے خاطر یہی لازم ہی کہ اب

ایک ہو تمس کا اور ایک قمر کا تکیہ

عمر گذری ہی کہ ہم رہتے ہیں اس غم میں گہرے
کہ نہ اب گردش ایام سے دن اپنے پہرے
ہو سو ہو اوس سے یہی کہیو کہ عجب باہر سے
جی تو یوں چاہتا ہے اپنا کہ بس سر تو مرے

ہاتہ کا زانو کا بازو کا گال کا تکیہ

گرچہ یہ بات تو مجھ سے نہیں ہوتی ہرچند
کہ جو عاشق کی تمنا ہے سو وہ پوری ہو
کیا کہوں دل میں کہ ارمان بہرے ہیں جو جو
سو تو ممکن ہے کہاں بہیدی لیکن مجکو

جسمیں ہو بالو تکی لو ہو تری سیر کا تکیہ

کہا صنعت دل کہ تم خوب ہو اس سے آگاہ
نہ تو جاگیر ہی ہم رکھتے ہیں نہ منصب و جاہ
عمل و علم بہ اپنی نہیں زنہار نگاہ
لطف ایزدی سے امید ہے انشاء اللہ

کچھ بھی رکھتے نہیں ہم کسب و ہنر کا تکیہ

اب کسی صورت نہیں راحت دکھائی دیتی مجھے
مشکل سے ہی جلتی پڑتی ہے نظر ہر سو مجھے
سیر گلشن کی جو سر آتی ہے نہ گل کی بو مجھے
بیکلی ایسے گیا ہے سونپ وہ گلرو مجھے

کل نہیں پڑتی کسی کروٹ کسی پہلو مجھے

کیوں نہ ہم غمگین رہیں اس دو رہی اٹہوں پہر
اب یہ نالہ ہو نہ کیوں تکرار اور ہو کیوں چشم تر
ہمنشیں اس ظلم کا تو ہی بہلا انصاف کر
کیا اوٹہاؤں سر کو بالیں سے کہ آتا ہے نظر

زیر سر اوس کے لب کا یا غیر کا زانو مجھے

جیسے وہ خورشید ملتا ہے بعد اشتیاق
اور یہاں ہیں اوسکی ہوتی ہے مری حالت تباہ
دل سے تو اللہ بالغ ہے خدا اسکا گواہ
زخم اک شمشیر کا سا دل پہ لگ جاتا ہے آہ

یاد آجاتی ہے جس دم جسکی ابرو مجھے

دل کی حالت ہے عجب کچھ اندنوں اے ہمنشیں
وحشت ایسی ہوتی ہے گلشن میں نہیں لگتا نہیں

دلمین ہی الفت سے اوس سے پوچھی اے حسین | جب تلک دیکھون نہ تیری شکل کل پڑتی نہین

سچ بتا تو نے کیا ہی پار کیا جادو مجھے

ایکدم تو چین لینے دے مجھے اے بیکلی | ہے مرا عز و وقار آنکھوں مین لوگونکی ابھی
گرنہ اتنا مضطرب پھر خدا بیجا ٹہری | ابتلک تو باتین مین لغزش نہین آئی مری

کیون کیا چاہی ہے رسوا بیقراری تو مجھے

غم سے یہان تک ہون نحیف و زار مین شام و پگاہ | جو مجھے کروٹ بدلنا بھی ہوا دشوار آہ
پھر حق اس ضعف کو اے یار تو ہی کر نگاہ | ناتوان ہون بسکہ فرقت سی تری جون برگ کاہ

اب مسیحا پھیری ہے اوس پہلو سے اس پہلو مجھے

شاید اب غم مین یہ بیتا دل جگر بھی مر چکا | ایک یک جو اشک آتے ہے ہمارا تھم رہا
آبرو کیونکر رہیگی مردمک مین یا خدا | روتے روتے مین تو حیران ہون کہ یہ کیا ہو گیا

اب نہین آتا نظر آنکھوں مین اک آنسو مجھے

ایکدن صنعت یہ بلبل کہہ رہی تھی غل مچا | بے سبب اس ظالم نے کر دی اوسکو کیا ملا
نے تو اوس نے رحم کھایا نہ کیا خوف خدا | کیا کرون جرأت نہین اوس صیاد قاتل کا گلا

دام سے چھوڑا تو چھوڑا توڑ کر بازو مجھے

رہگئے یون ہی کنارہ پہ کھڑے پیاسے کے | گوکہ ہم تیرنے والے تھے بڑے پانی کے
پر اسی شرم سی ہم پیچ کہے پانی کے | چھینٹے غیرون سی جو کل آپ لڑے پانی کے

پر لیے سیکڑون کس مین یہ گھڑے پانی کے

ہے مراد جبر کی ہر ایک کو دنیا مین پناہ | کوئی مشغول عبادت کوئی پابند گناہ
کیونکہ آزادگی حاصل نہو بحسب دلخواہ | خالی از قید نہین آپ روان بھی اللہ

حلقہ مین ہین گویا کہ گھڑے مانیکے

اوسکے مخلوق کا کسطرح کرے کوئی حساب | آسمان پر سے برستا و رہتا ہی نہ آب

پیش ساخیمہ ہے اونہونکا یہ بغیر از اسباب
زیر دریا بھی ہے لشکر نہ سمجھ جوش حباب
لاکھون پانی پہ یہ خیمہ ہین کہڑے یا نکلے

گل صد برگ ہی ملبوس تاج کا ہر اک دانا
سوسنی رنگ کو نیلم سے ہی کیا کم جانا
گل نسرین کو بھی الماس ہی سمجھو دانا
باغ ہے صانع قدرت کا جواہر خانا
گل پہ شبنم سے جو قطرے ہین پڑے یا نکلے

ہے ہر اک شخص کو دشوار سمجھنا اسکا
دست قدرت کی جڑاوٹ کا ہی یہ پیدا
سیکڑون جوہری عرفان کی ہو دیدۂ بینا
دیدۂ غور سے دیکھے جو کوئی تو گویا
لعل و یاقوت پہ موتی ہین جڑے یا نکلے

ہے ادہر چشم بھی اپنی ہی ادہر تن اپنا
صورت چشم بہے اور سو کہین تن بھی تمکا
ہمنشین اسمین سے اب کیجیے کسکا شکوا
بہ گیا اشک سے اپنا یہ تن زار تو کیا
کیونکہ ریلے سے بہر کاہ اڑے یا نکلے

ہے گدا شاہ اب اسوقت ہین اور شاہ گدا
جتنے اعلی تھے اونہین کر دیا اوس نے ادنی
اب زمانہ کی بہلا خوبیان کہیے کیا کیا
آج کل زیر فلک گرم ہی مطلب اوسکا
بیچتا لونگ جو چڑے تہا جو سڑے یا نکلے

بوسے صنعت نگر واہ و فغان جرأت تم
عشق کیا خالا کا گر سمجھے ہو یہان جرأت تم
ہے غنیمت جو چھوڑو گے بھی جان جرأت تم
اشک بھر لاؤ نہ دل سے یہان جرأت تم
ابھی بھرتے ہین کہین کچھ اکڑے یا نکلے

سر ہو زمین شعر خنجر کی دھار سے
پیر فلک دو زبان جو ابھر نکلا ہے
ظاہر ہے سر تو پیچہ صغار و کبار سے
اعجاز وصف مطلع ابرو دیدار سے
شمع زبان کا رنگ لڑا ذو الفقار سے

کہتا ہو سامنے کبھی جب شخص کو اگر
ڈرتا ہے ریحان سے بھی ہمدم وہ بے شعور

سنکے تکبر سے تو کرون بات اونکو پھیر　　دیکھون نہ گور مین بھی کبھی آنکھ کھول کے

ایسا ڈرا ہوا ہون شب انتظار سے

جب سے کہ مین نے تجکو ستمگار دل دیا　　اوسدن سے غم کو کھایا ہے خون جگر پیا

لیکن اسی امید پہ یہ نیم جان جیا　　کہنا پیامبر کہ فراموش ہے کیا

وعدہ بھی کچھ کیا تھا کسی بیقرار سے

ہمدم کو غم ہوا مری چشم فگار سے　　کرتا تھا عرض تب یہ مین اوس گلعذار سے

کیا پوچھتے ہو حال مرا انتظار سے　　گل کہا کہ تو یہ چھوٹ کی آغوش یار سے

نرجھوٹی بدمیان ہو مین پہولونکے ہار سے

قاصد کو اوسطرف کو جو بھیجا کیا روان　　سامان عیش مین نے مرتب کیا یہان

آہٹ پہ کان در پہ نظر تھی بہ دوستان　　جب یہ سنا کہ یار نہین مہندی لگی ہے ان

شعلہ بھڑک اوٹھا نگہ انتظار سے

ممکن نہین کہ ہمسلہ ہو دنیا مین جا کسا　　اور ہمسے دل مین رکھتا ہو شاید کوئی غبار

لیکن یہ ہے نصیب کی خوبی ستم شعار　　تیرے ہی دل مین ہم سے کدورت ہے ورنہ یار

آئینہ صاف ہوتے ہین اپنی غبار سے

چاہے کوئی کہ اپنا کرے نجد مین وطن　　اور خاندان اپنے مین چاہے دوانہ پن

اوسکے لئے وصیت مجنون ہے یہ سخن　　استاد عشق ہو نہین بنتا ہے یہ فن

لڑکونکی تختیان ہین مری لوح مزار سے

سرسبز کسطرح نہو صفت کی شاعری　　مصرعہ ہر ایک اسکا ہی ہمشکل سرو کی

رنگت جدی ہے سب سے روش اسکی ہے نئی　　طرز سخن سے رنگ ٹپکتا ہی اینرکی

گویا زبان دہن مین ہی برگ بہار سی

دل جگر و دیدہ گداز بس کہ جو برستی ہی بنی　　چشم مین آسے تو پہر نو عد گر سو برسا

ابر نیسان بھی نہ اس رنگ و شیری برسے — کبھی آنسو سے کبھی لخت جگر سے برسے
اپنی آنکھوں سے تو کچھ لعل و گہر سے برسے

رعد طرز اڑا لی ہے مرے نالہ کی — برق شاگرد مری آہ کی ہے اول سے
ابھی اک چین تو پھر لی ہے بکلی شیخی — اشک اڈا ہے مرا ابر سے ابکے گوہر کی
آبرو جاتی تو ہٹ کر مرے گھر سے برسے

بعد اک عمر کے وہ شوخ مرے گھر آیا — رات بھر مجھسے پلنگ پر وہ ہم آغوش رہا
جبھی نوبت بجی اور صبح کا تارا نکلا — بج گیا زور گیا آنکھ کھلا یار گیا
سینہ سے چشم سے اور دیدۂ تر سے برسے

پردہ دامن ہے مرا تجھکو نہیں اسکی خبر — اشک پونچھا ہے مرا یار نے اس آستیں سے
گو کہ تر دامنی مشہور نہیں اپنی پر — جسقدر ابر تو برسے ہے بچھو نہیں اثر
آشنائی تو مری دامن کے تر برسے

ہے برسنے کی مسلسل جھڑی اے یارو — جس سے تشویش مکانات کی ہے عالم کو
بات بانی ہے تو مشکل ہے ولیکن سوچو — اسقدر ابر میں قطرات کہاں تو دیکھو
کسی مشتاق کی ہاں دیدۂ تر سے برسے

یہ مثل کہتے ہیں ہر چند بڑی اور جھوٹا — کہ برستا نہیں وہ جو کہ بہت سا گرجے
پھر جو دیکھا تو یہاں صاف وہ جھوٹ نکلے — رات بھر نالے کیے ہمنے تو دن بھر روئے
جسقدر شام سے لگ کر ہے سحر تک برسے

کہ جو حل ہوتا ہے ہر ایک کا وا ابر کو دیکھ — پہلے جی بیٹھا ہی جاتا ہے اوٹھا ابر کو دیکھ
ہمنشیں کیونکہ نہ بانو جیں سیہ ابر کو دیکھ — اور سکے آنے کا ہوا وقت بھلا ابر کو دیکھ
خون دل کیوں نہ مرے دیدۂ تر سے برسے

کر گئے آج کا دن مجھکو ہے گھڑیاں گن گن — اور گھر آتا تھا کیا ابر کو آج ہی کے دن

یونہی مجکو تھی ہوس تنگ کناری کی اوس تن
یہ تو کہتا نہیں میں منہ مدیر سے لیکن
جب وہ آجاتی تو پھر جتنا یہ جی چاہے برسی

کہا صنعت نے مجھے لعل گہر میں طالب
بات پردہ کی ہے آپ اس سے خبر میں طالب
گوکہ ابتر ہیں در لے لوز لعبر میں طالب
اشک گلگوں نہیں یہ لخت جگر میں طالب
آج آنکھوں سے جو یہ اپنے شرر ریز برس

ترا خال و ر پیشانی یہ سیاہ تو وہ اختر ہے
جبیں پر چین و ابرو چشم اور کاکل معطر ہے
وہی موج اور کمان ہے یہ وہ کشتی اور یہ لنگر ہے
تری زلف اور عارض اور لبا و خط جو جیوہر ہے
یہ سنبل ہے وہ لالہ یہ نیلوفر وہ عنبر ہے

دہاں سیب زنخدان اور زبان سب عضو ہیں تیرے
وہ غنچہ چاہ نخشب یہ وہ نازک گل ہی سے
نہ لایا تاب وہ جس شخص نے دیکھا تجھی ہنستے
مسی اکو وہ لب اور اوسمیں وہ انگی چمک سے
وہ بدلی ہے یہ بجلی ہے صدف ہے وہ یہ گوہر ہے

غرور حسن ترا اور غصہ الستم افزا
وہ ہے ضحاک کا مرشد یہ چنگ او ستاد نادر کا
کروں تفصیل کس کس کی یہ مجمل ہے بیان کرنا
تری ناز و عتاب و عشوہ و غمزہ ادا و طنا
وہ دارا ہے یہ چنگیز وہ جم ہے یہ سکندر ہے

تری وہ ساعد نازک غضب اور پنجہ رنگین
یہ ہے برگ چنار اور شاخ صندل و پہر تمکین
یہ ہیں نو عدد گر اربعہ عناصر تجھمیں اے بت چین
عتاب و لطف تیرا اور خو نازک دل سنگین
وہ آتش ہے یہ پانی ہے وہ شیشہ ہے یہ پتھر ہے

تری یہ کمات یہ سینہ بلا ہے اور ہمیں آفت
حباب بحر یہ دریا ہے وہ یہ موج کی صورت
ترا جو آشنا ہوگا اوٹھاویگا وہی لذت
خرام ناز تیرا اور ادا اور شکل و قامت
وہ آفت ہے یہ فتنہ ہے بلا ہے یہ وہ محشر ہے

جما سبزہ جو عارض پر تو اوسکی فکر کچھ مت کر
وہ ہے خورشید اور یہ ہے کرن گرد اوسکی اید بہر

میں ہوں حیران کہ یا نہیں لگا ہی باغ کیونکر | صفا رخسار کی آفت ہی اور خط ستم تسخیر
وہ گل ہے بے رنگ نقش ہے وہ آئینہ بے جوہر ہی

کیا اب حسن کو جیو لی سے اوس قد پر دو بالا ہے | وہ شکل سرو ہی اور اوس پہ یہ لہرائی کا لا ہی
ڈسے جسکو وہ کافر پھر وہ کوئی جینے والا ہے | بلا وہ جعد مشکین اور قیامت قد بالا ہے
وہ بابل ہے یہ آشفتہ وہ حیران ہے شیدہ ہی

نئے انداز سے کہے اب آپنے اشعار میں لکھے | کہ ہر اک مرد و زن چھوٹا بڑا محظوظ ہوں جس کے
ولے صنعت کی بھی اشعار احوال گذشتہ کے | پڑھیں ہوں وہ چار راسخ مطلع رنگین آپ ایسے
تجمل جس سے ہو البس مطلع خورشید انور ہے

سب خوبوں کا سرتاج تو کس راہ نہیں ہے | کیونکر یہ کہوں حسن کا تو شاہ نہیں ہے
یوسف بھی برابر ترے ایا ماہ نہیں ہے | ملنے کی ترے جسکے تئیں چاہ نہیں ہے
کچھ اوسکو مزا زیست کا واللہ نہیں ہے

پتھر نہیں وہ اور شجر و کاہ نہیں ہے | اور حور و ملک جن و لبشر آہ نہیں ہے
لاریب وہ حیوان بھی باللہ نہیں ہے | جو کوئی ہو آپسے آگاہ نہیں ہے
بس سمجھئے وہ بندہ درگاہ نہیں ہے

حال ترے دل عشق میں کھویا ترے ہوکر | تسخیر ہی ملا تو نہ کیا زور بھی اکثر
ناچار سے یہ کہتا ہوں تجھسے ستمگر | اب تو ہی بتا دے کہ ملوں تجھسے میں کیونکر
آئی ترے ملنے کی مجھے راہ نہیں ہے

کس طور سے دل اوسکے لو پھر کفر نہ گھیرے | ہر چند کرے کعبہ کے وہ لاکھوں ہی پھیرے
ہو شافع ہر جرم گنہ حشر کے میرے | جو تجھسے نہ واقف ہوا اور عشق سے تیرے
کیونکر میں کہوں اوسکو کہ گمراہ نہیں ہے

کرتا ہے گذارش یہ سدا آپ سے صنعت | محشر میں کرے جسگھڑی اللہ عدالت

اندنون گنہگاروںکی تم کیجیو شفاعت
بخشائیو تم واسطے حسنین کی حضرت
تم بن کوئی گوہر کا تو پاشاہ نہین ہے

اپنے محبوبونکو زندان سے نکالا چاہیے
خلط اونکا اب دربان سی نکالا چاہیے
پر جنون کچہہ اور سامان سی نکالا چاہیے
کار نشتر بار مژگان سے نکالا چاہیے
خون دیوانونکا شریان سی نکالا چاہیے

تکتے تکتے مجکو یان تو ہوگئین انکہین سفید
ہاتہہ سے آئینہ رکہہ اب ہوچکا بس یہی کلید
اسطرف کو دیکہہ عاشق کی بر آوی نا امید
عکس کو اپنے خود آرا رکہہ نہ آئینہ مین قید
جلد اس یوسف کو زندان سی نکالا چاہیے

اوس پری کے غم مین پہرے اسطرح دیوانہ سان
طوق حلقہ چشم کا اور زلف کی ہو بیڑیان
جبہہ سائی سے جبین پر اپنی نقشہ ہو عیان
واسطے زنار کے ایو حشت عشق بتان
تار داماں و گریبان سی نکالا چاہیے

روکنا دریا کا تو ممکن نہین اک آن بہر
ضبط گریہ تابکی ہمدم تو اسمین غور کر
ماجرا اپنی آنکہون ہمنے دیکہا بیشتر
جس جگہ رکجای پانی بیٹہہ جاتا ہی وہ گہر
اشک سی دل چشم حیران سی نکالا چاہیے

وہ بیابان لق و دق کچہہ سیر کی قابل نہ تہا
گر نہ تہی تاثیر عشق قیس تو پہر تہا یہ کیا
نیچی آنکہین کرکے اور شرما کی از روی حیا
ساربان سے محملین آہستہ لیلی نی کہا
ناقہ ٹہہرا کر بیابان سی نکالا چاہیے

عیش و عشرت کے سوا غم کا نہ تہا نام و نشان
اب لگی ہمکو نظر شاید کسیکی دوستان
کیجیے کیسا لگا یارو خدا کی ہی نشان
یاد آئی تہی مزاج یار مین یہ بہی وہان
اب تعارف اوسکے دربان سی نکالا چاہیے

سب لگا لیتے ہیں دلبر خال سرمہ زیر چشم
زیب دیتا ہی ہر اک پر خال سرمہ زیر چشم

دیکہو

اک معمہ ہے مقرر خال سرمہ زیر چشم — وہ یہ کہتے ہین لگا کر خال سرمہ زیر چشم

مشک یون نافۂ غزالان سی نکالا جاتا ہے

یہ کہا صنعت نے اوس سے اپنے سر کی دے قسم — لکھ خط گلزار مین نرگس کا تو لیکر قلم

ریشتالی مردمان چشم کی ہو بجا بہم — گر بیاض یار مین بیمار کرتا ہے رقم

شعر ایسے جن کے دیوان سے نکالا جاتا ہے

درد فرقت سے کہین ہم نہین آگے جاتے — اور جو جاتے تو ہنر اپنا جتاتے جلتے

شدت نالہ سے طوفان اوٹھاتی جاتے — موج سان کیا خس و خاشاک بہاتی جاتے

آگ کیطرح جدہر جاتے جلاتے جاتے

چرخ دنرات عجب طور کے لاتا ہی رنگ — عقل ہے چرخ مین اور ہوش جسے دیکھکے دنگ

کشور روم پہ آتا ہی چڑھا والی زنگ — خط نے اوس عارض گلگون پہ کیا عرصہ تنگ

خار مین صحن گلستان کو دبا جاتی ہے

نہ لو روئے نہ جنازہ پہ گئے مٹی دے — ساری باتین ہوئین در گور دلم سے نہی

اگر اوس سمت کو گذرے تھی تو لازم تہا یہی — شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لائے نہ سہی

فاتحہ کے لئے تو ہاتھ اوٹھاتی جاتے

جھڑکیان گالیان دو ناکردہ ستم اوکو — کچھ شکایت نہین اسکی بہی جو غیرون نے ملو

پیرو حضرت ایوب ہوا ہون مین تو — آزماتا ہون محبت مین مین ظرف لکو

درد و غم اسمین کہانتک مین سمائی جاتے

مین نے دہمکا کے بہت اوسکو کہا دربان سے — یہی بہتر ہے مری بات وہ اگر سن لے

ورنہ جانب سے مری صاف یہ اوس سے کہدے — راستہ روک کی کہدلونگا جو کہنا ہے مجھے

کیا ملیگا نہ کہین راہ مین آڑ جاتی

بار الفت ترا جس روز سے ہی سر پہ لیا — غم ہی کہایا فقط اور خون جگر مین نے پیا

دن تو رو بیٹا کی حسطرح کٹا کاٹ دیا ہجر کی شب تری فرقت نے یہ دم بند کیا

سانس ہی سینہ مین رکنے لگی آئی جاتی

کیا کہون دوستو ایسا ہی برا عشق کا فن دوستی جس سے کرو ہو وہی وہ جانی دشمن
نور چشم اپنے جو ہین اشک ہے یہ اونکا چلن آتش عشق میں یہ کرتے ہین وہ کار روغن

اشک تر اور بھی ہین آگ لگائے جاتے

کچھ یہ ناصح نہین صنعت تو مگر ہی غمخوار پیش رفت اسمین نہین جانکی بنی زنہار
قیس و فرہاد سے لاکھون ہی ہوئی اسمین خوار عشق کو ترک کر دیا نکرو ہو مختار

نیک و بد رند تمھین ہم ہین جتائی جاتے

غم الم درد و آہ و زاری تھی کہئے کیا کیا جو کچھ کہ خواری تھی
الغرض نزع ہم پہ طاری تھی شب فرقت بلا ہی بھاری تھی

بچ گئے زندگی ہماری تھی

پہلے یوسف جتا وہ اپنی چاہ گر گیا دوستی مین مجکو تباہ
تھی توقع یہ اوس سے کب واللہ دے گیا دلیہ داغ یاس وہ آہ

جس سے کیا کیا امیدواری تھی

مارتا تھا کبھی مین سر پہ ہات بھکی بھکی کبھی کہے تھا بات
پر کسی ڈھب سے تھی نہ مجکو نجات دل ٹھہرتا ہی تھا نہ اوس بن رات

بیقراری سی بیقراری تھی

مر رہے اضطرار مین صد شکر نہ بچے انتظار مین صد شکر
کرتے ہین بار بار مین صد شکر مر گئے ہجر یار مین صد شکر

جیتے رہتے تو شرمساری تھی

اس عداوت کا کیا کرون مین علاج کہ وہ کرتا نہین مجھے آماج

بدنصیبوں کا میں تو ہوں سرتاج | کیونکہ آتا وہ قتل گہ میں آج
سب سے ہلکی ہماری باری تھی

یاد وہ قول و قرار سیم بدن | یاد کھائے یہ صاف عہد شکن
اب یہ کس نے تمہیں سکھایا فن | دوستی کر کے ہو گئے دشمن
واہ واہ خوب دوستداری تھی

کوئی کہتا تھا کوئی ہے ہیہات | اور کوئی مارتا تھا سر پہ ہات
کوئی سنتا نہ تھا کسی کی بات | تھی یہ حالت تری مریض کی رات
گرد بیٹھی اوسکے آہ و زاری تھی

کوئی کہتا تھا میں ہوں اوسپر چور | کوئی بولا وہ ہے مرا منظور
کیا کہوں الغرض یہ ہے مشہور | اوسکے مژگاں کا کیا کروں مذکور
بات میں دل ان چھری کٹاری تھی

کوئی کشتی پہ رکھتا تھا اسباب | غوطہ کھاتا تھا کوئی ہو بیتاب
تھا غرض خلق کو بڑا ہی عذاب | گھر کے گھر بہہ چلے تھے مثل حباب
گویا طوفان و اشکباری تھی

ہجر کی شب یہ اپنی تھی ہمراہ | غم الم رنج و درد و عشق و آہ
کر تو صنعت یہ قصہ اب کوتاہ | جبر آت اوس میں بقول حیران آہ
رات حالت عجب ہماری تھی

غائبانہ اشتیاق اپنا جتایا آپ نے | اور ہر اک حال بیتابی سنایا آپ نے
اب کیا اسمیں برا میں نے بھلایا آپ نے | پہلے تو از راہ شفقت گھر بلایا آپ نے
پھر گیا جب دل تو پھر گھر گھر پھرایا آپ نے

غیر کے آنے سے اپنے دل میں گھبرائے تھے تم | میرے دلکو ہر گھڑی ہر طور بہلاتے تھے تم

الغرض عاشق مری عالم مین کہلاتی تہی — یا تو بن بن اپنا عالم ہمکو دکہلاتی تہی

یا بلا کر [illegible] ہی عالم دکہایا آپنے

ناگہانی ہوگئی شاید کوئی تجہسے خطا — یا کسی سے آپکا ہے اندنونمین دل لگا

کچہہ تو باعث اسکا فرماؤ کہ کیا ہو گیا — یا ہمارا دہیان رہتا تہا تمہاری جی پہ چڑہا

یا ہمین اب اپنی نظرون سے گرایا آپنے

او سی تم لڑتے تہے جو کرتا تہا مین ہمسری — یا ہر اک تا ژان کو اب ہو لی ہے تجہہ پر تری

اب خدا کیواسطے انصاف تو کیجے ذری — یا ہماری عقل کے قایل تہی اپنے پری

یا بکہہ کر صاف دیوانہ بنایا آپنے

مین تو حیران ہون کہ ایسا کیا ہوا مجہسے عناد — بلکہ جو اغیار تہے غماض در پی فساد

اب اونہین سے مشورہ ہے آپکا اور اتحاد — یا ہماری ملنے والونکی تمہین رہتی تہی یاد

یا ہماری یاد کو دل سے بہلایا آپنے

چہوڑتے اکدم نہ تہی گہر سے مجہہ بلوا کی آپ — یا مری آتے ہی بس اوٹہہ جاتی تہین اکتا کی آپ

ہے یقین اوٹہہ جاؤ تمکو جو بلواؤ اب گہبرا کی آپ — یا ہماری پاس پہرون بیٹہتے تہے آ کی آپ

یا بسر خشم یار [illegible] ہمکو اوٹہایا آپنے

پیار سے صاحب کا مثل سیل دریا ہو گیا — یا تو زور اور شور رہ یا صرف تیرا ہی دکہا

مین تو حیران ہون کہ اب ایسا کنارا کیون کیا — یا ترقی پر تمہارا دمبدم اخلاص تہا

یا بڑہا کر ربط اب بالکل گہٹایا آپنے

غم کا میرے غم تہا تمکو اور خوشی کی تہی خوشی — بس میرا منہ تکتی ہی جاتی تہی تمکو گہڑی

یا میرے رونے پہ اب صاحب کو آتی ہی ہنسی — یا ہر عالم ہماری خرمی منظور تہی

یا رولا کر ہمیں عالم کو ہنسایا آپنے

دلمین تہے رہ لپوش ہو جی چہوڑ کر سارا جہان — منہ دکہانی کی رکہی جا لہ نہ ہمکو تمنے یان

بن کہے رکتا ہے دل کہیے تو گُنگی ہے زبان — ہائے یہ رُوداد کس کے روبرو کیجے بیان

چار دن مین اک تماشا سا دکھایا آپنے

یعنی جیسے خواب مین ہوتا ہے کوئی بادشاہ — بس اسی صورت سے تھی یہ آپکی دو دن کی چاہ
کیا کیا ہے خوب اپنی بات کا تمنے نباہ — یعنی پچھلے بے تکلف پاس بٹھلایا اور آہ

لگ گیا جب دل تو پھر یہ داغ لگایا آپنے

اپنے بیگانونکی دلمین کچھ رہی اوسکی بجائے — چھوڑ کر اب آپکو فرماؤ کس کے پاس جائے
بوسے صنعت آپ سے اب کیا کوئی لگوائے — چھوڑ بیٹھے تب ملاقات آپ بھی جس سے ہائے

جبکہ ملنا سارے عالم سے چھوڑایا آپنے

تا کہ اور جہانک سے ہم آپکے رنجور ہوئے — اور طلب مین لب مہکون کی لب گور ہوئے
تپش غم سے عجب یہ شئے دستور ہوئے — آبلہ دل کے پس مرگ بھی کب دور ہوئے

تو شتہ راہ ہمین خوشۂ انگور ہوئے

تیغ ابرو سے تری اسقدر اب چور ہوئے — جنکی تدبیر سے جراح بھی معذور ہوئے
کسی مرہم سے نہ وہ قابل انگور ہوئے — دل جگر دونوں مری خانۂ زنبور ہوئے

داغ سے زخم ہوئی زخم سے ناسور ہوئے

میری خدمت سے نہ اب تک ہوا کوئی غمخوار — اور طبیعت بھی دوا کی نہوئی منت بار
دھیان مین یار کے فی الفور بفضل غفار — درد دل اوٹھتے ہی دنیا سے اوٹھے ہم یکبار

شکر یارب کہ طبیبونکے نہ مشکور ہوئے

ایک سے ایک زیادہ کری اطبا ونکی دوا — اور ہر روز نیا غور سے نسخہ بدلا
آخرش تھک کے مسیحائی یہ اوس سے کہا — روگ کیا تیرے مریضان محبت کو لگا

[illegible] نہ تدبیر کرے ہی اور وہ رنجور رہے

اپنے بیگانے میرے حال کو سنکر روئے — [illegible] زار پہ اپنے سبھی آنسو بھر لائے

اور ازانجملہ سمجھہ مجکو ترحم کی جاۓ ۔۔۔ کی سفارش جو میری اونسی کسینے تو باے
رابطہ ٹھہرانے تو تجہہ اونکو منظور ہوۓ

سنکے اسبات کو وہ اور اوسے بہی سوچے ۔۔۔ یعنی بدنامی کا الزام اب اوسکو ہجے
تا کہ چھپا چیٹے یہ سوچکے خاموش ہوۓ ۔۔۔ یہ مکر بولے کہ جی کیون نہ ملو لگا اونسے
ابتو وہ جاننے والی مری مشہور ہوۓ

بعید اوس بزم کا اب کس سے بہلا کچھہ کہیے ۔۔۔ پاس خاطر کسی جس پاس کہو جا کہیے
اب اسی بات سے رہتا ہون ورا نچہ نہین ۔۔۔ کیونکہ نزدیک ہلاکت نہ بہلا ہو کچہ نہین
دوست غمگین ہوۓ دشمن مری مسرور ہوۓ

یعنی ممکن نہین احوال اب اپنا یہ بیاں ۔۔۔ آسمان پر بہی اوڑی اور زمین پہ گڑ جاۓ
کیا کہون دوستو اب خوبی قسمت اپنی ۔۔۔ یعنی سو کام مری جسنے نکلتے تو ہوۓ
اونکی سرکار سے نوکر بہی وہ اب دور ہوۓ

ایک عاشقیہ جو اوس شوخ کی آفت ۔۔۔ کہ نکالا جو اوسے بزم سے دیکر ذلت
مجہسے کہنے لگا وہ کیجئے اب کیا صنعت ۔۔۔ اوسنے خدمت سے جو معذور رکہا ہی جرات
یا نتک روۓ کہ ہم آنکہوں سے معذور ہوۓ

نہ خادم نہ ہم عاشق زار ٹہرے ۔۔۔ نہ فدوی ہوۓ نہ ہوا دار ٹہرے
غرض ہر طرح سے گنہگار ٹہرے ۔۔۔ نہ مونس نہ ہمدم نہ ہم یار ٹہرے
فقط غم ہی کہانیکو غم خوار ٹہرے

جہانتک کہ ہے خلقت آدم و جن ۔۔۔ سبہی اس سے واقف ہین دنیا کی ساکن
نہین شہرت حسن اے یار مجہہ بن ۔۔۔ یہ مانا کہ ہین آپ دلبر و لیکن
ہمارے ہی دل لیکے دلدار ٹہرے

تمہارے لئے مینے کی خاکساری ۔۔۔ ملی خاک مین سو مری خاکساری

بلا اوسکا بدلا جو کی ہین لے خواری | یہی چاہیے مرحبا تم ہماری

ستمگر کہو داب ہنوز از ٹھہرے

اوسے دیکھتے ہین جو غیرون سے باہم | تو کہاتے ہین غم اور پیتے ہین خون ہم
بھلا تم سے اب پوچھتے ہین یہ ہمدم | یہین خون دل ہم غم اوسکے ہین ہر دم

وہ دو جہانزدم دیکھے خونخوار ٹھہرے

ہمین گلبدن جو نظر تم نہ آئے | تمہاری محبت نے یہ گل کہلائے
یہ کہکر وہین ہاتھ دونون دکہائے | بدن پر تو لاکہون ہی گل تم نے کہائے

چہپے تم کہین وقت شب گلنداز ٹھہرے

گلی مین کل اوسکے ہم اٹکہ جو بیٹھے | انہین کہا یا بہت پر اوٹھے ہم نہ وان سے
یہ احوال میرا ایکایک کسی سے | سنا جبکہ حاضر ہے صنعت تو بولے

کہ کہدو اوسے زیر دیوار ٹھہرے

مری گریہ کی طغیانی سے پانی چہت سے | فغان اور شور سے اپنی جگر دل ہمدکا ہلتے
ترپنے سے مری بجلی بہی تنگ و سخت محزون ہے | دل بیتاب میرا جب سے زیر خاک مدفون ہے

زمین کو آرہا ہے زلزلہ گردش مین گردون ہے

سیاہ و سرخ چشم اوسکی بلا ہے یا کہ افسون ہے | جو فوج عاشقان پر مستعد کرنیکو شبخون ہے
ارسطو بہی یہان ششدر ہے اور حیران افلاطون ہے | تہ محراب ابرو اوس صنم کی چشم میگون ہے

یہ بیت اللہ مین ظاہر ہے طرفہ مضمون ہے

کوئی ہمسر ہوا اپنا کسطرح سے عشقبازی مین | جہانتک عاشق جانباختہ گذرے خدائی مین
سو وہ سودائی اور مجنون نئے ہین ہمسر ستی مین | ہمین ہین روز ازل سے ایسا دیوانہ کہ طفلی مین

مری منت کی بیڑی تہی سو وہ زنجیر مجنون ہے

ستم لوا عاشقونکو ہی کہ تیری ظلم سہتے ہین | اور اونکے چشم سے تیرے ہر اک دم خونکے بہتے ہین

مگر اہل معانی بہی یہان حیران رہتے ہین
تو وہ ہے مطلع دیوان خوبی جسکو کہتے ہین
قد موزون کا سایہ دوسرا مصراع موزون ہے

ہلال آسا غم مہرویں کا ہشں ہے مری تن کو
کمان تن نیکلیا ہون جلکہ کش مجرامین یارو
اور اوسکی تیغ ابرو کا ہون گہایل پہر تو یہ سوچو
میرا دیوان نہ کیونکر رشک دیوان ہلالی ہو
کہ ہر بیت غزل مین مطلع ابرو کا مضمون ہے

ترحم کچہ بہی اپنی حالپر اب تجکو آتا ہے
کہ خشت و سنگ پر شداد سا ن زر تو لگاتا ہے
صفائی دلکی کر ناوان کہ یہ کعبہ کہاتا ہے
خدا کا گہر بنا منعم عمارت کیا بناتا ہے
نہ وہ ایوان کسرا ہی نہ وہ طاق فریدون ہے

گرفتاری مدام اسکو ہے اور جنجال کثرت سے
وظیفہ اسکو ہے واللیل کا ہر ایک صورت سے
پریشان حال ہے صنعت پہنسا ہے اسمین مدت سے
نکل کر دل کہان جائیگا تیری دام الفت سے
تری زلفونکا شیدا ہے تری آنکہونکا مفتون ہے

جگر خیال خدائی مین شق ابہی سے ہے
گہرا اپنا لگتا مجہے لق و دق ابہی سے ہے
یہ جان بہی ہوئی گو بسن چلن مجہے ابہی سے ہے
شب وصال مین دلبر قلق ابہی سے ہے
سحر ہے دور مرا رنگ فق ابہی سے ہے

مزاج اسقدر اوس نازنی کی شاہ کا ہے
کہ بار جسکے بدن پر مری نگاہ کا ہے
سمایا جبین ہر اس کسل جو راہ کا ہے
چلا نہین ہے ارادہ ہی سیر ماہ کا ہے
یہ نازکی کہ جبین پر عرق ابہی سے ہے

یہ واقعہ ہے عجب نادرات کے داخل
کیا ہے قتل کسی نے ناز سے اوسے قاتل
جو مر گئے ہیں تو ہر ایک ہی اوسکا ایسا دل
ہنوز دل فق ہوا ہے نہین تیر بسمل
گذر لئیں زمین کا طبق ابہی سے ہے

یہ بات دوستو کہتا نہین ہون بہر شرت
نہین ہے جہوٹ ذرا کچہ اسمین سنا کر بال بحث

نہیں ہے نامہ کبوتر ہے کاغذی یکسر | میں لکھ چکا ہے نہیں حال دل کہ اوسکی طرف

ہوائے شوق میں اوڑتا ورق ابھی سے ہے

خوشی سے منہ کی میری سرخ دیکھکر رنگت | تو آج تاڑ لی چھو نسنے ہے کچھ اک فرحت

کنایتاً یہ لگا کہنے مسکرا صنعت | کہ سینہ شام کے آئینکو کیا لکھا عشرت

کہ منہ پہ آپکی پہولی شفق ابھی سے ہے

نہ مشابہ تہا تیرے وہ نہ مقابل قامت کے | اور نہ ہم پوشش اعضا اس روش اندام کے

پیرہے یا نمک عشق تیرا دلمیں انس کا لگی | گل جو بیٹھا پاس میں جا اک تیرے ہمنام کے

رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تہام کے

مثل خس ہمکو کیا اور شعلہ رو دیدا تمہیں | ہر کسی را بہر کار ساخت تب سو جہاں میں

اس مثل کو سوچکر ممکن نہیں اب کچھ کہیں | جو کروگے ظلم ہم سب سہینگے کیا کریں

تم بنے اس کام کے اور ہم بنے اس کام کے

گہاتا پاکر ایک دن بندہ ذ تہنا گہیر کے | اوس پری رخسار کے تہی خوب بوسے لئے

اوسکو بعدم بندہ کیا ہے وہ میاں یہ اوس سرور ہے | انگلیان کچھ ہونٹونسے تو وہ یون اشارے کیے

اوسکو بوسہ دو نہیں جو لائق نہو دشنام کے

جبکہ نام اپنا لیا اوس نے زبانکو تہام | سنتے ہی ایکبار اوسکا منہ ہوا میٹھا تمام

وہ بعدم فرہاد شیرین ہے یہ کہتا تہا کلام | اپنے منہ سے کس مزے سے لیتی ہو تم اپنا نام

لینا پہر اکبار میں صدقے تمہارے نام کے

اب اوڑاتی ہے صبا اس غم سے اپنے سر پہ دہول | گل گریبان چاک ہے غنچون کی خاطر ہی ملول

یہ ہوا گل کی محبت میں اسی قدر جہول | شاخ گل پر گل جو بلبل جہومتی تہی کل ہو

آج سونا لان ہے کس رنگ سے ہے دام کا

تشنہ [illegible] کیا کیا دکھاؤ [illegible] | دل کی حل [illegible] رہی [illegible] وہ میرا اوپر [illegible]

کیا کرون آیا ہون ہاتھو نسے زمانی کی تنگ | ساقیا کر بس چلی اپنی تو ہی ایسی ترنگ

دو جہان کو دین تجھی بدلی ہم اک اک جام کی

نے ہوا بدنام رسوا ہوا تو کو بکو | مار گالی جب لگا دینے تجھے وہ تند خو

سامنے صنعت کی بہا گاو الشی تو آبرو | پختہ مغز ان جنون مین آپکو کہتا تہا تو

ہمتو دیوانہ ہین جرأت اس خیال خام کی

آئے جراح بہت سے مل کے | نہ ہوئے زخم برابر سل کے

مرہم وصل بن اوس قاتل کے | ناخن ہجر سے پہوڑے دل کے

ہوگئے کہاؤ سبہی چہل چہل کے

بزم آرا جو تہے اوس محفل کے | جوم کر ہاتہ سبہی قاتل کے

یہی کہتے تہے غرض سب مل کے | ہاتہ رہجاتے ہین ہر دم ہل کے

رین منتے رقص ترے بسمل کے

تیغ خونخوار تہی گویا بجلی | منہ سے یہ بات سبہونکی نکلی

نہین دیکہی ہے صفائی ایسی | تیغ یون کہنچتی ہے گردن وہ گئی

چومیو ہاتہ کوئی قاتل کے

ہمنشین ذکر ہے گل کی سب کا | لیکے منہ رکہیا ہین اپنا سا

پاس سے اوسکے مین جسوقت اوٹہا | عرض کی مین نے پہر آؤن تو کہا

آپ مختار ہین اپنے دل کی

اتفاقاً مین گیا اوسکے گہر | چہلکے بادام کے وہ لاد بہر

بولے کہاؤ تو مین بولا جلکر | مارو چہلکے یہ اونہین کی سیر

میوے جاتے ہین چہنین چہل کی

اس سبکدستی کے قربان گیا | مرتبہ جس سے یہ مین نے پایا

دیکھکر اوسکو یہ عالم بولا ۔ عرش پر پاؤن تڑپکر رکھا

لین قدم کیون نہ تری سنبھل کے

اوسکے دربار سے جو آتا ہے ۔ ق ۔ بزم خونخوار سے جو آتا ہے
کوے دلدار سے جو آتا ہے ۔ محفل یار سے جو آتا ہے

کہکے روتا ہون یہ اوس سے مل کے

اب تو تم آئے ہو یان فرحت سے ۔ ہو کے موقوف پہر اک ذلت سے
اسکی واقف نہین تم خصلت سے ۔ جسطرح تم ہو اسی صورت سے

ہم بہی اک دن تہے اس محفل کے

طرفۃ العین مین سب نے دیکھا ۔ ق ۔ چشم ذرا اپنے سے سہرا چہٹتا
پلمین پہر نام و نشان کچہہ نہ ملا ۔ لے گئی باد صبا یا کہ اوڑا

یا ہوئے خاک مین غائب ملکے

پارۂ دل ہے کہ گلگون تازی ۔ کیا ہی اسمین ہے سبک پروازی
کسطرح اسکی ہو چارہ سازی ۔ لخت دل جون گل آتش بازی

نہین معلوم ہوئی کیا کہل کے

یہ غزل سنتے ہی بولے صنعت ۔ آفرین باد تمہین اور رحمت
کیون نہ ہو ملک سخن مین نصرت ۔ تم ہو شاگرد نصیر اے نکہت

ہین وہ شاگرد میان بایل کے

جب بار عشق عرش تیرا اوٹھا سکے ۔ لوح و قلم بہی تاب پہر اوسکی لا سکے
جن و فرشتہ حور نہ پاس اوسکی جا سکے ۔ ارض و سما کہان تری وسعت کو پا سکے

میرا ہی دل ہے وہ کہ جہان تو سما سکے

جلتی ہین پر جو وہم کا طایر ادہر اوڑے ۔ ہدہد بہی اوڑکے وان سلیمان کا جا سکے

مقدور کیا صبا کا اگر اوس طرف اوڑے | قاصد نہین یہ کام تیرا اپنی راہ لے

اوسکا پیام دل کے سوا کون لا سکے

گر ہو سکے تو آپ کو کر دیجیے خاکسار | اوسکی حضور چاہیے عجز و انکسار

ہر آن اوسکے فضل کا رہیے امیدوار | غافل خدا کی یاد سے مت ہو زنہار

اپنے تئین بہولا دے اگر تو بہولا سکے

آکر یہان ڈرائے ہے تو کیا قضا مجھے | آنے سے تیری اور ملا ہے مزا مجھے

اوروں کی طرح تو نہ کہین جانتا مجھے | مین تو فتادہ ہون کہ بغیر از فنا مجھے

نقش قدم کی طرح نہ کوئی اوٹھا سکے

دیکھا جنہون نے بہول بہلیان کا یہ مکان | بہٹکی ادہر ادہر یہ رہی وان کہ تہی جہان

صنعت عجیب ہے حضرت انسان کی درمیان | یارب یہ کیا طلسم ہے ادراک فہم یہان

دوڑے ہزار آپ سی باہر نجا سکے

مدام رہتا ہی مجھسے برہم وہ عشق جسکی [illegible] | خیال میرا ہی کچھ نہ اوسکو نہ آپ تا وہ خبر اپنی ہے

قرار کیونکر ہوا ہی طبیبو ہوا کچھ اوسکی کتاب مین ہے | نہ صبر جسکو نہ تاب دل کو نہ خواب چشم پر آب مین ہے

غم جدائی سی جان میری عجب طرح کی عذاب مین ہے

جو کوئی دیکھے ہی مجکو ہر دم دلیل حال خراب مین ہے | وہ مجھسے پوچھے ہی ماجرا کیا کہ عشق جسکی جناب مین ہے

تو بہر کی آنکھون مین اشک مطلع ہی پس اوسکی جواب مین ہے | رکھی نگہون کو وہ ہمسی پردہ اکہ ذات بلدی حجاب مین ہے

یہ اوسکا مکہڑا نہین ہی گویا خدائی قدرت نقاب مین ہی

کباب سے ہم جسیم ہوکے دریا تو بن پڑیگا اسکو ہمجو | سمایا آنکھون مین ہی سمندر یہ تم اسکی [illegible]

بنا سکندر کی ہین تو تبلی طفیل گریہ یہ تم نہ ڈرلو | یہ کوئی طوفان ہے چشم پر نم کہون نگہون کو طلسم

حباب دریا مین دیکھ لاکھون تو دیکھو دریا حباب مین ہے

نہین ہین مژگان خون چکیدہ [illegible] | اور اپنی دیدہ بہی ندیدہ مثال دریا مین [illegible]

تو وہ کیفیت ہی ہو جو حیران کیا لوگوں کو اس گلی کے
کہلا کسیسی اگر دریا میں باغ دیکھا ہو تو دیکھیں
اگر کس منہ سے ہر ایک قطرہ جگر کا چشم پر آئیں ہے

کیا نہ معلوم درد میں اک باوجودی تہا وہ نہاں
دوا کی تکلیف مجھکو دی تو دی مسیحا تو نے ہی احسان
سوای تیری کوئی نہیں ہی کرے جو عشق کا ہی درمان
قلق ہی دل پر فغان ہی لب پر جگر پہ داغ اور طوفان
اجل خبر لے کہ جان واحد یہ سو طرح کی عذاب میں ہی

نہ ناز غمزہ وہ کرشمہ نہ دلبری ہی نہ شنگی ہیں اور وہ
نہ چلبلاہٹ نہ چلبلاہٹ سمجھ ہی تہی کہ جہان ہی اور
بہرے ہیں لیکن ابھی وسکی دلیں ستمگری کی ہزار باتیں
نہ دیکھی کر انکو لیا ہ بھالی او پر غضب ہیں یہ دیکھی نیچی نظر
بڑی ہی چتون وہ اوسکی کافر لا اللہ شوخی حجاب میں ہے

گیا ہی جب سے وہ رشک لیلی ہیں اوسکی غم میں تو مجنون
نہ پوچھ ہمدم تو میری حالت کہ حال لکہانی کیا بتاؤں
نہ سر کی سدھ بدھ نہ ہوش تنکا خبر نہی جو اب کیا دون
کسیکے جانے سی ہی یہ حالت قسم ہی مجہی جو آئین ہون
کہ دل ہی کتنی دنوں سی بیکل خلل کبھی ہی شب جو خواب میں ہی

کبھی ہی گالی کبھی کہانی کبھی ہی توری کبھی ہے جلنا
مدام غیر و ہی سی جا کے ملنا ہمیشہ ہمسی فراق چھوٹا
غرض کہانتک بیان کیجیے کہ اوسکا اذنی سا ہے شیوا
جفائیں اوسکی جو کچھ ہیں مجہپر سو ہوں گی بے حساب کا
گنوں گا روز شمار تک میں ابھی تو حصہ حساب میں ہے

کہا یہ صنعت نے دل کی تحسین میں اس غزل کو بہت خوشی سے ہو
اگر ایسے اشعار ہو دیں کسی سے بہرے ہیں اندھا سمجھ جو
ولیکن اپنی خوشی یہی ہی مری طرف سے اداسکو کیجو
کیا تازہ مضمون شعر جرات کہو و ایسے کہ سنکی جسکو
کہیں سخنداں غزل اب ایسی کسیکی کتاب میں ہے

کسی پری جو بہار دیکھی چہری وان کہین بگڑی
دلی دھڑکی اوسی جس لئے کہ جو کھٹ بہی نہیں بگڑی
جھپٹ کر عرق ہیچے خواری اوسکی دریا کی جو نہیں بگڑی
اور انکو ایسی پھر نہ میری آستین پکڑی
برنگ نقش پا اوس زینہ کی جب میں تلی زمین پکڑی

شب وصل اپنی یون اوس سے ہوئی خوش نظا کبھی کبھی
مکان غیر وہ محبوب شب آ رہی رہی جب تو

قلق سے جی ہی جی مین بس گہٹی تہا مین یارو
رہی ہے رات تہوڑی دل ہے مضطر دیکہو کیا ہو

اودہر اندیشۂ دشمن ہے ادہر اپنی نہین بگڑی

سنواری زلف مشاطہ نے جب اوسکی سنا مینے
ہوا سودا اسا مجکو اور اوٹہا ایک دم شانے سی

تو گہبرا کر یہی مین نے کہا الجہن ہے شک کی مارے
الہی ناگ لگیو گور مین اوس تیرہ باطن کے

کہ جسنے بے تکلف اوسکی زلف عنبرین پکڑی

گہن مین آگیا تہا چاند گویا اوس گہڑی یارو
اگر پہٹتی زمین تو جہٹ سما جاتا وہین مین تو

مرٹر بیٹا تلملاتا اور قلق اوس دم کی مت پوچہو
دیا کیا دردسر اوس شانے مجہ ناشکیبا کو

لگا ٹیکا جو صندل غیر نے اوسکی جبین پکڑی

بڑی لاگ سے گردن شیخ صاحب نے عبث توڑی
پہر اوس سے حور وغلمان کی کیا زاہد صنم سی بہی

نکر مجکو نصیحت ناصحا گر منصفی تو ہے
او نہین کیا لطف ہستی ہی جہونے نازنینو کی

نہ چشم عشوہ زا دیکہی نہ ساق نازنین پکڑی

نہ تہی لیلی کی خاطر بلکہ اوسکو پاس محبوب کا تہا
ولیکن مقتضا یہ عشق کا تہا اور غیرت کا

یہ رنگ لالہ داغ رشک کبر قیس نے کہایا
غبار ناقۂ لیلی جو نہین سو لئے چمن نکلا

صبا نے نذر آکے بڑہ کے بوئے یاسمین پکڑی

کہلی جو لٹ جہی اہل شمع کے نواسی کی
تو صنعت اوسکی خوشبو دو جہان مین بسکہ پہیلی تہی

نہ تہی تخمیر کہلی یہ بات لوگو جیسی جو پوچہی
شمیم حلقۂ جعد معنبر کسکے ہان پہونچی

تو اوشت خلق سے مشک جو راہ چین پکڑی

ہر ایک نے عاشق کے لئی مار نکالی
ہر طور کی ایذا کے آزار نکالی

پر ایسی کسی نے نہین زنہار نکالی
یہ وضع نئی تو نے اب اے یار نکالی

ادہر دیہر نظر کرنے ہی تلوار نکالی

اٹہکیلی کی رفتار ہے اور ناز کی ہر بات
سرمہ وہ دہڑی مسی کی مہندی کی تو رنگ ہات

خالی نہین انداز سے ہمدم کوئی حرکات ... ابرو ہین چڑہی بکہری ہین بال اڑی ہوئی رنگت

سچ دیکہو تو کیا اس لے دہوان دہار نکالی

ہمدم مری فطرت کو ذرا غور تو کیجئے ... بہاگی تہا گلا ندام جو کوسون مری بو سے

دی عقل بہلا اوسکو وہین صید دم دکہا کے ... یاد اوس سے بدی ہمنے ہمت لی ہو سے

ہاری ہی تو کیا ہار مزیدار نکالے

ہمسایون کی اوس شوخ کی شوخین کرکے ... اس حیلہ سے اوس کوچہ مین جا جا کی جو بیٹھے

ہمدم وہین بس ہگیا مین اپنا سامنہ لے ... در پیر جو نشست اوسکی مری ٹہری تو اوسے

راہ اور طرف توڑ کے دیوار نکالی

رسوا نہ اوسے کیجئے گو ہجر مین مر جائے ... دی جان کرتا عشق کوئی جان بچاوے

اب اوسکی وفاداری کو ٹک غور تو کیجئے ... بدنامی کا کر پاس دم نزع بہی جس نے

کچہہ منہ سی شکایت نہ تری یار نکالی

ای وای کہ مرنے سی ہوا اوسکو نہ نادم ... ٹک سوچ تو جلاد کہ تہا مجکو یہ لازم

تہا راہ وفا اسمین اسطرح جو قایم ... سو حیف تری لوگون نے لاش اوسکی ظالم

کوچہ سے بذلت سر بازار نکالی

صنعت نے کہا اوس سے غزل کہیئے تو ... ہے فکر رسا اور تو کرتا ہی بجا غور

اور تپہ خوش آتا ہی یہ پڑہنی کا ترے ... پڑہ تازہ مضامین کی جراءت غزل اک اور

یہہ اور زمین تونے نئی یار نکالی

زخم جراح نے جب گہر سی لکل کل ٹانکے ... کچہہ وہ محکم نہوئے کہ کی جو گل گل ٹانکے

مثل تیزاب تہا خون کہ گئی گل گل ٹانکے ... یار فولاد سی جون جون دل جل جل ٹانکے

توڑ ڈالے دل بیمار کے ہل ہل ٹانکے

یک سر مو نہین کہتی ہین مرے فرق ذری ... صبحدم ہین تجھے جو جاتے ہی نظر اوسپر کی

اوڑہنی قرقیا وس ماہ کی یون چمکی تہی ۔ جون شفق مین نظر آتی ہو کرن سورج کی

نکلے وہ سرخ دوپٹے یہ مسلسل ٹانکی

بال بہی ہو گئے ہین اوس تن لاغر کے وبال ۔ اوس سے تصویر بہی مجنون کی تو فربہ ہے کمال
کر لو دو نو مین تمیز آپ ہی پلکر کی مثال ۔ ہے لقا بے نمایان یہ گہڑی کا جو ہے جال

بالکی مین تری زخمی کی مسلسل ٹانکی

گئے جراح بہی تہکا وسکی دوا کر کر کے ۔ مرہم وصل ہی اوس شوخ ستم پرور کے
جیتے مرہم کہی اوس یار کا دم بہر بہر کے ۔ مژدہ ای مرگ کہ اب اپنی دل مضطر کے

زخم ناسور ہوا کر گئے گل گل ٹانکی

دل مشبک ہی مرا خانۂ زنبور صنعت ۔ اور جگر چور ہے سینہ کی عجب ہی حالت
دست و پا ملتے نہین دیکہی ہے جیسی صورت ۔ اوس خدنگ مژہ و تیغ نگہ کی دولت

بند بند لیتے رفو اور ہین گل گل ٹانکے

قفس تن مین تڑپتا ہے یہ دل لیل و نہار ۔ تو گرفتار ہون جون طایر وحشی بردار
سنکے بس شہرۂ آفاق تجہے اید لدار ۔ ہے یہ شہباز دل اپنے کو ہوای دیدار

دیدۂ زخم کے اب توڑ ہی پل پل ٹانکی

بولے صنعت کہ تو ہے شعلہ رخون کا بیمار ۔ ہو گیا تیری دوا کر کے مسیحا بیمار
طرح گلشن کی ہر اک زخم ہے تیرا بیمار ۔ قطرۂ خون کی عوض نکلے شرر کیا بیمار

ہو گئے خاک ہر اک زخم کی جل جل ٹانکی

مرتبہ ایسا بہلا عاشق کو کوئی کب پاتا ہے ۔ یعنی اپنے ہاتہہ مجہکو قتل وہ فرماتا ہے
رشک اسیر اب ذبیح اللہ کو بہی آتا ہے ۔ سر لوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پا گرتا ہے

یہہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جا ہے

ہات چاک جیب پر کچہہ پا بیابانی ہے ۔ اپنی گردن کس لئے زنجیر تو توڑ دی ہے

اور لباس عقل اپنی دہجیان اوڑوائیے — رخصت ای زندان جنون زنجیر در کہڑکائیے

مژدہ خار دشت پہر تلوا مرا کہجلائی ہی

مجکو لیلی کی ملاحت نے دکہلایا یا نتک — بنگئے کان نمک سب استخوان و گوشت تک
ستل دیوانہ دم آخر بہی مجنون کو ہی یک — واہ واہ شور محبت خوب ہی جیتر کا نمک

استخوان میری جو سگ نے لیلی کی کہائی ہے

ہل نہین سکتا ہے وہ تیری نزاکت کی قسم — ساتھ آہ سرد کا ڈہونڈتی ہی ہر دم اے صنم
گاہ کہتا ہی سوا زی روز کی پہونچے عدم — بان مدد طاقت کہی ہے ضعف سی سینہ مین دم

دیکھیئے لب تک خدا کیونکر مری پہونچائی ہی

جا کے صنعت نے کہا اوس سے کہ او غفلت شعار — اسمین شیخی کم نہین ہو نیکی تیری زینہار
دیکھ لے تو بہی تو ظالم چلکر اوسکو یکبار — تر عین ہی ذوق کو یا تک ہی تیرا انتظار

جانب در دیکھ لے ہی جبکہ ہوش آ جائی ہی

ہم وحشتو نکے دلمین کچھ اوہی امنگ ہے — وحشت پہری ہی اور ہی اور ہی ترنگ ہی
ان گم شدو نکے آگی تو عنقا بہی دنگ ہی — اہل فنا کو نام سے ہستی کی ننگ ہے

لوح مزار ہی مری چہاتی پہ سنگ ہی

نے فکر صبح کی نہ غم شام تہا ہمین — نے ذوق بادہ تہا نہ سر جام تہا ہمین
جب تک عدم مین تہی عجب آرام تہا ہمین — اس ہستی خراب سی کیا کام تہا ہمین

ای نشۂ ظہور یہ تیری ترنگ ہی

نے یان ہوائی آب ہی ای حرص نان کی — نے وہشت سقر نہ ہوس ہے جنان کی
زاہد یہ باتین سب ہین تری ہی گمان کی — فارغ ہو بیٹھ فکر سے دونون جہان کی

خطرہ جو ہی آئینہ دلپہ زنگ ہی

جسکو ملا ہی عارف و کامل کا مرتبا — یا جسمین خود وہ آپ ہی آ کر سما گیا

ہر ایک مثل غنچۂ تصویر چپ رہا
حیرت زدہ نہین ہے فقط تو ہی آپنا

یا تنک بہی جسکی آنکہہ کہلی سو وہ دنگ ہی

روز ازل سے مین تو اوسیکا ہون شیفتا
غلمان و حور کا بہی مین طالب نہین ہوا
مر کر اسی سے چہوٹونگا ای دوستو بہلا
کب ہے دماغ عشق بتان فرنگ کا

مجکو تو اپنی ہستی ہی قید فرنگ ہی

زاہد کے ساتہہ ذکر کیا ہی مجالی غل
رندونکو اپنے ہاتہہ پلائی مدام مل
ملا سے بہی ملے کہ بجا اپنا ز ار کہل
عالم سے اختیار کی ہر چند صلح کل

پر اپنے ساتہہ مجکو شب و روز جنگ ہی

مانند غنچہ بند ہے کوئی مثل گل کہلا
کوئی زمین پہ جون گل پژمردہ گر پڑا
اب تو ہی دیکہہ دیدۂ انصاف سی ذرا
مین کیا کہون تجہے نظر آتا نہین ہی کیا

اس گلشن جہان کا جو کچہہ کہ ڈہنگ ہی

جو چاہتے ہین خاک ہی اکسیر کی بہی گرد
صنعت یہ اونکا قول ہی جو ہین خدا کے مرد
سیر جہان سی کیونکہ نہ دل اپنا ہووے سرد
غنچہ شگفتہ ہووی ہی ہووی کہ سمن زرد

دیکہا جہان جاکی تو اوسکا ہی رنگ ہے

سامنے رہتی تہی پر یونکی پری رات اور دن
دیکہنا اونکو اوٹہا آنکہہ نہتا یہ ممکن
ہو گیا سو کہکے کاتا سا یہ اب جس گل بن
وہ تو ایسا نہین محبوب عزیز ولیکن

غم سی گہٹتا یہہ سرا سب ہی ہاتا ہی اوسی
جو مجہے دیکہے ہی سو دیکہنے جاتا ہی اوسی

ہوا رسوا ایکا ایکی جو ہر اک جا چرچا
وضع سے اپنی دلی کسکو یقین لاتا تہا
حال ہر ایک نلی جب آ نکلے دیکہا میرا
ہوکے مشتاق ہر اک دیکہی ہی اوسکو جاجا

غم سی گہٹتا یہ سب ہی مین بڑہتا ہی اوسی

جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھے جاتا ہی اوسے

پہر وضعداری سے آئی مری سبکو حیرت — یعنی اس شخص کو اسباب کی ہی کیا نسبت
پہر مری سب نے یہان آکے جو دیکھی حالت — بولے وہ اوسکی بہی اب دیکھی چلکر صورت

غم سے گھٹنا یہ مرا سب مین بڑہاتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھنے جاتا ہی اوسے

غم نے کہلایا ہی مجھے مین سنے جو کہایا ہی غم — میری بے چینی سے بیدرد نہین اشک محرم
غم فرقت سے ہوا جسکے یہ اپنا عالم — وہ تو کچھ ایسا نہین ناز و ادا مین عالم

غم سے گھٹنا یہ مرا سب مین بڑہاتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھی ہے سو دیکھنے جاتا ہی اوسے

آگے اس شہر مین اوسکو کوئی پوچھے نہ تہا کس سبب — اب زمانہ مین ہی شہرہ مری حالت کے سبب
اسلیے اوسکے ہی طالب ہین یہان جسکی سبب — کچھ بن آتی نہین اے دوست تو کیا کیجیے اب

غم سے گھٹنا یہ مرا سب مین بڑہاتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھے ہی سو دیکھنے جاتا ہی اوسے

تکرے ہوتے جب مجھے وہ خورشید نظر — کاہش اب تنکو میرے کیونکہ نہو مثل قمر
ورنہ پہرتا ہون بہلو مین جو دل ہی مضطر — یون مجھے دیکھکے وان جاتا ہی ہر ایک بشر

غم سے گھٹنا یہ مرا سب مین بڑہاتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھے ہی سو دیکھنے جاتا ہی اوسے

دی ہی حشمت جو مجھے اسقدر ایذا اوسنے — کیا کرے وہ بہی کہ جنگل مین ہی کس موسم کے
روشنی تب ہو کہ جب چاند گھن سے نکلے — ورنہ ملے جب تو ہو موقوف یہ مطلع منہ سے

غم سے گھٹنا یہ مرا سب مین بڑہاتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھے ہی سو دیکھنے جاتا ہی اوسے

وہ اوسکا زخم اول ہی نہیں زنہار بہرتا ہی
تہیمچہ اوسکے خاطر بہر تو اے خونخوار بہرتا ہی
گواہی اسپہ ہر ناداں اور ہشیار بہرتا ہی
نہیں ہی جی یہ اور لٹے دم عزا بیمار بہرتا ہی
پر اس سختی مین بہی تیرا ہی دم ای یار بہرتا ہی

جو دیکہو دیدۂ انصاف سے طوفان کیا کم ہے
جہڑی جسکی مسلسل در ہر پل موج پیہم ہے
کوئی دجلہ ہی یا چشمہ ہے یا فوارۂ عدم ہے
کچہہ اپنی چشم تر کا چشم بد دور اپنا عالم ہے
کہ پانی جیسے آگے ابر گوہر بار بہرتا ہے

تجہی ہوویگی بدنامی نہ کہین گے اور تیر بازو
بٹہرین چہپٹین مبادا اپنا ڈری خون لگہا گلو
صلاح نیک بتلاتا ہوں میں تجکو یہ جو مانو
دکہا دے بسمل تیغ نگہہ کو جنبش ابرو
بہلا کیون خون میں قاتل عبث تلوار بہرتا ہی

ذرا سوچو تو اس صورت سے اپنی زندگی تا کے
بچون کیونکر مسیحا ہو مرے مرنے کی جب دو ہے
بہلا زخموں کی بہرنے کی اب امید کونسی تیرے
کبہی داغ جگر پر زلف کا مشک کسی نے ہے
کبہی خط زخم دل مین مرہم زنگار بہرتا ہی

یہ عاشق ظلم بیجا ہر گہڑی اوسکا جو سہتا ہے
اسی آسے لب نالا اور لہو آنکہوں سے بہتا ہے
یہ عالم دیکہکر حیران بشر ہر ایک رہتا ہی
لگا کر سنگ فرقت دل پہ وہ ایسے تڑپ کہتا ہی
کہ شیشہ ٹوٹتے دم اس طرح جہنکار بہرتا ہی

نہ سودائی نہ آزاری نہ خبطی ہی نہ لیا بل
نہ ہی خفقان اسکو پہر تڑپتا لوٹ ہی بجا ہل
جواب اسکا تو دو وائدہ ستو نین تمہیں ہو ستانیل
اگر برق نگاہ شعلہ ریز لو لگا نہیں بایل
دل بیتاب پہر کیون آہ آتش بار بہرتا ہی

کبہی ہنستے ہوا اوس شوخ کو اوسنے جو دیکہا ہی
تو اوسکو بیقراری برق کی مانند گویا ہی
اور اوسکی اچپلاہٹ سی ہی یہ سیماب سا ہی
یہ دل یاد غزال چشم جانان میں تڑپتا ہی
کہ آہو جو کڑی جسطرح سو سو بار بہرتا ہی

نہ کیونکر بدگمانی ہو دل بیتاب کو یارو — نہ کیونکر اشکباری چشم کو دن رات ہو سو جو
کرے تیاری کرے جب یار سو غیرونکی جانیکو — نہ کس صورت بھلا اپنی نینن اختر شماری ہو

کہ ہر شب بانگ مین دمہ در شہوار بھرتا ہی

کروں آگاہ صنعت تجکو مین اپنی کہانی سے — ولے طول سخن مین ڈر ہے تیری سرگرانی سے
غرض اب ہاتھ دہو بیٹھا ہوں مین اپنی جوانی سے — فراق یار مین اس درجہ دق ہوں زندگانی سے

کہ جوں بیمار دق دن موت کی لاچار بھرتا ہی

چتون مین تیری ناز بھرا اور ہی کچھ ہے — انداز ترا سب سے نیا اور ہی کچھ ہے
تہا وہ بہی دلیکن تو بلا اور ہی کچھ ہے — یوسف مین کہان تھی یہ لوا اور ہی کچھ ہی

یہ حسن ترا نام خدا اور ہی کچھ ہے

یہ حسن خداداد ہوا ہے تجھے حاصل — ہین جن و بشر تیغ نگہ سے ترے گہایل
چھینی ہے فرشتونکا بہی اب دسے تو دل — نے حور نہ غلمان نہ پری تیری مقابل

واللہ تو سب سے ہی جدا اور ہی کچھ ہے

لیلی و دمن بہرتے یا لی یہ کہان ناز — رنگ اوسکا ترے سامنے کرجاتی ہی پرواز
واللہ کہ خوبان جہان مین ہے تو ممتاز — اس عہد کے معشوق کہان پائین یہ انداز

انداز و ادا تمنے لیا اور ہی کچھ ہے

لی تو ہو اپنا نام ہی مل شیشے سے اک رات — تل لے بہی عبث نالہ مین ضایع کری اوقات
خسرو بہی تو ملتا رہا شیرین کی لگی بات — نہ قیس مین تھی اور نہ فرہاد مین یہ بات

اس دل سے تری گلی سدا اور ہی کچھ ہے

بہرا کہی کہینچا ہی لوٹ ملین ندامت — ہر دہ مین چھپے اسکی ہی ڈر سے ہی قیامت
تنہی ہی مین حیران ہون عجب ہی مرے حالت — نے سرو نہ شمشاد ہے قد کو ترے نسبت

بالا یہ ترا سب سے بلا اور ہی کچھ ہے

ہے یار فن ظلم میں استاد تو کامل ۔ گردوں نے یہ پیشہ کیا ہے تجھ سے ہی حاصل
کیا جانے ترے ظلم کا کیا طور ہے قاتل ۔ دل ٹکڑے ہوئی جان نکلنے ہی پہ یوں ہو کہیں مشکل
ایجاد جفا سے نیا اور ہی کچھ ہے

صنعت تجھے معلوم ہے تاریخ کی رو سے ۔ رانجھا سے بھی فرہاد سے اور قیس سے آگے
دنیا میں یہ عاشق ہیں جہانتک کہ گزرے ۔ یہ مر نہیں وہ جو مرا یہ ہو سمجھو نکلے
عاشق ہی ولیکن بخدا اور ہی کچھ ہے

دم حباب آسا ہم اپنا جانتے ہر آن تھے ۔ اور چراغ صبح کی صورت دیا بیجان سمجھے
ایسے ہی بنیاد تھے اور کسقدر نادان تھے ۔ کیا کہیں عالم میں ہم انسان یا حیوان سمجھے
خاک بھی کیا تھی غرض اپنا مہمان سمجھے

ملک اپنی سمجھے جو یہ فرزند و دختران زر ۔ مر گئے یہ آئیں اور لٹ گیا و سر بسر
یہ ہوا تحقیق ہمکو غور سے جب کی نظر ۔ گر رہے تھے اپنا سمجھے غیر کی املاک پر
چھین لی جب اوس نے تب جانا کہ ہم ملوان تھے

کر رہے تھے ہم تو جو کچھ تھی یہ انکی بہتری ۔ اور اسی خاطر کیا تھا ہمنے حاصل علم بھی
نفس اور شیطان کے اغوا سے کیا گمراہی ۔ عقل سمجھی تھی بڑی چیزیں و بانا غیر کی
غور سے دیکھا تو سمجھے سخت ایمان تھے

کسطرح اب عیش و عشرت سے بھلا میں جی لگاؤں ۔ خوف دل کیونکر نہ جاؤں اور کیونکر خرم بہاؤں
پھر عبرت دوستو اک داستاں تمکو سناؤں ۔ ایکدن اک استخواں اوپر پڑا میرا جو پاؤں
کیا کہوں غفلت میں دستم مجھکو لیا کیا ہاتھ

جوں قدم اوس پر پڑا قدرت تجھے اللہ کی ۔ یعنی کی ہے رہبری اب اوس نے مجھ پر اپنی
ہو گئے عرش بیمار ہی استخوان وہ راہ کی ۔ پاؤں پڑتے ہی غرض اوس استخواں نے آہ کی
اور کہا غافل کبھی ہم بھی تو صاحب جان تھے

سرگذشت اپنی نصیحت ہو اسی تو کان میں — تھی ہماری بھی تو تیری سے دماغ و دل جگر
زور بازو و ہواس و عقل ہوش و مال و زر — دست و بازو و سر و گردن شکم پشت و کمر

دیکھنے کو آنکھیں اور سننی کی خاطر کان تھے

اور صورت میں بھی تھے ہم حضرت یوسف نمط — دیکھ ہمکو خلق کا ہوتا تھا اکثر غم غلط
ایک کچھہ اپنا نہ سرو قد و قامت تھا فقط — ابرو و بینی جبین نقش و نگار و خال و خط

لعل و مروارید سے بہتر لب و دندان تھے

اور ایسے تھے محل کسرا ہو خجل دیکھ دنگ — فرش اوپر تھا قاقم و سنجاب تا صدر آنگ
جھاڑ بلوری لٹکتے اور ہمیں تھے کار فرنگ — رات کو سونے کو کیا کیا ہم و نازک تھے پلنگ

بیٹھنے کو دونلے کیا کیا طاق اور ایوان تھے

اک طرف کو رو برو بیٹھے تھے پری پیکر پرے — ناچ راگ اور تان تیا خیال و ترت گا رہے
غم الم اندوہ رنج و فکر و دلگیر کچھہ نہ تھی — رنج رہتے تھے کچھ بھی اور ہوتے تھے قہقہے

ساغر و ساقی صراحی عطر و پھولوں پان تھے

دن تو ہمکو عید تھا اور رات کو بالشت برات — ہم بہت سی باہر والوں سے لگا رکھتے تھے گھات
دن کسی کے ساتھ کٹتا تھا کسیکی ساتھ رات — لگ رہا تھا دل کئی چنچل پری زادوں کی سات

کچھہ کسی سے عہد تھے اور کچھہ کہیں پیمان تھے

بعض بعضوں کے قرار و قول تھے پوری ہوئے — اور کئی سے آج کل آنے کے کچھہ پیغام تھے
بعض معشوقوں سے لگی اب لگائی تھی نئی — گلبدن اور گلعذاروں کی کنار و بوس تھے

کچھہ لگالی تھی ہوس کچھہ اور بھی ارمان تھے

اور سمجھے تھے کہ گذرے جائیگی یونہیں — نفس اور شیطان نے تھا اس قدر غافل کیا
آخرش جوں باز لیتا ہی کبوتر کو دبا — ایک ہی جھگڑا اجل نے آنکر ایسا دیا

نے تو ہم تھے اور نہ وہ سب عیش کے سامان تھے

اب ہمیں ملتے ہیں تلونکے تلے برنا و پیر
گور میں ہیں حشر تک ہمدرد اور غم کے اسیر
استخوان کرتے تھے صنعت نصیحت دلپذیر
ایسی بیدردی سے ہم پر پاؤں رکھا ہی نظیر
او میان تیری طرح ہم بھی کبھی انسان تھے

اس مریض عشق کی حرکات نا محسوس ہے
نبض جسکی دیکھکر حیران جالینوس ہے
پوچھتا کوئی نہیں اپنا یہ درد افسوس ہے
کسکی نیرنگی یہ برق خاطر مانوس ہے
جو شرر دل سے اوٹھے سو جلوۂ طاؤس تھے

کر دیا لیلی نے ٹکڑی کا نسہ مجنون کا نام
اور شیرین نے کیا فرہاد کا چاہت میں کام
شعر یہ اوستاد کا اسکی سند بھی لا کلام
حسن کو اپنے ہوا اور دلنے کاوش ہی مدام
ہر طپش یان شمع کی سوز دل فانوس ہے

ظاہرا مطلق نہیں ہے انمین گویا ہم ملاپ
مومن اور کافر کے ہیں یہ ایک ما اور ایک باپ
اوس نے لاکھوں رنگ سے اپنی صفائی کی ہے آپ
ٹک اگر سمجھو تو اک پردے میں ہیں [illegible]
گر صدائے بانگ ہی زمزمۂ ناقوس ہے

مال و زر تھا پاس اپنے جسقدر سب چاہئے
تھی بسر [illegible] تھی جہین ہر صورت کے تھے
موت کو دل سے بھلا شیطان کی استمداد سے
کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی ملک روم کیا ہی سرزمین روس ہے

فوج رکھکر اوسطرف کو بھیجئے لشکر کشی
لطف ہے مردانگی اور زندگانی کا بھی
تا قیامت نام ہو گا جان بھی گر ہمین دی
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجئے زندگی
اسطرف آواز طبل اسو صدائے کوس ہے

جو کہ ہو اپنی رعیت اوسکی ہو ہر طرح غور
سرکشونکو قتل کیجئے تا کسی پر ہو نہ جور
جبکہ ہوا نسے فراغت تب یہ ہو محفل کا طور
صبح سے لیکر شام تک کیجئے مئے گلگونکا دور
شب کے تئین پھر ماہرویوں سے کنار و بوس ہے

بس یہی ٹھہری کہ ہوتے شاہ روم اور ری کے لیے — رکھکے فوج بیقیاس اب قصد و انکے لیجیے
گنگنے بیہودہ اسے یہ ہم کرتے جو تجھے — سنتے ہی نے عبرت یہ بولی اک تماشا ہیں تجھے

چل دکھاؤں تو جو قید از کا محبوس ہے

اور کہا کیوں حرص میں کرتا ہے عمر اپنی ضرر — دیکھ تو جا کر گڑے ہیں کتنے شاہان سلف
کچھ بھی شاہی کا ہے انکو سہے عز و شرف — لیکے یکبارگی گور غریبان کی طرف

جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

اور لگے کہنے کہ کچھ معلوم ہوتا ہے تجھے — ہیں یہاں شاہ و گدا مدفون ایک ہی طور سے
ٹوٹے پھوٹے تھے پڑے تعویذ بھی ہر قبر کے — مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے

یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

زندگانی میں یہ ہفت اقلیم کا کرتے تھے راج — تھا میسر تخت اونکو پاؤں سے اور سر پہ تاج
جو زمیں پر سائے تھے تھا عرش پر اونکا مزاج — پوچھ تو اب ہے جا کے حشمت و دنیا سی راج

کچھ بھی اونکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

گنبد دستار سر پر اور تن میں خرقہ تھا — ناگہاں اک راہ میں میخانہ قدرت کو ایلا
دیکھتے ہی رخت زر کو یہ صنعت کیا ہوا — کل تو قدرت پائی خم رکھتے تھے تسبیح یا

آج ہیں جام مے وہ خرقہ سالوس ہے

یہ جان اور دل عاشق ہیں لبھانے کے لئے — سو اوس نے ناز سے غمزہ سے مسکرانے کے لئے
ادا و ناز و کرشمہ مجھے دکھانے کے لئے — کہوں یہ کیونکہ دل و جان ہیں چرانے کے لئے

کہ اوس نے لاکھ ادا سے مجھے جتانے کے لئے

جگر سے آہ حلق جان پہ یہ اشک بہتے ہیں — فگار سینہ و دل ہو نہ خشک رہتے ہیں
یہ جنکے واسطے سارے عذاب سہتے ہیں — کہا جو اسنے کہ دی جان تمہیں تو کہتے ہیں

کہ آشنا بھی کرے ہیں آشنائی کے لئے

یہ مجھنے دیکھا ہی جب سے تمھاری عالم کو
پھنسا بلا مین دیا اپنی جان خرم کو
بجائے باغ مین تسیر ہیہ گھر مین اکدم کو
نہین ہے چین کسی شکل آپ بن ہلو

تم آؤ تو تسکین دکھاؤ جیا کو لیے

ہزارون آپ کے اور سکے مین عاشق دل
کوئی تڑپتا ہے مرتا ہے کوئی ہے گھایل
تو اب بھی جا کے دو باز آؤ اس سے کیا حاصل
وہ جانتا ہی نہین تمکو واہ حضرت دل

گذر گئی ہی یہ من چین صبح بیکل لیے

ہوئی بھی عشق کی دل کو جو اپنی بیماری
نہ اس کی دوا اسکو کچھ مسیحائی
شفا ہو جب سے آئے ہین ہم یہان جو ابھی
سنا تھا مجھنے کہ دار الشفا ہے تیری گلی

ہوا نکے مین دل بیمار کو شفا کے لیے

جفا و جور و ستم ظلم و رنج و درد و بلا
تمھارے عشق مین کیا کیا ستم نہ دیکھے
نیا خروش و اور رکھ رقیب بہ بسملا
اننکے زور سے خلق ہے ہین کئے پیدا

تمام رنج و الم مجھ کو مبتلا کے لیے

یہ جو ہے نرالا تمام عالم سے
بچا ہے اسلئے حسن پیدا ہم سے
کنارے گور کے پہونچے ہین جسکے ہجر سے
وہ ملکنا بھی ہوتا نہین کبھی ہم سے

بچھڑ کے تجھ سے ہم جیتے ہین جینا کے لیے

بچا لیگا تو اس عاصی کو ایک محشر مین
کہ جسکو دیکھکے شیطان مانگتا ہے پناہ
سوائے فضل کے تیرے مرا نہین ہی پناہ
دنیا بھی ہے مری روز و شب کی یا اللہ

گناہ عفو مرے کیجیو مصطفی کے لیے

کچھ اندلون ہی ترے نام سے مجھی نفرت
یہان تو وہ نہین آتا ہوا اب کیسی صورت
ہر ایک شکل منانے مین اسکی کی صنعت
منانا اوس نے تو نا چاہو ہمن ہی منت

ہزارون منتین کین ہم نے دعا کے لیے

اوسے تو اسقدر رغبت ہے جو امنگ بجلی کی
ڈرے اوس سے گر دیکھے کہین تصویر بجلی کی
نہین وہ دیکھتا صورت کبھی بھی جنس بجلی کی
نکلا اوس نازنین سے تو ڈالا تقریر بجلی کی
مبادا اوسکو ہو آسیب یا تاثیر بجلی کی

تری بن موسم برسات مین مرا تھے عیارے
وے شکل عاشق مہجور کے بدلی ہوا بارے
کہ ابر و برق سینہ پر جلاتے ہین مرا رگی
مسی ملکر جو تونے کھل کھلا کر ہنسید پیاری
گھٹا دی آبرو دی ابر اور توقیر بجلی کی

یہہ مطلب ہے کہ جو کوئی مری تصویر کو دیکھے
علامت کیجیے سینہ مین بجلی کھنتا ہون مین
وہ عاشق بن بتلائے شعلہ رو یونکا مجھے سمجھے
مری تصویر کی لب پر مصور واسطے رکھے
بجائی آہ سوزان کھینچنا تصویر بجلی کی

نگہ کا عاشقون کی بھی بن پریا ہو جسکو
نزاکت اسقدر خلقت مین ہووے جسکو یا ہما
بھلا پھر دیکھیے مسی رنگ اوسکا کیون نہ میلا ہو
خرامان دھوپ مین وہ گلبدن کیونکہ ہو جو
کرے نور ماہ بھی جسپر کہ گرمی تاثیر بجلی کی

یہ رعد و ابر اس غم سے نہین تھمتا شور و شیون
یہی ہے رشک یار و کہ جو آنسو اسکے بہتی ہین
جو کچھ اون پر گذرتا ہے اوسے نا جا سہتے ہین
ہنسے گو یار کے اکثر سخندان برق کہتے ہین
ذری دیکھو تو کیا چلی ہے تقدیر بجلی کی

خراسانی بھی جوہر مین تو ہمدم گرچہ ہے یکتا
ولے ان سب مین تکلف ہے یہ بے کاٹ نہین کٹتا
پھنسا کانٹے مین بجلی گویا کوئی مشہور تھا
کرے ہنسکر جو وہ قاتل اشارہ تیغ ابرو کا
تو خود کٹ جائے ہو سے آبرو شمشیر بجلی کی

عجب یہہ سانپ چوٹی کا نکالا ہے تری سر نے
کہی اوسپر عجب بیتی کسی کامل سخن ور نے
کہ جسکو دیکھتے ہی خلق بے کاٹے لگی مرنے
نہین چوٹی مین موباف ذری اینڈی فسونگر
کیا ہی سحر جو اس پیچ مین تسخیر بجلی کی

وہ اک تو زیور الماس اور تس پر ہنسی پری کا
چمک کو اوسکی لائق ہی کہین گر طور کی جھلکی
بلا ہی اچپلاہٹ تو ستم ہی اور یہ تس پر بھی
بھبوکا تن وہ پوشاک زری اور گات مین بجلی
سراپا ہی پری نام خدا تصویر بجلی کی

گلے مین تیری پڑنے سی اسی رتبہ ہوا کافر
ہزارون بید سان جسنے دیئے ہین دل اٹھا کافر
اسے زرگر نے کس انداز سی دی ہی جلا کافر
تیرا اس سوسنی چوٹی مین زنجیر طلا کافر
چمک جاتی ہے گویا ابر مین تحریر بجلی کی

فقط یہ گردش ایام ہے اور بہر قسمت کا
کہ اک مدت مین تو وہ شوخ بدخو میری گھر آیا
کرون کیا فکر کرکے مین ہزارون منتین ہارا
وہ روٹھا وصل کی شب با کسی صورت نہین منتا
مگر سوجھی ہے مجکو اک نئی تدبیر بجلی کی

جو شاید بخت یاور ہو تو یہ تدبیر بن آئے
اگرچہ رعد بھی اور آسمان پر ابر بھی چھائے
یہ رعد و برق میری حال پر اب ترس کچھ کھائے
اگر چمکے تو شاید خوف کھا مجکو لپٹ جائے
خدا کیواسطے اتنی کیون تاخیر بجلی کی

اسی سے اضطراب اور آبداری اوسکو حاصل ہے
اسی سے یہ تڑپ اور اضطراری اوسکو حاصل ہے
اسی سے یہ چمک کی وضع ساری اوسکو حاصل ہے
اسی سے روشنی اور بیقراری اوسکو حاصل ہے
دل بیتاب صنعت ہے مگر جاگیر بجلی کی

بابلی اوسکے لیئے کامل بلانا چاہیئے
اور دوا کوئی مجرب ہی کھلانا چاہیئے
بلکہ منتر بھی کوئی اوسپر پڑھانا چاہیئے
سانپ کی کاٹی کو لازم ہی کھلانا چاہیئے
زلف کی کاٹے کو تیرا مسکرانا چاہیئے

باغمین کھل کھل کے نرگس کو دبانا چاہیئے
پان کھاکر ہوش بلبل کا اڑانا چاہیئے
نسترن کو بھی ذرا ہنسکر بنانا چاہیئے
ملکے مسی سرمہ سوسن کو کھلانا چاہیئے
نرگس شہلا کو بھی آنکھین دکھانا چاہیئے

تا ہوا اں کو اگر تو بچا نستا ہے دلربا | تا ب دیکھ کا کل پیچان کوئی پھندا بنا
بہ ذقن بچہ چہ زیر آب کا پانی کی چلا | دام زلفوں کا تو ہے پہ خال سر کا لگا
مرغ دل کے واسطے اب اسمیں دانا چاہیے

جو مری شاعر ہم کہے ہیں سمجھ قلیل قال | اشک کو پانی یہ کہتا ہے گہر کو دو سفال
پر یہ تحت دل ہے اور وہ ابر نیسان کمال | اسمیں ہے ابر وہی چشم آنسو سے نکال
سیل رہا ہیں یہ نہ آب انکو بہانا چاہیے

کر دیے ہیں تفصیل کیا حاصل حساب دوستان | دل ہی دل میں کیجئے کامل حساب دوستان
مت سنا ہر ایک کو غافل حساب دوستان | دیکھ دل کو سے لیا ور دل حساب دوستان
لیکن اس کو زبان پر نہ لانا چاہیے

ابر و میری ہی چشم کو تیں ہر پل خون تو | جبکہ دل خیالی ہے سہیم اشک کی آئی ہر رو
پیراب اسکو یاد رکھ ہوئے سے ز زرنگ سو | گر نہیں آنسو ہے چشم حیران کھیں تو
سرخروئی اسمیں ہے اب خون بہانا چاہیے

الامان ہے ہجر عشق کا قہر ہے وہ چیز | جیسے یوسف کو خریدا اور ہوئی اسکی کنیز
سو کنوے جبکو آئے تو اسمیں بھی حال اپنی عزیز | چاہ کر اس یوسف ثانی کو کہہ جان عزیز
جبکہ عاشق ہو گیا دل تلملانا چاہیے

چاہیے مجھ سے نہ تجھکو اسقدر نفرت بیان | خاک رہ میں ہوں تو گذری ہے جان تو مہربان
خاکسار میں بھی ہو جائیگی میری عزو شان | تجھ سے ہنسی کی طرح پیسا مجھے تیغ زبان
ترس کہا کر اکبر مجھکو سینہ لگانا چاہیے

اب پریشان حال سب ہو گئی عاشق تمام | میں گرفتار بلا ہوں دیکھیں ہیں لا کلام
اپکے گالوں لگے رہتے ہیں جو ہر صبح و شام | یاد ہے یہ زلف کا فدا اب بھی ہے دام
ہے یہ جو دانا نہ اسکو سرچڑھانا چاہیے

یون تو عاشق سیکڑون ہین تری بیداد کے
اور بچاتے ہین غم فرقت مین تیری یاد سے
گو نہین اونکی خبر ای گلبدن لیتا ہے تو
مر گیا غم مین ترے جو کہا کر گل ای شمع رو
شمع و گل اب اوسکی تربت پر جلانا چاہیے

جستجو مین کسکی تو پھرتا ہے ای مہر منیر
ٹھہرتا اک جا نہین جیسے مہر تو اک دم
کسکی غم مین اب تجھے کاہش ہے ای رشک قمر
یہ سنا تو بھی کہین عاشق ہوا او بیخبر
آپ سے بہتر جو ہو تو اوسکو چاہنا چاہیے

پھر وہ ایسا کون ہی ہو جس قدر جسمین صفات
یعنی ہو ہر بات جسکی ناز و غمزہ کی سات
شکل و صورت مین بھی ہووے انتخاب کائنات
سو تو ممکن ہی نہین پہر اس سی بہتر ہی یہ بات
آئینہ اپنے مکان مین اک لگانا چاہیے

ہو چکی ایام جوانی کو شب دیجور کب
صبح پیری ہو گئی اور اب نہین باقی وہ شب
القائی باطنی معلوم ظاہر کی سبب
ریش جو مہر پیری کی ہے اگر صنعت جواب
حرص نفسانی بھی کچھ دلسے گھٹانا چاہیے

شمع دم گر حضور رخ روشن مارے
تاب کیا ہے اوسی گلگیر جو گردن مارے
ہو جو بت سامنے طعن اوس پہ برہمن مارے
لاف گرمی تری عارض سی جو گلشن مارے
آتش گل پہ صبا طیش کا دامن مارے

چھوڑ کر تجھکو جو مجنون کیطرح نہین پھرین
حق مین ان عاشقونکی ہم یہ مثل کیون نہ کہین
سنگ سی کم تر وہ برادر ہین کہ جو دور رہین
ای خوشا حال او نہونکا جو تری کوچی مین
خاک بیٹھی تری کوچی مین آسن مارے

ہوتا تعمیر مرا بام حری مٹی سے
استخوان ہوتے مرے کاش بجا لکڑی کے
پیرہن تو نہین ای یار یہ ہی رشک سے مجھے
کیا غضب ہی کہ تو غرفے مین کہلے بال پہرے
اور نظارہ ترا دیدۂ روزن مارے

خار پا سر تلک آ پہونچے ہیں اور جان لب تک
باز آنیکا نہیں تو نہ ملے گا جب تک
رحم کیا پھر خدا جور و جفا یہ کب تک
ہم ترے واسطے اے غیرت لیلی اب تک

قیس کسطرح سے ہم تجھ پہ نہیں ہیں مارے

خاک پہ گذرا مری یار تو دامان کشان
ہوا صاف کچھ اب تک بھی غبار جانان
ہو گئے ناچار کیا اور یہ غم نے سامان
سر کو اپنے سے کیا خاک رہ سرو قدان

وہ بھی شاید کہیں ٹھوکر دم رفتن مارے

تری اس چشم کو جس شخص نے دیکھا پھر پھر
قتل پر ہو گئی اوسکے یہ دو چشم سیہ مصر
ٹھگ ہیں قزاق ہیں جلاد ہیں یا ہیں ساحر
تیری آنکھیں ہیں یہ وہ رہزن کہ جنہوں نے کافر

قافلے لوٹ لئے سیکڑوں رہزن مارے

حال کو صنعت نے زبوں حال جب اوسکا دیکھا
ترس کھایا بہت اور اوس سے صلاح یہ کہا
اب تو خاموش نہ خوب ہوا واویلا
مصحفی کام ترا ضبط سے اب در گذرا

کب تلک غم میں کسیکے کوئی تن سر مارے

اوسکی رحمت سے ہے یہ جانفزا برسات کی
زاہد خشک آپکو ہے قدر کیا برسات کی
غم گھٹا دیتی ہے آمد مشفقا برسات کی
میکشوں کو کیوں نہ خوش آوے ہوا برسات کی

جھومتی آتی ہے مستانہ گھٹا برسات کی

یا تو تیری سبز رنگت ہی نے کچھ تاثیر کی
خاصیت اسمیں ہے گویا مرہم زنگار کی
اس سبزی ہی میں تھی آب زہر کی یا آب دی
زخم ہوتے ہیں ہرے ہر سال الیقابل تری

تیغ زہر آلود تھی وہ قوس یا برسات کی

برق جلتی ہے جو میں کرتا ہوں آہ آتشیں
شور و نالہ سے ہمارے رعد بھی ہے سہمگیں
اور اگر انصاف کیجے اسمیں بھی کچھ شک نہیں
پھوٹ پھوٹ اس غم سے کیوں رو دے نہ ابر اے ہمنشیں

قدر میری چشم تر نے دی گھٹا برسات کی

مہر کی بدلی نظر اب تو ز جو اے رشک ماہ
لو غم فرقت مین رہتے ہین بسر شام و پگاہ
چاہ غم مجھکو جھکائی ہے گھٹا کر دل سے چاہ
چشم گریان اشک باران رعد نالہ برق آہ

بن ترے یان سیر سب ہے مہ لقا برسات کی

کہا رہا ہی اب بتان ہند کا دل پیچ و تاب
پانی پانی ہو گیا شرمندگی سے اب سحاب
ابر نیسان لگا ہی جسکو دیکھکر دل ہی کباب
زلف مشکین سی بوقت غسل یون ٹپکی ہی آب

ہو برستی جسطرح کالی گھٹا برسات کی

چار ابرو ہو گیا جسدم وہ میرا شوخ و شنگ
دیکھنی سے ہو گئے جسکی جناب خضر دنگ
اور بھی سر سبز ہو کر حسن نے لایا ہی رنگ
یاد دلواتی ہے خط سبز شوخ سبز رنگ

مجکو سبزی ہمنشین اب جابجا برسات کی

یہ کہا صنعت نے ذات اوسکی غنی اور ہم فقیر
مستجاب اوسکو کری وہ حضرت رب قدیر
مانگئے اوسکے سوا اب کون ہے ایسا امیر
مخلص اب امساک باران دیکھکر [illegible]

مانگتی ہین اندنون ہردم دعا برسات کی

کہتا یہ مین نہین کہ یہان شام کیجیے
کچھ دلمین خوف اسکا نہ گلفام کیجیے
رخصت کا پر ابھی سے نہ پیغام کیجیے
ہے انکھڑیون مین نیند تو اک کام کیجیے

یہ بھی تو گھر ہے الکا آرام کیجیے

آنکھون سے میری چلگئی نگہ اوسکے چہرہ تک
ہجر صنم مین ہو گیا کیا حال یک بیک
لے لے کے دم وہ چاہتی ہے سو جا بیٹھ بیٹھک
یہ ضعف ہے کہ پہنچی ہی تا صبح رخ تلک

گر زلف پر نگاہ سر شام کیجیے

کہتی ہین خط کو نصف ملاقات آشنا
خط پرزی کرکے لیے ٹپی قاصد کو دی سزا
سو اوسکا حال یہ ہوا تقدیر کا لکھا
قاصد جو وانسے آیا تو جھنجھلا کے یہ کہا

موقوف ایسا نامہ و پیغام کیجیے

اوس میری تندخو کا یہ عنوان ہی غضب
ناچار ہو کی یہ مجھے سوجھا ہے اور ڈھب
قاصد کو میرے مارتا ہے ہای بے سبب
گر چاہتے ہو خط وہ پڑھے دستخط تو اب
سرنامہ پر رقم نہ مرا نام کیجیے

اغیار میرے یوسف ثانی کو اپنی چاہ
خوش اپنے دلمین ہوتا تھا سن سن کے گاہ گاہ
ق
اکثر جتایا کرتے ہین باحالت تباہ
کل مینے جو کہا کہ کسیکے الم سے آہ
مرجائیے بس اور نہ کچہ کام کیجیے

سنتے ہی سن وہ ہوگیا اور ہوش اڑ گئی
مین منتظر رہا کہ مجھے کچہ جواب دے
ہم بزم اوسکے جتنے تھے خاموش ہو رہے
تو وہ سنا کے مجکو یہ کہتا تھا ایک سے
کیا لطف ہے کسیکو جو بدنام کیجیے

صنعت زراہ پند یہ کہتا تھا مجسے بات
عزت ہو جس سے دنیا مین عقبی مین ہو نجات
کر دل سے اپنی حرص تو موقوف نیک ذات
آسودگی سے کھینچئے محنت گرا نیالات
پھیلا کے پاؤن ذوق سے آرام کیجیے

دربان اپنا اوبت نادان کرے مجھے
اس رشک سے پری نہ پریشان کرے مجھے
ہمشکلین غیر دیکھین جو یان آن کر مجھے
دشنام دی ہی غیر کو تو جان کرے مجھے
پیاری یہ لطف کیجیے پہچان کرے مجھے

اوس گلبدن کی عشق مین تا تیک ہی چلی
تکلیف قصہ خوان نکر اب ہی یقین ہی
نرگس کیطرح شب نہ پلک سے پلک لگی
کل کیطرح سے آج بھی بس نیند آچکی
پھر اوسی خرابی نہ پھر آن کرے مجھے

نازک مزاج ہی وہ مرا شوخ دلربا
پھر اور بات کی رکھون امید وس سے کیا
یارِ نگاہ بھی نہ مرا اوس سے اوٹھ سکا
کہتا ہی اک نگاہ یہ آئینہ رو مرا
بس اور اب زیادہ نہ حیران کر مجھے

مدت سے یار کرتا تو قول و قرار ہے — سو آجتک اوسی کا مجھے انتظار ہے
ناچار ہو کے کہتا ہون دل بیقرار ہے — آنے سے بندہ خانہ مین گر تجکو عار ہے
دولت سرا سے اپنی مین مہمان کر مجھے

کاکل کا ہو رہا ہون گرفتار مو بمو — بے تیغ قتل ہوتا ہون ابرو کے روبرو
مژگان نکالتی ہین رگ جان کا لہو — ہون روبروے چشم تو ہون بہر درگلو
پر گیسوے زلف سے نہ پریشان کر مجھے

بے بال و پر قفس مین مین تاکی رہون عبث — گردن پہ اپنی یار مرلے تو خون عبث
تجکو ثواب ہووے نہ مین جان دون عبث — صدقے ترے مین کب تئین تڑپا کرون عبث
ہے روز عید آج تو قربان کر مجھے

اشعار پڑھ کے کہتا تھا صنعت یہ مجھسے آج — اہل سخن ہین جتنے وہ ہین اپنے سر کے تاج
آجاے اونکا جسگھڑی انصاف پر مزاج — ہین شعر فہم جتنے زمانے کے لاعلاج
ای درد سب یہ مانتے ہین جان کر مجھے

انداز ترے دیکھ کے جانان نئے نئے — برپا کئے ہین چشم نے طوفان نئے نئے
نکلے جگر سے نالہ و افغان نئے نئے — دکھلائے داغ دل نے گلستان نئے نئے
وحشت دکھا رہی ہے بیابان نئے نئے

روز فراق یار نہ یارب دکھائیو — نام رقیب ہی نکوئی کہہ سنائیو
فرہاد کیطرح نہ کہین آزمائیو — جور بتان سے مجکو خدایا بچائیو
پیدا ہوے ہین جان کی خواہان نئے نئے

یاقوت ڈالے جاتے ہین گوہر کے ہار مین — سرخی جمائی جاتی ہے دندان یار مین
آنکھین ہین سرخ سرخ نشے کی خمار مین — مہندی لگائی جاتی ہے دست نگار مین
ہوتی ہین آج قتل کے سامان نئے نئے

دیوانگی ہماری یہ لائی ہے زور رنگ | ہے عقل جسکو دیکھ کے پیر و جوانکی دنگ
لڑکے ہر ایک سمت سے لاتے ہین خشت و سنگ | آئے ہین اے جنون ترے ہاتھو نسے تنگ

لائے ہین کہان سے روز گریبان نئے نئے

آگے بتونکے جاکے جہکاتا ہے کوئی سر | اور کوئی شیخ جلی بنا چلہ کہینچ کر
تعلیم حق پرستی مین ہر چند کی مگر | دیر و حرم مین کوئی نہین میرے راہ پر

کافر نئے نئے ہین مسلمان نئے نئے

مرے جلو مین پہرتے ہین لڑکونکی اب پرے | تکلیف شرع کی کوئی دیتا نہین مجہے
فکر معاش بہی نہین احسان سے ترے | ممنون تیرا ہے دل نالان قدیم سے

ہوتے ہین اے جنون ترے احسان نئے نئے

صنعت نے جو سنی یہ غزل بات تیری رند | بولا کہ مغتنم ہے بہت ذات تیری رند
لازم ہے شاعرونکو مدارات تیری رند | تو شاعر قدیم ہے کیا بات تیری رند

سامع نئے نئے ہین سخندان نئے نئے

دیکہ کے گلشن مین پہرے بلبل خوشگو کانٹے | جائے گل گو کہ ہوئے ہوگئے خودرو کانٹے
یہی کہتی تہی وہ منقار سے چہو چہو کانٹے | ہوگئی باد خزان کیسے یہ اب تو کانٹے

کہ نظر آتے ہین گلزار مین ہر سو کانٹے

گلبدن دلمین یہی سوچ کے سمجہے ہے فقط | یعنی ہوویگی بہار اسکی بہی سبزہ کی نمط
ہان خزان ہوویگی اوسکی ہے یہ فہمید غلط | عارض رشک گلستان پہ بڑہاتا ہے جو خط

گلشن حسن مین بوتا ہے وہ گلرو کانٹے

جبسے ہم زلف کے سودے مین گرفتار ہوے | تہی تمنا کہ بدن اپنے سے اب خون بہے
کرکے تدبیر دوا بار زکہا لوگون نے | نوک نشتر سے بچایا تہا سو جنون کے صدقے

پہیکے خون ہمارا لگی جلو کا سے

پاڑہی کو کہیت سی کرنی لگی جو انکا روش — کس سے پہر وہ سکے نگہبانی کی کیجے خواہش
گہر کو دشمن کی بہلا ہو سکی کیونکر بندش — بت تری موی مژہ سے ہے یہ آنکہونکو خلش
اس سے بڑہ کر کبہی کہٹکین سرِ مو کانٹے

خار ہون شاخون مین گلکی نہ کہ ہون گلچین — خلجان تہا یہ تعجب سے دل بلبل مین
راز اس باتکا مشاطہ کے ہے چنگل مین — ٹوٹ دندانۂ شانہ جو رہے کاکل مین
طرفہ رکہتا ہے گل سنبل گیسو کانٹے

پہر میرا انہین تہا جب سے جنونکی خاطر — دشت پیمائی جو کی تو وہ ہوئی مجکو مضر
اسقدر پاؤن تلی خار پر آسلے آخر — پشت پا توڑ کے نکلا سر خار توپہر
ہو گئے تیر کے مانند ترازو کانٹے

خنجر تیز ہین جانان کے نہین موی مژہ — تیر ہین اوس گل خندانکے نہین موی مژہ
غرض ایسے کسی خوبان کی نہین موی مژہ — گرد اوس دیدۂ گریان کی نہین موی مژہ
اشک کی سیل نے پہیکے ہین لب جو کانٹے

کہا صنعت نے کہ جسوقت قیامت ہوتی — خوب تدبیر تہی اوس شوخ پہ یہ دعوی کی
کہ موا ہیر اپنی وہ سند کامل تہی — آہ جن ہاتہونے گل کہا تہی تہی بادی
ہو گئی سوکہہ کے وہ ساعد و بازو کانٹے

وامق و نل ہجر مین شام و سحر رو یا کئے — قیس اور فرہاد بہی آٹہون پہر رو یا کئے
الغرض عشاق شب خون جگر رو یا کئے — عشق مین کہر بیٹہے اور شب بہر رو یا کئے
لطف کو اک شب کی برسون یاد کر رو گئی

شدت گریہ سے اکدن بیقراری مجکو تہی — دیکہکر مجکو ہوا غمدیدہ وہ سرو سہی
پہر تو ہمچشمون مین مجکو آبرو حاصل ہوئی — اپنے رونے پہ جو رحم آیا اوسے ہم اور بہی
اوسکو دکہلا نیکو بلبل چشم تر رو یا کئے

زیست میں اپنی بہی مدنظر ایسا ہمین
پہر نہ کیون شوال کو ماہِ محرم ہم کہین
یعنی بعد از مرگ چشمی چشم کی جاری ہین
تار رونیکا نہ ٹوٹا اپنے ماتم خانہ مین
مر گئے جب ہم ہمارے نوحہ گر رو یا کئے

جز فقیرون کے نہین ہوتو کبہی سلطانکا عرس
ہو سکیگا کس سے اب اس بیسروسامانکا عرس
معتقد کرتے ہین اکثر مرشد دلشادانکا عرس
رونی والون پر ہے واجب عاشق گریانکا عرس
ہر برس ابر آکے مرقد خاک پر رو یا کئے

اپنے آنسو کو نہین ہم جانتے گوہر سے کم
آبرو انسے ہی ہے کیجو عشق کی مجکو قسم
قطرہ نیسان ہین وہ اور ہین جگسے یہ بہم
ذوق ہے رونیکا یانتک وصل کی شب مین بہی ہم
یار کے پاؤن پہ رکہکر اپنا سر رو یا کئے

ہمنشین اسکا مجہی کیونکر نہو رنج والم
بن گئی اب اپنے جی پر کہا گیا ہے دلکو غم
وہ نہ پہنچے اوسکے مصاحب بار بہی تہا جسکو کم
طور پہ بگڑا ہے اوسکی بزم کا اکدم کو ہم
وان گئے تھے آکے پہر اپنے گہر رو یا کئے

ہے عجب کچہ ماجرا شب سے بیماری ہوئی
عذر کیا اوسکا کرون ہمدم شب ہجر آری ہوئی
پانی پانی جس سے میری آبرو ساری ہوئی
رو نہین سکتے کل رات غفلت اسقدر طاری ہوئی
یار آکر پہر گیا ہم اسقدر رو یا کئے

حضرت آدم بہی حوا کے لیے رو یا کئے
الغرض تفصیل اب کس کس کی ہمدم کیجیے
حضرت یعقوب بہی روتے تھے یوسف کے لئے
کچہ ہمین گریان نہین ہین وتیرہ ہی احباب سے
حشر تک اس غم سے سب جن و بشر رو یا کئے

کل یہ صنعت کہہ رہا تہا آہ بہر کر ہمنشین
نہ ہمین اوسکی تحمل مین رہا پہر کر آہ آتشین
خضر کی سی عمر گر مجکو میسر ہو کہین
دل کی جانیکا شہیدی حادثہ ایسا نہین
کچہ نہو گی آہ گر ہم عمر بہر رو یا کئے

دہوان دہار آہ ہردم رہتی ہی یان ہونٹہا اسی
ہوا نام اس سی روشن لو لگی ہی ہمکو جانان سی
بہری ہی آگ دلمین لب پہ شعلہ شمع ملو اسی
شب فرقت مین ہمی ہین یہ شبکل شمع گریان سی
طپان سی مضطرب ہی تیرے الم سے اور بریان سے

قلق دل پر جگر مین آگ اور سینہ مین تہا نالا
ملیگا جب تو اوس سی یہ کہو لگا ای سہی بالا
جنون سی بیکلی تہی اور بدن پر داغ جون لالا
تری فرقت مین کیا کہیے کہ کس کس سے پڑا پالا
الم سی درد سی سوز نہان سے بیتابی سی حرمان سے

نہ قد سی سرو کی مستی سی کچہ سوسن زیادہ ہے
اور اس پر یاد مجکو دلبری کا فن زیادہ ہے
نہ نرگس چشم سی رنگت سی نی گلبدن زیادہ ہے
رخ تابان ترا اے ماہ نور روشن زیادہ ہے
سہا سی مشتری سی ماہ سی مہر درخشان سے

ہر اک عاشق کا پر شب خون کیا کرتا ہی تو ظالم
ترا غصہ معاذ اللہ ہو جاوی جو عاشق پر
ہی اس چہرہ پر سم تر سر خرو کیسا ترا حجز
کئی تاراج لاکہون کشور دل تو نی بنس بنس کر
ہنسی سی پان سی لب سی اور اپنی ہلکی تند آن سے

تو سفاکی مین یا درشاد سی ہی ہی بڑا ظالم
تری عاشق تو بن مارے سہی پھر آہ مین ظالم
کہ لاکہون خون اک اک آن مین تونی کئی ظالم
نکڑے بوچہ اوڑ مقتول عالم کو ارے ظالم
ادا سی غمزہ سی چتون سی نگہ سی ناز پنہان سے

جو پالا اوسکو بھی مجہ سی شکستہ ہی گیا اوسی
کوئی سمجہا کی کہدے ناصح بیہودہ نادان سی
نصیحت بہول جاتا اور گذرتا دل پر ایمان سے
بچی کیونکر بہلا دل شوخ سی ملا ہی جو پنہانی
وفا سی مہر سی قول و قسم سی عہد و پیمان سے

ہوا اسکا سا اوس ایسی پری کی دیکہ صورت
ہوا حیران وارفتہ سی کہنی لگا صنعت
کہا یہ تو نہین انسان مگر اللہ کی قدرت
سعید اپنی سی جو جاہین کہین پر انکو کیا نسبت
پری سی حور سی جانسی ملک سی اور انسان سے

ہمدم جو دابے ہے جگر انگشت کے تلے
پتھر کی ہے اگ اسقدر انگشت کے تلے
رومال کہ کھلی کرے تر انگشت کے تلے
لے نبض کو طبیب گر انگشت کے تلے
یکدست آبلہ ہون ہر انگشت کے تلے

طوفان کو پل مین مات کرے اپنی رود چشم
مانند ابر اشک بہرے اپنی رود چشم
جاری بہ رنگ چشمہ رہے اپنی رود چشم
بس چھیڑتے ہی بہنے لگے اپنی رود چشم
مضراب لیکر ہو اگر انگشت کے تلے

بیٹھے بٹھائے اوس بت بے مہر نے ہمین
اٹھنے پہ آئے اوس بت بے مہر نے ہمین
رستے دکھائے اوس بت بے مہر نے ہمین
تارے گنائے اوس بت بے مہر نے ہمین
سینے جسکی ہانک کے گہر انگشت کے تلے

تار نفس سے بہی تو وہ نازک ہے لیس کمال
جسکا کہ دیکھنے ہی سے ہوتا ہے اوچال
اب چہیڑ کر اوسے کوئی گردن پہ لی وبال
کیونکر مین اوسپہ ہاتہ رکہون ای شیوہ قبال
آتی نہین ہے جو کمر انگشت کے تلے

دل شاد دشاد اوس سے نہو کیسے خط مرا
ہوتا ہے خط مین جو کوئی حرف غلط مرا
ہے عاشقو نہین پاس اوسی اک فقط مرا
شوخی یہ اوسکی دیکھیو تو بارہ کہ خط مرا
ٹیڑھا ہے حرف شوق دہر انگشت کے تلے

شمشیر اپنی خون مین جیکے ڈبو سیے
مجھکو تھوک ڈالے لیئے سکتہ نیند سو سیے
کہتا یہ مین نہین مرے سر قدیہ رو دیے
اب بعد قتل کے تو مرے ہاتھ دہو دیے
لوہو لگا ہے خنجر انگشت کے تلے

آجاے موز فیل کے جون پاؤن کے تلے
اے ہمصفیر کیون کف افسوس تو ملے
یون دیکھتے تھے ہم بھی تو ہزبکچیے ہیلے
جنگل سے تو مین چھٹ گیا صیاد کی دلی
دو چار رہ گئی ہین پر انگشت کے تلے

تا حشر مجھ سے رکھیو جدا اوسکا دست مہر
اک دم نہ سر سے ہوویگا جدا اوسکا دست مہر
صنعت نے دیکھتے ہی کہا اوسکا دست مہر
سر پر مرے کہ سایہ تاں ہے سدا اوسکا دست مہر

عشق کہ شق کیا قمر انگشت کے تلے

نگہ ہی در پئے آزار بے گناہ تری
گرے کنوئیں میں وہ ظالم کرے جو چاہ برا
عجب طرح کی تجلی ہے رشک ماہ تری
پڑی ہے بزم میں جس شخص پر نگاہ تری

وہ منہ کو کھینچ کے کستا ہے آفت پناہ تری

نہ آنکھ ناک نہ منہ نے زبان ہے گویا
نہ ایسی گات نہ یہ بات اور نہ دست نہ پا
جب ایسے دونوں ہیں معذور پھر تو کہیے بھلا
کہاں سے لائیں یہ گویائی اور یہ نقشا

برابری کریں کس منہ سے مہر و ماہ تری

کوئی دکھائے تھا اوس کو اپنا حال تباہ
کوئی جتائے تھا یاں تو نہیں اشتیاق او چاہ
رہا خموش یہ سنکر کئے وہ نیچی نگاہ
کہا جو میں نے کہ ہے برق دل جلونکی آہ

تو بول اوٹھی کہ تجھی پر پڑے وہ آہ تری

سمجھ کے آپکو ہر فن میں وہ حریف ظریف
مبادا پھیر دیں لیجائے جا بجا تشریف
یہ دی ہے مجھکو دوست جانکر تکلیف
نکر تو اوسکی ولا بات بات پر تعریف

خدا ہی جانے کرے کیا یہ واہ واہ تری

کنوئیں جھکائے ہیں تو ہمکو اے ستم پرور
ہماری بیہودگی پر ذرا تو کیجے نظر
صنم خدا کے لئے غور میرے حال پہ کر
سبب کچھ اور نہ پیدائش ہی کا تھا مگر

عدم سے لائی ہے ہستی میں ہمکو چاہ تری

سب عاشقوں پہ تو کرتے ہو تم کرم آخر
اور انتظار میں ہوتا ہے اپنا دم آخر
خدا کو منہ بھی دکھانا ہے اے صنم آخر
نہ آیا اپنے تو وعدہ پہ اے ندیم آخر

عدم کو ہمکو گئے راہی سے دیکھی راہ تری

کیسا تھا ارزہ شفقت یہ بالی صنعت
تو وہ حیات میں ملاقات اپنی کھو بیٹھت
یہ در بدر جو تو پھرتا ہے ابھی ہے ذلت
گدا جو ہووے تو ایسے کی در کا ہو جیسے
کہ تجھ سے سمجھے کریں قدر بادشاہ تری

بے یار کے اوقات گذارا نکرینگے
کیا اس دل بیمار کا چارا نکرینگے
غم روٹھنے کا تیرے خود آرا نکرینگے
رنجش تری ہر دم کی گوارا نکرینگے
اب اور ہی معشوق سے یارانہ کرینگے

فرقت سے تری دل میں لیا ہے یہ تقرر
اس کالی بلا سے ہے طبیعت کو تنفر
اب ایسے سے ملیے کہ تجھکو ہو تحسر
باندھیں گے کسی اور ہی جوڑے کا تصور
سر دھیان میں اوس زلف کی مارا نکرینگے

ملنا ترا ایک سے از صبح ہے تا شام
اور ہم نے تو ٹھہرایا ہے دل میں یہ اقسام
واللہ اس آغاز کا ہو دیکھا بد انجام
امکان سے خارج ہے کہ لیں پھر ترا ہم نام
ہمنام کو بھی تیرے پکارا نکرینگے

ہرجائی تری طور سے ہم کیونکہ نہ گھبرائیں
ہر چند یہ شیوہ نہیں اپنا کہ قسم کھائیں
اور کب تلک بقدر تمیز اب تجھے سمجھائیں
یکبار کبھی بھول سے آجائیں تو آجائیں
لیکن گذر اس گھر میں دوبارا نکرینگے

اوروں کی طرح ہم کو بھی سمجھا ہی تو بیہوش
لیکن نکریں وضع کو ہم اپنی فراموش
ہر چند کہ ہے محبت کا یہاں جوش
کیا خوب کہا تو نے کہ کھو لوں ابھی آغوش
عاشق سے مرے آپ کنارا نکرینگے

ضبط نفس گرم سے گر جسم بھی جلجائے
ممکن نہیں اب اپنا یہ انکار بدلجائے
اور خوشۂ انگور کے مانند یہ پھل جائے
گو خاک میں مل جائیں ہم اور جان نکل جائے
پھر تجھسے ملاقات ہم دوبارا نکرینگے

ہے سرو سے اور بوٹہ سے قد کو ترے نسبت
بلبل اسلیئے صنعت کو ہی گلشن سے ہی نفرت
سنبل کو بھی ہے زلف کی تشبیہ سے شرکت
اوس نرگس بیمار سے رکھتی ہے شباہت
ہر گز سوے عبہر ہی اشارا نکرین سے گے

مجھ سے اوسی حجاب ہی سخت اضطراب ہے
زندگی جون حباب ہی الغرض کہ عذاب ہے
جاتکو پیچ و تاب ہی جلن ہے اور نہ خواب ہے
رخصت صبر و تاب ہی شرم کو بھی حجاب ہے
خانہ دل خراب ہی دیدۂ تر پر آب ہے

مجھ سے جو یہ عتاب ہی طرح جفا خراب ہے
ترک خورش اور آب ہی یان غذا اجتناب ہے
ظلم یہ بے حساب ہے جان کو اضطراب ہے
خون دل اب شراب ہے لخت جگر کباب ہے
نے الم عذاب ہے نے غم اجتناب ہے

شیفتہ اوسکی حسن پر ہوگئی جن ہی و بشر
وہ تو چھپی ہے لا کہ پر کہتی ہین سب یہ بیشتر
ہو گیا تنگ اسقدر یعنی چھپا وہ اپنے گھر
پردہ سے رو عشوہ گر آئی نہ کسطرح نظر
جو تھی فلک سے جلوہ گر چہرۂ آفتاب ہے

زار و نحیف کا وسا دہر مین اوسکی تھا پڑا
تیری سبب سے جا بجا پھرتا تھا مین اوڑا اوڑا
خلق نے روندا زیر پا مرتے صنعت ہم گیا
ہای غبار ہی مرا کوچہ میں وہ سکے اوڑ گیا
ہاتھو لسی تیرے اے صبا مٹی مری خراب ہے

صنعت عشقباز ہی رکھتا وہ دل گداز ہے
خلوت ناز و راز ہی شکر کہ بے نیاز ہے
اوسکو یہ امتیاز ہی پاس وہ عشوہ ساز ہے
مجلس سوز و ساز ہے بزم یہ دلنواز ہے
ساقی مست ناز ہی اور قدح شراب ہے

عاشق گذر گئے زندگی مستعار سے
آئی ندا بلند یہ اوس بیقرار سے
مرقد مین وہ گیا تو مری اک اضطرار سے
چشم الم کسی ہے تیرے مرگ یار سے
امید گریہ ہے مجھے شمع مزار سے

چھوڑون ہون اکجہان مین پر اوسکا ہجر | ہر چند سل پر اوسکو ہین گرچہ بہت دے
رنگ حنا ہی ہے جو انصاف کیجیے | اس خرم حنا کے نگیون ہاتہ باندہے

لپٹی تہی جا کے راکہو پائے نگار سے

جیسے کہ ہے شکار کا اوسکو مزا پڑا | چھوڑا نہ وہ جو بچہ قمر گا نہین گیا
دنیا ہی خون بہا نہین دیتا ہی خون بہا | شاہین چشم یار کے منہ سے لہو لگا

باز آئے کیا کبوتر دل کی شکار سے

مت بہول آشیان پہ کہ یہی مرا وطن | اشجار و شاخ برگ پہ تو ہو نہ خندہ زن
گلچین بدام تاک مین ہے ہان یہ سخن | کام اپنا ایک گل سے رکہہ اے بلبل چمن

وہ بوالہوس ہین جنکو ہے مطلب ہزار سے

ہین داغ اعذار حلقہ پر و بال مور مین | حیلہ وہ اوسکا دیکھ کے ہر لوپ لوز مین
عمر کے ہم جیے ہین تو افغان شور مین | یہ سوچتا ہی آہ کہ مرکر بہی گور مین

آرام پائینگے نہ دل بیقرار سے

ہستی مین خوف مرگ و غم روز دار و گیر | ان دو نو غم سے رو کے گریبان اپنا چیر
حسرت سے میرے سامنے کہتا تہا اک فقیر | ق | آکر عدم سے عالم ناسوت مین نصیر

سو چہلے مجہے یہ زندگی مستعار سے

چھوڑیگی یہان تو موت نہ مجکو کسی طرح | بچنے کی میرے اب تو نہین ہے کوئی طرح
صنعت سے بہی کہتی تہا وہ اکثر اسطرح | ڈہونڈہون نہ پاؤن سوزن کی رشتہ کیطرح

تار نفس جو جانی نکل جسم زار سے

گردش مین جو ہین چرخ ستارے | تو وہ بہی ہین اندنون سدہارے
[illegible] تفصیل اوس سے کہتا | حالات جو کچھ کہ ہین ہمارے
اندر میری طرف سے یہ زبانی | کہنا اوسے دیکہ خط کہ پیارے

تھی تمسے ہمین یہی توقع ٭
تمنے جو کیا کنارا ہمسے
آتا ہے جو یاد تیرا جانا ٭
ہر شب تری یاد مین تڑپکر
اے آئینہ رو ہے مجھکو حیرت
جو ہین گئے اوڑ گئے یکایک

دشمن بھی تو ہم نہ تھے تمہارے
ہم پہوچے ہین گور کے کنارے
جلتے ہین جگر پہ غم کے آرے
عاشق ترا کیون نہ جان وارے
یہ کسکے ہوے تمہین اشارے
سیماب کیطرح ماہ پارے

رفتی و مرا خبر نہ کردی
بر بیکسیم نظر نہ کردی

ہے مانگ کا دہیان دل پہ چھایا
فرق اسمین نہین ہے یک سر مو
اوس سلک گہر کی یاد مین اب
توبیون کے کرتے ہی تصور ٭
مین غم سے گھٹون نہ کیون کہ ہر ماہ
ابرو کی جو یاد جنبش آئی ٭
مژگان کا جو ہے اسے تصور
یا ہے کوئی نیزہ بازون کی فوج
قاصد تو مری طرف سے کہنا

دو ٹکڑے جگر ہوا ہے میرا
ہر شب ہے وبال جان یہ گویا
آنکھون سے ہے مینہہ سا برستا
پہونچا دل اور جگر پہ دہسکا
رہتا ہے خیال اوس جبین کا
جلتا ہے جگر پہ غم کا آرا ٭٭
غم کی پلٹن نے دل کو گھیرا
ہے قلعۂ جان پہ جسکا ڈیرا
کسنے تجھے اسقدر سکھایا

رفتی و مرا خبر نہ کردی
بر بیکسیم نظر نہ کردی

اوس چشم کی یاد ہے مجھے اب
سرخی و سپید ہی و سیاہی

حیران نرگس صفت ہون ہر شب
مجھکو نہین چھوڑتی ہین یہ سب

پھرا ہے یہ کمپنی کا گویا ہے قید فرنگ مجھہ پہ شدید ہیب
قاتل ہیں طلسم کے ہیں پتلے ہیں دشمن جان ہر دم اغلب
وہ کان تو عیش کے ہیں ارکان دھیان اونکا ہے کان غم کے یارب
بالا ہے وہ مہ یہ جیسے بالا موتی کی جھلک ہے مثل کوکب
ہوں حلقۂ ماہئی میں بیٹھا اوسکی مجھے یاد آئی ہے جب
ہر وقت میں باندھ کر تصور کہتا ہوں میں اوس سے اوسکی نسبت
کیا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی یکبارگی یاں سے جائیے کب

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نہ کردی

عارض جو ہیں اوسکے وہ منور خورشید و قمر سے دونوں بہتر
ہر دم جو ہے مجھکو یاد اونکی ہے داغ مرے دل و جگر پر
پائی ہے وہ اوسنے ایسی بینی خود بینی ہے جس سے اوسکو اکثر
دم ناک میں لائی ہے مرا وہ غمناک ہوں اوسکی یاد کر کر
یاقوت سے اوسکے دونوں ہیں لب یاقوت سے ہے عاشقوں کا وہ بہتر
لپکا مجھے پڑگیا ہے اونکا پہنچا لب گور اب میں مضطر
کر یاد میں ہونٹ چاٹتا ہوں لب دیکھئے کب ہوں وہ میسر
صورت کا ہیں اونکی کر تصور اور موندکے اپنے دیدۂ تر
کہتا ہوں کہ واہ آفرین بادی کیا رسم وفا یہی تھی دلبر

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نہ کردی

دندانکی چمک وہ آبداری ہے برق کو جس سے بیقراری

یاد اوسکی مین پیق ساق [illegible]
کیا کہیے دہن کی اوسکے [illegible]
معلوم نہین کہ وہ کہاں ہے
سچ یان سے کہ چھپا ہے
جیون غنچہ کہ گل مین ہو کے بھی
لو ظاہر ہے دلکو تو ہے پوشیدہ

نینان کہ [illegible] ہے اشک باری
تو لعلیت [illegible] ہون [illegible]
دیکھون تو جو کچہ زبان سے جاری
گر کیجئے غور و رنج و خواری
یون لب مین زبان [illegible] تمہاری
کی تو نے یہ خوب دوستداری

رفتی و مرا اسیر کردی
بر بیکسیم نظر نہ کردی

دیکھے جو زنخ کا اوسکے عالم
حیدن سے ہے چاہ اوسکی ہمکو
اور خال ہے اوسمین اک نمایان
گویا ہے چاہ نخشبی سے
داغ اوسکا ہے یہ نہین سویدا
گردن وہ صراحی دار [illegible]
عاشق کے ہے حق مین [illegible]
لیلی نہین دیکھنے کو [illegible]
خواب مین [illegible] اوسکی [illegible]

سیب سو سیب کو اوسکے [illegible]
گرداب بلا مین پھنس گئے ہم
کچہ ماہ سے بھی دو چند ہمدم
کہتا ہے منہ اوسکی [illegible]
فرقت کا ہے دلپر اسقدر غم
دیکھے جسے ہو [illegible] خم
[illegible]
سینے [illegible] مین [illegible] ہم
[illegible] ہو کے برہم

رفتی و مرا اسیر کردی
بر بیکسیم نظر نہ کردی

سینہ مین [illegible] حسن کا ہے
[illegible]

وہ جانے جو اوسکا آشنا ہے
کچہ ایک سے ایک خوشنما ہے

کلیان بکن کنول کی یا ہو منہ سا
جب اوسکے ہین چشمہ نگی ہو چشم
بیٹھا ہے ہمین اوسکی یاد کرکے
ہے دل پہ جو اوسکا کچھ تصور
غنچہ کیطرح سے لپٹ گئی ہے
اوس گات کی یاد مین ہمیشہ
اللہ ری تیری سخت جانی

اون دونون پہ آ لپٹ رہا ہے
دریا کیطرح سے خون بہا ہے
اور آنکھون مین دم چھپا سا ہے
اک داغ سیاہ پڑ گیا ہے
دل سخت بلا مین آ پھنسا ہے
سینے سے ہاتھ کب جدا ہے
یہ تو نے ستم نیا کیا ہے

رفتی و مرا خبر نہ کردی
بر بیکسیم نظر نہ کردی

ہے پارہ کا کچھ شکم نمو جھو
اور ناف ہے اوسکی چاہ نخشب
یاد اوسکی مین دل ہے پارہ پارہ
غم سے نہین پیش و کم ہو فرصت
اور چاہ مین ناف کی ہون ڈوبا
کسطرح مین اس بھنور سے نکلون
ہے حسن کے باغ کی خیابان
خاشاک کرو سمجھیے تو گویا
مین اوسکا اسیر ہو چکا ہون

سیماب کا بحر ہے وہ پارہ
گرداب بلا ہے یا وہ مجکو
غم کے مین لپیٹ مین ہون آ کر
اسکا تو علاج کچھ بتا دو
اے بہر خدا مجھے نکالو
تم راہ کوئی مجھے بتا دو
گر خط ہے زیر ناف دیکھو
ممکن نہین اوس مین نام کو ہو
اور تو نے دغا سے یاس [illegible]

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

ہے اوسکا جو وہ مکان سا ہو
کیا اوسکی صفت ہو چشم بد دور

سجوا اوسے وہ شگاف گندم — آدم ہوے جس سبب سے مغموم

خواہش میں ہوا ہے اوسکی میرا — اب سینہ شگافتہ اور جگر چیر

رانین وہ بھری ہوئی ہیں شفاف — حیران ہو دیکھ کر جسے حور

یاد اوسکی میں کیون نہ دل ہو آکر — اور کیون نہ بنے یہ شمع ساسور

ہین ساق بلورین اوسکی [illegible] — ہو دیکھ کے جسکو شمع [illegible]

سر تا بقدم ہے سب تعشق — سانچے مین ڈہلا وہ بقعۂ نور

پاتا نہیں مین نشان اوسکا — اپنا نہیں ورنہ تو مقدور

اوس شکل کا باندھ کر تصور — صنعت کی یہی زبان پہ مذکور

رفتی و مرا خستہ نکردی
یک بسم نظر نکردی

تو میرے حال بد پہ قاصد اگر اوس کی نظر پہلے — پھر اوسکے بعد آخر اپنی [illegible]
کسی عنوان سے ہو پہنچا اوس مسیحا کو خبر پہلے — مین جی جاؤن اجل سے آ جاے اگر پہلے

یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے

تری پاؤن پڑی تھی ہم کہ دل دیا کسی دل — بجنسہ [illegible] یہ ہوا حاصل
خدا کی شان ہے جو تو نے کہنے کر ہوا قابل — نہ شیشہ دل نہ [illegible] دل نہ شیشہ دل

ترے اسیر ہوے وائی کر اگر ہوئی خبر پہلے

کسی عاشق نے اپنا بخت [illegible] پایا — نہ خط بھیجا نہ وعدہ کی زبانی اور [illegible]
یہی ڈر ہے کہین مجکو نہ شادی مرگ ہو جایا — وہ [illegible] گر کہا اونکو [illegible]

لگا نخل تمنا [illegible] گل ہو ثمر پہلے

تمہاری جلوہ صحبت [illegible] — لبس وسکا [illegible]
[illegible] — [illegible]

ذرا انصاف تو کیجے نکالا کس نے شعر ایسا

کرے ہے وہ صنم مشتاق سکہ میں الله اکبر کا
تو انکو لوٹنے کیجے وصل [illegible]

بجا گویا گجر بجا بجا الغیاث وہ بھی بجا
شب وصل عجب یاں ہے تری گم دینے خون ہوگا

[illegible] ولا وکھلا دے ہمیں سچے

ترا عاشق زمانہ ہی ہو اول ہی انصاف
اوٹھا وہ ظالم جیتا تیرا اوسیر خون الله

ذرہ شمع پا لگا جو کوئی ہو تیرا خواہان
بھلا [illegible] تجکو دل دینا نہیں [illegible]

کوئی بیدا ہو کر لیو کے بہار اسنا جگ سے

عجب تقدیر ہے روز ہے کہ [illegible]
ہوئی کوئی نہ معشوق یا بات گویا [illegible]

رہا [illegible] دل کی شب [illegible]
شب [illegible] دل [illegible]

الٰہی آج لگے مہر تابان سے [illegible]

شجاعت کسب ہو علم [illegible]
وہ خوش [illegible]

بغیر [illegible] اسکو پیدا [illegible]
عجب [illegible]

نہ سمندر [illegible] والا [illegible]

مجھے ہے [illegible] کباب کے بدلے
بس اتنی محبت کریم کرعنایت کے بدلے

پیا ہے خون [illegible] شراب کے بدلے
[illegible] جھڑک دو آب کے بدلے

ہو گیا شراب ہی ساقی [illegible] کے بدلے

لکھا ہی تھا مری سرنوشت میں گویا
یہی ہے عشق کا عنوان [illegible]

کہ شادی مرگ ہے اس [illegible] دنیا
نیاز نامہ کو [illegible] کے نامہ بر میرا

جواب [illegible] لا جواب [illegible]

نقش [illegible]
اب اوسکو جلوہ کی تاثیر ہے [illegible] شاید

تو [illegible] اوسکا [illegible] روز [illegible]
عجب نہیں ہے اگر چلیے صبح محشر کو

مرا ہے داغ جگر آفتاب کے بدلے

سنا ہے آپ نے مسئلہ کیا تھا شیخ — کہ رکھنا چاہئے کافر فرض اعلا شیخ

یہ فال اسکو ہے جسکے نہیں کیا شیخ — خزاں یہ ہے ہمکی زیست مت چھوڑو شیخ

عذاب ہو نہ کسی پر ثواب کے بدلے

یہ فائدہ ہے بدی جسقدر ہو دلیر ہے — تو عاشق اوسکا ہو جیسا ہو کہ نیک بھی ہے

جلایا جسکی آتش نے یا وہ تریک نہ سمجھے — کسیکے عشق میں چھوڑ عذاب محشر ہے

شب فراق ہے روز حساب کے بدلے

جو معنی آیت لا تقنطو کے تم سمجھو — تو دل سے غم وہ گھٹا تا ہے اور تصحیح کہو

وہ مستحق عنایت ہیں جنکو تم جانتے ہو — نوید ابر مبارک ہے جو برستا نکو

نزول رحمت حق ہے عذاب کے بدلے

یہ زیست مدت سے بدتر کمال ایذا ہے — کہ جسمیں ہر گھڑی اک اضطراب حاصل ہے

یہ تنگ ہو گئی صنعت اوسکا سایہ ہے — شب فراق میں گر نیند آئی مشکل ہے

تو عشق موت ہی آجائے خواب کے بدلے

جو دل دہی کو ابھی خطا اور کچھ نہیں — اور گاہ جفا اور کہیں کہا اور کچھ نہیں

چاہت کی یہ سزا ہے دلا اور کچھ نہیں — ہے خشم و قہر و جور و جفا اور کچھ نہیں

قسمت میں اپنی اسکے سوا اور کچھ نہیں

سودا ہے تجکو کیا ابھی جو ہ نہیں — یہ پیچ و تاب ہے غیبت تجکو فتنہ گر

چاہیں ہیں جیسے جس کے ہست میں کاو خدا — [illegible] کرتی ہے چل تو گر

اے حسرت یار اپنی خطا اور کچھ نہیں

جانا ہمارا دام ہے کس کو اس دام سے نکلیں — لیکن بلا ہیں جسے تجھے تو جیا کریں

جانا ہے جسکی دوستو کیونکر نہ ہم رہیں — [illegible] آگئے کاکل یار کے پیچ میں

قاتل جہاں میں ہم پہ بلا اور کچھ نہیں

پیاسے ہیں تشنہ آب کے اس انتہا تلک
جو سر کٹ گئے ورنہ ہم اپنے حباب کے
غربت کی ہے نہ چاہ نہ طالب شراب کے
وہ صاف ہم ہیں پر تشنہ خنجر کی آب کے

بس زہر کیجئے اسکا صلا اور کچھ نہیں

جب سے طبیعت اپنی گرفتار ہو گئی
مجنوں مو بمو سا ہوتا ہو عین اپنی
تدبیر کچھ مسیح سے اسکی نہو سکی
زنجیر زلف سے مجھے تو باندہ اپنی

دیوانہ پن کی میرے دوا اور کچھ نہیں

فرہاد و قیس و وامق و نل سب تھے جلتے تھے
سب اس جہان سے لیس ہی ہو گئی
وہ اپنی یار سے محروم ہی رہے
ملجائے عشق خاک میں اسکی یا تہ سے

دل خاک میں ملا ہے ملا اور کچھ نہیں

عالم ہوا اوسکا دیکھا ہی عہد شباب میں
ہے عرض کی حباب نزاکت آب میں
چشم فلک کو بھی نظر آیا نہ خواب میں
مست کیجئے یار ایسی کہ جام شراب میں

پیارے ہے عکس زلف دوتا اور کچھ نہیں

سب سے صحیح اوسکی حق ہی جدا ہو تو مرگ
دنیا کا غم نہ دل میں رہا ہو وقت مرگ
منصف کا اوس ہی دہیان لگا ہو وقت مرگ
جاری زبان سے نام خدا ہو وقت مرگ

جو وقت کی لیس ہی یہی دعا اور کچھ نہیں

خفا ہیں جیسے ہم جیسے بیمار رکھتے ہیں
عجیب تجیب ہم سو گوار رکھتے ہیں
لبوں پہ نالہ ہے یاں چشم زار رکھتے ہیں
مدام سوز محبت سے کار رکھتے ہیں

شرار دل میں پتنگ جیسا رکھتے ہیں

کیسے بلا ہے گرفتار ہو گئی ہیں ہم
ہر اسے [illegible] پیش کی قسم
انہیں سے زیست بھی ہے اور ہیں یہی گم
فغان و آہ و قلق اور درد پیہم

فراق یار میں ہم چار یار رکھتے ہیں ✽

یہ آرزو ہی مجھے دیکھتے کی بس اوسکی — کبھی جو بھول کے وہ مقبرہ میں آنکلے
صدا یہ آسے عجب کیا ہی میری تربت سے — نہیں ہے نرگس شہلا مزار پر میرے

یہ دیدہ بعد فنا انتظار رکھتے ہیں

ستے گا دل مرا جو رنگ کیجیے اب کیا — نہیں ہے ہاتھ جو یہ وبال ہاتھ میں لیگا
اور اوسکے سامنے سے بھاگ بھی نہیں سکتا — بچیگا کیونکہ مرا دل کہ جسکے پشت نہ پا

وہ تیغ ابرو کی بس آبدار رکھتے ہیں

ہر ایک عضو ہے بیتاب عشق میں اب تو — یکایک آگیا سر پر ہے نصیحت گو
تو پہر میں ہوگیا حیران چھپاؤں کس کس کو — جنون کے ہاتھ سے فصل بہار میں یارو

نہ اپنے جیب و گریباں میں تار رکھتے ہیں

بلا سے جو نہیں بہی ہمکو دل لگانے سے — کہ دور ہوگئے احباب و رزمانے سے
نہیں ہے فائدہ عاشق کی دل جلانے سے — نکر تو منع ہمیں اپنے پاس آنے سے

کہ اسمیں ہم نہیں کچھ اختیار رکھتے ہیں

کدورت اوسکو جو ہمسے ہے ہاں حیرت — ہے مجکو اوس سے محبت ابہی ہوئی نفرت
ہم اسمقام پہ حیران ہیں بجز کیا شفقت — ہم اونکی صفات میں آئینہ وار انکی صفت

وہ ہمسے سینہ ہی میں غبار رکھتے ہیں

اپنی بیمار سے آگاہ وہ بیمار ابہی نہیں — غیر کی مجکو دوا کرنا گوارا ہی نہیں
غیر کو اسکے فلاطون کو بہی یارا ہی نہیں — ہے یہ وہ درد کہ جس درد کا چارا ہی نہیں

[illegible]

نہ تو خط ہے نہ نشانی ہی ہمیں کیا یارو — نقش قصہ کہانی ہے [illegible] یارو
نامہ بر جو ہے گیا بانی ہے [illegible] — وعدہ وصل زبانی ہے [illegible]

ہاتھ میرا تھا تو اوس شوخ کی زلفا ہی تھین

چین پڑتا ہی نہ تھا تجکو مری بن گہر آئی
باز آتا نہ تھا اصلا مری سر کو کوئی سکتا ہی
ہی قسم تجکو خدا کی جو صنم مجسے چہپا کے
کل یہ آموزون کی کیا تجکو سکہلایا تہی

آج وہ آنکہ جہپک وہ اشارا ہی نہین

غم دلدار نصیب اپنا ہوا جبدن سے
رات کٹتی ہے مجہے تارے ہی گنتے گنتے
شب دیجور مین بکتا ہون مین گہبرا کے
کل وہ سرگوشی کی جو یاد دلاتا تھا مجہے

آج دیکہا تو فلک پر وہ ستارا ہی نہین

سچ ہے صنعت کہ مین اب عیسی کا کچہ بہی نہو
سر پہ بار گنہ اور بڑا جوش جنون ہو
سرو کی طرح سے گو بہی سر آزاد ہی ہون
مصحفی آپکے کہنے کو مین کہدو نمکون

بار ہستی کا ابہی سر سی اوتارا ہی نہین

کوئی کہتا ہے اوٹہی ہو نہین کیونکہ باہر
اور کہتا ہی کوئی اوسکو مرے سر باہر
کوچہ عقل سے وہ پہر گئے ہین باہر باہر
چشم عاشق مین ہوا ہے وہ لا گہر باہر

ایک سا جلوہ معشوق ہی اندر باہر

آشیانہ مرے گلچین نے ہی ویران کیے
اور صبا دسلے ہی بانہوا اڑا کے میرے
پہر رہا بلبل ہی وہ پہر کر نکل گئے
مین وہ بلبل ہون کہ اک گل ترکی تو پہر

ایسے لپٹے کو نکالا گیا گہر سے باہر

تا دم زیست تہا مین گلبدنونکا بیمار
اور مرا غم وہ اوٹہے مین گل کہاتی ہین پہول بہت
غم نہین دل پہ مرے باد خزان کا زنہار
بعد مرنے کے بہی ہے سا تہ مرے فصل بہار

قبر مین داغ جنون پہولونکی چادر باہر

چشم و گوش جو صورت نہین اسکی دیکہی
اور جانان نہین آتا تن بیجان جانی
عشق وہ نام کہ نکالا را اور کسکی تو تہی
خانہ چشم مین مجہے یار جو نہ آنی لگی

مردم دیدہ یہ چلاتے کہ باہر باہر

پانی مانگا ہی نہین اوسکی کسی گھائل نے
خود بخود مر گیا وہ اوس سے جو آیا ملنے
اوسنے دیکھا جسے لبش نہین پایا پلنے
کر لیا قتل ہزارونکو یہین قاتل نے
میان سے بھی کبھی نکلا نہین خنجر باہر

ہے یہ دنیا مین میسر ہمین ایسا عیش و فراغ
اور یہان ہین بھر بھر کے پلاتی ہین ایاغ
مضطرب وصل کی دھن آب وہان ہر دماغ
ناز حورونکی اوٹھائین یہ کہان ہمکو دماغ
ہو ہمارا در فردوس سے بستر باہر

ہے گناہون سے سیہ نامۂ اعمال مرا
دسترس مجکو نہین اور کسی تک بخدا
اس گنہگار کا موجب ہے یہی بخشش کا
یہ تمنا ہے صنم ہو جو قیامت برپا
قبر سے مجکو نکالے تری ٹھوکر باہر

کیا صنعت ذکر اسکو سمجھے ناصح
حسرتین دل سے بھلا نکلین ہین کسکی ناصح
ہے یہ دنیا وہ تاسف کی جگہ ہی ناصح
کف افسوس کے ملنے کو کفن سے ناصح
نکلے ہے بعد فنا دست سکندر باہر

کچھ جنگ ہے یا مجسے تری آنکھ لڑی ہو جب
تا شام جو رہتی ہے مرے گھر مین اڑی ہی دھوپ
ہم دلجلونکے کسلئے پیچھے پڑی ہی دھوپ
ٹلتا ہی نہین ہجر کا دن کیا ہی کڑی دھوپ
خورشید قیامت نہ مرے گھر مین چڑھی دھوپ

اس آدمی بیچارہ مین کچھ بھی نہین سامان
آنسو بھی نہین جسکے سبب بیج محبت ہو جو لرزان
دیکھی انہین پائے ہون تو رہا جیب و داماں
کیا لال بھی ہین مری زنجیر کی کڑیان
پڑتی ہے غضب وادی وحشت مین کڑی دھوپ

سر مین تھی اس گرمی کی کسی شخص کو امید
سب سوچکے اور غور سے یہ کر دی تمہید
حیران ہے احوال سے ہر ایک کی فہمید
کیا پردہ سے باہر نکل آیا ہے وہ خورشید

خلقت جلی جاتی ہے پڑی آج تری دہوپ

نکلی جو مری آہ دہوان ہو بار جگر سے — تو روشنی جاتی رہی ہر ایک کے گھر سے
جون گھر کے کبھی ابر نہ یون برسے بر سے — تاریک ہوا دن مرے رونیکے اثر سے
جسطرح چھپا دیتی ہے ساونکی جھڑی دہوپ

جو چاندنی مین عرق پسینے مین ہو اکثر — وہ دہوپ مین نکلے کہو کسطرح سے باہر
اور دوسرے رہتا ہے رقیبونکا ادہر ڈر — اب دیکھیئے کسطور سے ہو وصل میسر
ڈر سے تو اڑے عنبر لب بام اڑی دہوپ

مین شیفتہ دلسے ہون جو شعلہ رخون کا — اور اونکے تصور مین ہون آتش مین سراپا
ہر داغ ہی خورشید قیامت سے زیادا — ہر کاشب تاریک مین داغون سے جو چھایا
اک حلق مرے سامنے کھاتی ہی کہڑی دہوپ

گل کھاکے تھی جو غم مین ترے غیرت گلشن — سو سو گیا ہے گور مین گلزار مرا تن
دل بھی مرا پر نور تھا غم سے ترے پر فن — ہے تیرے تصور سے مری قبر بھی روشن
ہی مہر جہانتاب سر ساتھ کہڑی دہوپ

دام مین لا کر جو پہڑا تا ہی وہ اسیر گلکو ہے — آج تک دیکھا نہین جو اڑ گیا ہو کھلکر پر
یون تو صیاد لیتے وہ پر توڑتا ہی گلکے پر — ظلم سے صیاد نے توڑے تو ہر بلبل کے پر
یہ کیا احسان کہ پہینکے جاتی اوپر گلکی پر

سب کو اک سودا اڑ جاتا اپنا ہے — سر گرفتار اجل دینے کو جان تیار ہے
زہر سے معصوم ہر نادان و ہشیار ہے — اڑکے ڈستی ہے دل عاشق کو وہ ناگن سی ہے
گو کہ ظاہر مین نہین پر وہسی خوبی کا کل کی ہے

اس سفر حال مین پھنس جاتے ہندہ نواز — سو گرفتار مین حاصل دسکو عز و امتیاز
بلکہ واجب ہے اوسے شکر خدا کے بے نیاز — دام گیسو مین پہلے کر سب کہا مین ڈالکر ناز

پہیان منہ سے کس طرح کرے میں نازک سنبل کے پر

رنگ گل کا بھی اوڑا تھا اسی غم کو دیکھ کر
اور لالے کے جگر پر بھی ہزاروں داغ تھے
آشیانے سے نکالا اسکو اپنے ہاتھ سے
دور لیجا کر چمن سے باغبان بیرحم نے

ہم بسمل کر کے پوچھے ہاے جب بلبل کے پر

تہا مقدور بلبل کا جو اوس سے دے عوض
پر یہ کہتی تہی کہ اب آئندہ اسکو دے عوض
پھر یہ کہتی تھی نہیں چاہتی اسے میں عوض
لب یہ اوس بیکس کے تہا یا ورنج آگر عوض

خلد میں غنچوں کی کلیاں اور برگ گل کے پر

دیکھ خط صنعت کیتو کو وہاں بھیجا شتاب
اوسنے اوسکے توڑ کر بازو کیا ایسا عتاب
کچہ جواب خط کے لینے کی رہی اوسمین نہ تاب
گر کبوتر سے شہیدی مانگی خط کا جواب

توڑ کے دکھلاتا ہے وہ اندر ہی کر کل کے پر

رہا نہیں لگا کہ وہ زلفوں میں اوبہری گات ہم
مارتے چہاتی پہ دونوں ہاتھ ہیں ہیہات ہم
ہیں تری تبلا کہ کاٹیں کسطرح اوقات ہم
وصل کی سو سو کریں تدبیر کو دن رات ہم

پر کہیں پاتے نہیں ملنے کی تیرے گہات ہم

کچ ادائی سے ہے اوسکی دل مرا جلکر کباب
ہر گہری سیدہی سنا دیتا ہے وہ کر کے عتاب
کچہ بن آتی ہی نہیں یہ دوستو ہے یہ عذاب
دے سے وہ کج خلق بدخو سیدہا نہیں جواب

گر کبہی سیدہی طرح اوس سے کہیں کچہ بات ہم

خط نہ بہونچا اوسکو یہ بہی تہا لکہا تقدیر میں
ہے عداوت دوستو تقدیر اور تدبیر میں
آرزو اپنی یہی تہی اس دل دلگیر میں
گر سماتا یہ بیان تحریر اور تقریر میں

اپنی سوز دل سے کچہ کرتے رقم حالات ہم

روز و شب پہرتے ہیں عشق میں در بدر اور جا بجا
کاہش غم سے ہلال آسا مرا تن ہو گیا
ہیں بنا اوسکے روز روشن بہی شب دیجور سا
معشوقوں کی ہے جدائی یہ قیامت اس سوا

عافیت سمجھے ہیں زیر آسمان آفات سے ہم

ہیں تصور میں ترے تیر ادا وہ مژگاں چوگان — غنچۂ دل میں کھٹک [illegible] اور رات
ایک تھا تم روبرو اس شب صحبت ہوا اور دل کو سا — تازہ ہو داغ جگر آتی یاد اس کی یہ بات

سیر گلشن کو چلیں حرمان تا رحلت ہم

رشک لیلیٰ روشن کر تیرے چلے جاتے ہیں ہم — ہجر میں واقف نہیں ہم [illegible] آہ داد کو
یہ تکلف ہے مگر جیتے ہیں غم کھانے سے ہم — پھرتے ہیں آوارہ مجنون اور دیوانے سے ہم

صاف بیگانہ نہیں ہیں آپ بیگانے سے ہم

کونسا ناداں ہی بیمار ہو جو آپ سے — ابتلا کی ناگہانی مفت اپنے سر لئے
میری جانب سے کوئی واعظ سے جا کر کہے — اختیار عشق ہے پرہیز سے ہم کو لئے

کیا کریں مجبور ہیں اس دل کے لگ جانے سے ہم

ہیں تو ہر کہتا ہوں ہو نکہ غم سے کو چھپائی یہ [illegible] — پر نہیں آتا قرار و صبر دل سے متصل
کیا کروں ناچار ہو نہیں دیر و تیری تحمل — گر ٹھہر سکتا درون سینہ پر صبر دل

ناصحا باہر ہوئے تیرے زبانی سے ہم

اسقدر مغرور ہے جو بن کے عالم سے وہ شوخ — ملتفت ہوتا نہیں ہے سارے عالم سے وہ شوخ
کیا کریں تدبیر جو آوے کسی قسم سے وہ شوخ — ہے خدا ناکردہ کچھ دل میں خفا ہم سے وہ شوخ

جان سے عاجز ہیں آج اور دل کے گھبرانے سے ہم

اسقدر جور و ستم تو نہ کیجے اے تند خو — جس کے سہنے کی کبھی انسان کو طاقت نہ ہو
یاد کر کے تیرے ابرو جور و ستم کو جنگ کو — ہو گئے ہیں مدت سے ہم تیری گلی کی راہ کو

آج آ نکلے تھے یہاں اس گلی میں بھکانے سے ہم

جبکہ آتا ہوش میں صحبت پہ کرتا تھا بیان — ہے کدورت سے ملتا لب یہ خرابات جہان
دین و دنیا میں سمجھتے اوسکو ہیں پیر مغان — دور مخمور سے حرمان ہیں ہمارے مستیان

مجھے کشش میں ہمائی کو شہر کی جانے سے

یہ جو میں ناتواں ظاہر ہوں درد نہانی سے
کہ لب تک جان آ پہنچی ہے زور ناتوانی سے
ہوا ہوں سخت ہی نادم میں اپنی سخت جانی سے
رہا افسوس میں جینا عبث گو مر ہی جانی سے

غرض اب موت بہتر ہی ہے میری زندگانی سے

اثر عشق نازنیں سے ہوں کلک تن سو گیا تنکا
نزاکت کی تصور سے اور اسکو بیمار تھا
سبک ہوں سب کی نظروں میں اب ہم کہو غیر کیا
یہ لاغر ہوں فلک پہ لے اڑا اک آہ کا جھونکا

ہوئی حاصل مجھے معراج اپنی ناتوانی سے

رکھا شور و فغاں نے ہمسایوں کو سونے بھی
ہوا اکثر میں ناحق کشتی مردم ڈبونے سے
ملا کیا فائدہ رو رو کے اپنی جان کھونے سے
یہاں تو آتش دل اور بھی بھڑکی ہے رونے سے

غلط ہی یہ جو کہتے ہیں بجھی ہی آگ پانی سے

غم فرقت میں یہ حالت ہے جس شخص کی شب بھر
قلق دل میں جگر پر داغ اور آہ و فغاں لب پر
زمیں پر لوٹتا ہو جب تلک بر میں نہ ہو دلبر
تسلی ہو نہ جس مضطر کی قاصد خط کو بھی پا کر

بھلا کب چین آوے اسکو پیغام زبانی سے

یہ جوہر اوس میں آتی ہے کر دل نے سکا بیان کیا
کہ زخمی جسکی جنبش کا کبھی ہرگز نہیں جیتا
تو ابھی چشم ہی ایسی جگہ بس جان کا کھٹکا
نگیں کی سطر سے نقشہ وہ اوسکی تیغ ابرو کا

کہ آتی ہے صدائے الاماں بہزاد و مانی سے

نہ تنگ آسمان پھرتا ہے منہ کو اپنے پھیلائے
نہیں یہ چھوڑتا ظالم جو اسکے دام میں آئے
کوئی اے غافلان اہل دنیا کو یہ سمجھائے
وہیں فی الفور وہ دریائے غم میں غرق ہو جائے

حباب آسا کوئی پھولے جو دم بھر شادمانی سے

یہ صنعت کیطرفہ سی آفریں کو کوئی سمجھاتا
تو اگر قصہ خواں بنکر بھی اوسکی پاس ہو جاتا
تو وہ عیار ہے اور نکتہ داں ہے اور بڑا دانا
نہ کہہ اوس فتنہ دوراں کے آگے دل کا افسانہ

وہین سوجائیگا وہ آفرین تیری کہانی سے

فقط آنسو ہی نہ اے چشم تو ہر بار نکال — جسمین یاقوت ہون وہ موتیون کا ہار نکال
اب فوارا ہی نہ سیراب مژہ زار نکال — اشک تر ہی نہ دم رخصت دلدار نکال
لخت دل ہی تو کوئی دیدۂ خونبار نکال

جیتے جی اوسنے کیے مجھہ پہ تو گو ظلم شدید — لیجیے اوسکا عوض یہ تو ہی عاشق سے بعید
کی رعیت یہ دم نزع بھی کرکے تمہید — ہو گئی شرم اوسکو جو یہ کہنے لگے کیسا شہید
ہمنشین نعش مری مت سر بازار نکال

آپسے مین تو نہین کہتا ہون اپنا جوہر — تو وہ دلکو یہ کرتے ہین مشبک دلبر
مثل جو زنگ کے سینہ کو بھی کر ڈہیر سپر — تیر مژگان نے تو چہانا ہے کلیجا یکسر
توبھی جوہر کوئی تیغ نگہ یار نکال

کچھ شکایت نہین مجھکو جو نہین تم سے ملتے — نہ کیا اسکا بھی شکوہ کہ جو غیرون سے ملے
کام عاشق کو ہے دلبر کی رضاجوئی سے — ہوگئی ہے ترے ہر ظلم کی برداشت مجھے
ظلم اب اور نیا دیدۂ خونبار نکال

کیا صنعت نے کہ خط لکھنے مین کچھ کر ایجاد — تجکو ہر طور کی رنگین عبارت ہے یاد
لیکے نرگس کے قلم گل کے ورق پر استاد — دور اوس عارض گلبرگ سے تو ہی آزاد
نامۂ شوق مین طرز خط گلزار نکال

فراغت اونکو وہان ہوگی جنہین یان تنگدستی ہے — یہان مفلس وہ رہتا ہی جو کرتا حق پرستی ہے
وہان اوسکو سزا ہی یان جو کرتا عیش و مستی ہے — عجب ڈہب کی یہ دنیا بھی خراب آباد بستی ہے
کہ پستی یان بلندی ہی بلندی یان کی پستی ہے

کھلیگا بند وان چلی جاؤ نہین ویرانہ بستی ہے — سواریکی نہین حاجت جو تمکو تنگدستی ہے
ادہر جنت مین ہاتھی مرغ و زنگی خوب سستی ہے — مزے دیکہون تمہین اے ساکنان ملک ہستی ہے

عدم کی راہ سیدہی ہی بلندی ہی نہ پستی ہے

بغیر از یار کے دنیا مین کیا جینے کی لذت ہے
فراق اسکا مین کیا کہون جو کچہ دل کو اذیت ہے
سکے دیتا ہون قاصد یان تلک تجکو اجازت ہے
وصال اسکا عوض مرنیکے گر ٹہرے غنیمت ہے

متاع وصل جانان جان دینے پر بہی سستی ہے

حماقت سے بہی ہم اپنی دانائی پہ مرتے ہین
کہ یعنی قول پیغمبر سے بہی ہم درگذرتے ہین
نہین ہوتا ہے کچہ حاصل مصیبت مفت بہرتے ہین
حصول جاہ کی تدبیر جو ہم لوگ کرتے ہین

ہماری سعی باطل دیکہکر تقدیر ہنستی ہے

یہ دنیا مزرعۂ آخرت ہے اسمین تم نکوئی کر
جو بوئیگا وہی کاٹیگا ہے یہ قول پیغمبر
کہا صنعت نے سب سے تو تماشا یہ کبھی نہ کر
سمجہ ہر ایک کو ہشیار ہم آئی ہوی یان اخر

بچشم غور جب دیکہا تو متوالونکی بستی ہے

کاٹ ابرو مین جو ہے سو وہ خنجر مین نہین
چشم فتان کا جو عالم ہے وہ عبہر مین نہین
تاب عارض کی سی ہرگز ماہ انور مین نہین
اور رنگت اسقدر یاقوت احمر مین نہین

نازکی جو لب مین ہے برگ گل تر مین نہین

بے وصال یار تو یہ عمر ہوتی ہے تلف
بنگیا ہے جسم میرا تیر فرقت کا ہدف
التجا میری یہی ہے تم سے یا شاہ نجف
کسطرح مین اوڑکے جاؤن کوچۂ جانان کی طرف

طاقت پرواز میرے بال و پر مین نہین

بات سیدہی ہے پر ہو وہ سیدہی ہی بالعکس
وعدۂ فردا ادا جسکا ہو بارہ برس
کیا کرین ناچار ہین چلتا نہین اپنا ہے بس
راست قامت تو ہی پر ہے کج ادا اسکا کہ بس

راستی کی بات ہرگز اوس ستمگر مین نہین

تنگ و تاریک ایسا دنیا مین کوئی کوچا نہین
وان دل گم گشتہ کو ہم نے کبہی دیکہا نہین
کالا پانی جو گیا وہ تو کبہی چہوٹا نہین
زلف مشکین مین پہنسا جو دل تو وہ نکلا نہین

پیچ و تاب و پیچ میں جو ہی وہ سنبل تر میں نہیں

عرض کی یہ حضرت موسیٰ سے پوچھیو اسکا مزاج — زندہ کر دینے کا حضرت آپکے سر ہی تاج
کچھ جلانیکا ہمارے یاد ہے تمکو علاج — کشتگان تیر مژگان تیری یہ کہتے ہیں آج

نوک مژگان میں ہے یہ تیزی کہ نشتر میں نہیں

بندہ پرور جسکو تم دیکھو چشم سحر باز — تو وہ ہو بدمست اور ہشیار او دیا امتیاز [?]
یہ خوشامد سے نہیں کہتا ہوں میں بندہ نواز — چشم میگون میں نشہ ہے جو تری اے مست ناز

سچ اگر پوچھو تو یہ صہبای احمر میں نہیں

لو صنعت آفرین تمنے لکھی اچھی غزل — آپ کے دیوان میں دیکھی ہے کم ایسی غزل
سچ کہا تمنے نہیں کچھ بے سبب اچھی غزل — وصف دندان سے ہوئی جو آبدار ایسی غزل

اسطرح کی آب صوفی [?] سلک گوہر میں نہیں

قتل کا خوبونکو سکھلاتا ہے جوہر آئینہ — دیکھتے ہیں وقت آرایش کے دلبر آئینہ
کوئی اسصورت نہیں ہی دیکھتا پر آئینہ — چپکے کی کیا سیر کل اوسنے جو لیکر آئینہ

دیکھتا تھا عالم اپنے وہ مسی پان کا

دیکھتے ہی عکس اپنا ہو گیا وہ بیقرار — کوئی ایسی شکل دیکھی تھی نہ اوسنے نہار [?]
حوصلہ یہ تھا اوسیکا جو لگائی اتنی بار — یعنی پہلے دیکھ کر سو ہوکے پھر لے اختیار

آپ بوسہ لے لیا اپنی لب و دندان کا

دیکھا ہی صاحب توقیر کو پلٹے کھاتے — اونکی سب منصب و جاگیر کو پلٹے کھاتے
یہ پیشانی کی تحریر کو پلٹے کھاتے — نہ ہنسو دیکھکے تدبیر کو پلٹے کھاتے

دیر لگتی نہیں تقدیر کو پلٹے کھاتے

اسنے ہر ایک کمینے کو بڑہایا دو تا — ادنا اعلے ہوئے اور ہو گئے اعلی ادنا
جو سب ٹکو میں اسکو ہوا لیکن صلا [?] — بخت برگشتہ عاشق نے نہ کہایا پلٹا

عمر گذری فلک پیر کو سلجھے کہاتے

ایک تو آ گئے ہی اوس زلف کا سودا تھا مجھے
دوسرے دلکو بکھرنے کا بیان کیا کیجے
اور بیمار پریشان سا بیٹھا تھا اوس سے
ساتھ سنا لوٹ گیا دیکھکے سینہ پہ مرے

یادسے زلف گرہ گیر کو سلجھے کہاتے

یا تو وہ لطف و عنایات و کرم ہم پر تھے
یا مری شکل سے بیزار وہ بیوجہ ہوئے
یعنی اکدم کی جدائی نہ تھی منظور اوسے
یون نظر یار کی پلٹی کہ نہ دیکھا سینے

اسطرح برق کی شمشیر کو سلجھے کہاتے

اسلیئے دل یہ ہوا اوسکی نگہ کا گھایل
وہ تو ہرگز نہوا تمسی مین اب ہون سایل
یعنی اوس شوخ کی فتراک کی ہوسے قایل
دل بیتاب نہ دیکھا تو و یکھو بسمل

نہ ہ خنجر کسی نخچیر کو سلجھے کہاتے

اعتبار اوسکو ہوئین قول کا کیسے زنہار
کیا صنعت نے یہ خندہ تھین مکر اظہار
لاکہہ اقرار ہین پیہ سامنے اوسکو انکار
ای ظفر اوس سے نہ کر بات کہ دیکھا بار بار

اوس ستم عیار کی تقریر کو سلجھے کہاتے

تمہارے جانے سی کیا آنکھ پھر نہ آویگی
یہ عرض آپکی خاطر مین پر نہ آویگی
شب فراق مین مجکو سحر نہ آویگی
تمہاری آنکی جب تک خبر نہ آویگی

ہماری زیست بہی ہمکو نظر نہ آویگی

اوٹھائی رنج اور اندوہ کے گذرے اوسکو برس
زلیخا باولی کہتی تہی یہ ہر ایک نفس
اور اوسکو کرتا تھا مطعون کس ناکس
کسیکی چاہ نے ایسا کیا ہی تنگ کہ بس

طبیعت اب کہین بار دگر نہ آویگی

تری جدائی مین ہے عرض اے مسیح زمان
تو آشنائی سے گر چہوٹا ہمکو اے جان
بجز ترے کرے کون اس مریض کا درمان
سکے ہے مجسے یہ طولانی شب ہجران

کہ جی سے جاؤگے تم پر سحر نہ آویگی

پڑا ہی خط مرا پایا اوسنے کردئے پرزے
اب ایسی باتون کو سنتا نہین ہے کچھ جھگڑا
جواب خط بھی نہ پایا کہ اوسنے لکھو کر بھیجے
کچھ اوسکے آنیکی جلدی خبر سنادی مجھے
تسلی خط سے تو اے نامہ بر نہ آویگی

ہے دل کو بستگی غنچہ کیطرح شام و پگاہ
کچھ اسکی کیجیو تدبیر دوستو واللہ
قلق ہے جان پہ پژمردہ ہون بحال تباہ
شگفتہ ہونگے ہم مثل گل کے جب آہ
نسیم کوچۂ جانان ادہر نہ آویگی

ہماری ہو جیو اے ابر تو نہ دورسے لیکن
کہ لعل تیرے برسنے مین تو برستے نہین
وگرنہ ہم سمجھتے ہیں ابر و کہ برسینگے وہین
چہ آئے رونے پہ پر چشم خون فشان تو کہین
لز ایر
جہڑی جو تیری لگی اے چشم تر نہ آویگی

بہ روز نہ ملنا یار ہا او سکو کل صنعت
تو کرکے منت و زاری اوٹھانا اب ذلت
کہ تیری یار کو ہے ناہم بھی اثر سے نفرت
ہزار ہرو دل وسے کہیگا تو جرات
ولیکن اوسکی کبھی چشم پھر نہ آویگی

ہمنشین یہ تو شب ہی تیرے حکایت ہوگی
فکر کچھ اسکی تو کر ورنہ پہر آفت ہوگی
اوسکے ملنے سے مری زیست کی صورت ہوگی
کل وہ گھر جائیگا تو سخت قیامت ہوگی
جان جو رخصت ہوئی تن سے تو رخصت ہوگی

مجھکو اول ہی سے صحبت نہیں معشوقون کی
ہمنشین اس سے جواب ہوگی جدائی کیسی
نہ کیا اوسنے مجھے آزردہ کسی نے بھی کبھی
صورت اک ایک کی جب یاد مجھے آویگی
آہ اور نالہ سے کیونکر مجھے فرصت ہوگی

صبح گردش مین اسی کے گا وہ لالہ کی شکل
ہوگا بیتاب یہ جیون آگ پہ سیماب کی شکل
خوابمین بھی نہ یہ دیکھیگا کبھی خواب کی شکل
ہجر مین تڑپیگا جیسے ماہی بے آب کی شکل

حق تو یہ ہے کہ عجب دلکی حقیقت ہوگی

روشنی ہوتی ہی خورشید سی مہ مین پیدا
بس اسی شکل سے احوال ہے یارو میرا
ہو مقابل جو نہ اوسکی تو نہ پائے وہ ضیا
جبکہ وہ نور نظر آنکھ سی اوجھل ہوگا
پھر مری چشم مین کیا خاک بصارت ہوگی

ابتو وہ شوخ ہے مشکل سی ملتا مجکو
اسکی تدبیر تو ہمدم کوئی بتلا مجکو
پر جدائی کے تصور نے ہے گھیرا مجکو
یاد آئیگا وہ جب چاند سا مکھڑا مجکو
کیا کہون پھر تو عجب کچھ مری صورت ہوگی

آج کی رات رہی کاش وہ مہ میرے گھر
یا الٰہی رہے خورشید زمین کے اندر
مرغ کو ذبح کرون اور نہ بجنے دون گجر
کہتے ہین عزم سفر یار کا ہی وقت سحر
مجکو فردا نظر آتا ہے قیامت ہوگی

دلربائی کی تو وہ فن مین ہے گویا استاد
ہون جدا ایسی سے پھر کیون نکرون مین فریاد
یعنی ہر موقع پہ ہر بات سی وہ کرتا ہے شاد
بستر عیش پہ مل بیٹھنا جب آئیگا یاد
پھر تو ملنے کی ذرا مجھ مین نہ طاقت ہوگی

صنعت ایسا جو ملی یار پریزاد سے
ساتھ دشنام کی بوسہ بھی ہو امداد سے
یعنی ہر بات مین کرتا ہی رہے شاد اوسے
روز و شب کی یہ نشست آئیگی جب یاد اوسے
پھر تو اوٹھنے کی بھی جرأت نہ ہوگی

نہ اچھی شکل تھی اور نہ تھی بلکہ توقیر مجنونکی
نگریان عاشقون مین ہی بڑی تقدیر مجنونکی
کہ ہوتی جس سے لیلی ایسی دامنگیر مجنونکی
محبت اب تلک کہتی ہی یہ تاثیر مجنونکی
کہ بے لیلی نہین کھینچی کبھی تصویر مجنونکی

تمام عاشق جفا و جور معشوقونکی سہتے ہین
تو برسون مین کہین اک رات اونکی پاس رہتے ہین
جگر سے آہ اور آنکھوں سی آنسو اونکی بہتے ہین
یہ مر کر بھی نہین چھٹتے تعشق اسکو کہتے ہین

کہ بن لیلی نہیں کھنچتی کہیں تصویر مجنوں کی ٭

بظاہر دیکھیے فرہاد کی بھی سخت محنت کی — کہ کھودی نہر بھی اور جان شیریں اپنی کھو دی

پر اس پر بھی نہیں تصویر انکی ایجاد دیکھی — خدا جانے یہ کیا اسرار تھا اور کیا وہ حالت تھی

کہ بے لیلی نہیں کھنچتی کہیں تصویر مجنوں کی

دمن کے واسطے نل نے بہت سی خاک چھانی ہے — دمن نے بھی جو کچھ نل کو الفت کی جتائی ہے

سو دونوں کی کتابوں میں لکھی ساری کہانی ہے — نہیں ہے یہ محبت تو مگر راز نہانی ہے

کہ بن لیلی نہیں کھنچتی کہیں تصویر مجنوں کی ٭

اگر کہیے اکیلی ہیر رانجھو کو کھینچتی ہے — وہ لے تصویر دونوں کی اکیلی کس نے دیکھی ہے

مجھے حیرت تو ہے پر عقل میں یہ بات آئی ہے — مصور نے زلیخا کی قسم ایسی ہی کھائی ہے

کہ بن لیلی نہیں کھنچتی کہیں تصویر مجنوں کی

تعشق سسی اور پنوں کا بھی مشہور ہے گویا — مری روداد سینہ داد سپر پا یہ کیسا ہوگا

مگر دونوں کا ایک جا پر نہیں دیکھا گیا خاکا — مری بھی عقل حیران اس جگہ ہے یہ عجب نقشا

کہ بن لیلی نہیں کھنچتی کہیں تصویر مجنوں کی

ہزاروں اور بھی عشاق ایسے ہیں جو شہرت — کہ جنکو جانکا دینا تھا راہ عشق میں فرحت

کسیکی مثل مجنوں کب ہوئی ہے عشق میں قسمت — اثر یہ پاکبازی کا تھا یا اللہ کی قدرت

کہ بن لیلی نہیں کھنچتی کہیں تصویر مجنوں کی

آپ پر یہ تو نہیں بیٹھی ہے دلبر کرتی — کامرانی کی نثار اسکو نہ زر کرتی

یہ تو زنہار نہیں شہر کی دم بھر کرتی — ہے جو یکتا ہنر کی مہر و یہ شکم پر کرتی

کیا دکھاتی یہ زنجیر کا لنگر کرتی

آگ پانی میں ہے ضد بلکہ ہم نفرت سے ہے — ہاں مگر اربع عناصر کی یہ کچھ صورت ہے

کیا بیاں کیجیے اللہ کی یہ قدرت ہے — باعث ہے چشمۂ خورشید مجھے حیرت ہے

اسپہ اب ٹہری جاری شبنم کی یہ کیونکر کرتی

ایکمدت ہمین گذری کہ ہم استادہ کہین تھی
سو وہ امید بر آئی مدد طالع سے
اونچی ہو جاتی سی کرتی کی شکم کو اوسکے
دیکہ بیتابی سے ہم جھٹ پکڑ بیٹھ گئے

ساتھ انگڑائی کے جب وہ تھہ گئی اوپر کرتی

ہی صفائی کا یہ عالم شکم اور سینے سے
کہ جیسے دیکھنے سے پاؤن نظر کا پہسلے
یہی اندیشہ رہا کرتا ہی دلمین اوسکے
ناف کی چاہ مین جا پہنچ نہ الا نگرے

اسلئے پہنے ہے جالی کی وہ اکثر کرتی

کسطرح عقل مری چرخ نہووے یارو
رات دن چرخ جو گردش مین ہی کرتا مجکو
دنکو تارے نظر آوین نہ بہلا سوچو تو
چون کتان چاک گریبان مرا کسطرح ہو

چاند تارے کی جو پہنے وہ سمن بر کرتی

اشک تو ہجر مین جاری رہی عنابی سے
مردم چشم بہی بیکل ہوے بدخوابی سے
ہے تعشق جو اسی اک بت ہرجائی سے
مرغ دل دام مین تڑپا کیا بیتابی سے

دہیان مین اوسکی رہی جالیکی شب بہر کرتی

دل و جان صبر و خرد جسپہ کئے تو نے نثار
ملتفت تیری طرف کو نہوا وہ زنہار
صنعت دست دکہا اوسکو تو اب کی بار
شاید اس دام مین آجاوے ترے وہ انوار

لیچل اوس پاس تو جالی کی بنا کر کرتی

شربت وصل ہی گو اسکی دوا ہوتی ہے
مرض عشق سے پر کسکو شفا ہوتی ہے
جان اس خوف سے اب تن سے جدا ہوتی ہے
دیکھ حالت دل درد سے کیا ہوتی ہے

روح تمام شب فرقت سی جدا ہوتی ہے

ایک تو زلف کی سودے ہی سے جینا تہا وبال
یاس امید کا ہی دوسرے دلکو جنجال
مخمسہ مین ہون گرفتار عجب مین فی الحال
قطع امید نہ ہوتی ہے نہ ہوتا ہی وصال

اجل آتی ہے نہ محکو شفا ہوتی ہے

یہ بھی ہے جور ستم اوسے کیا کہیئے
لطف اور شفقت و اخلاق تو ہی ہاں کے
یعنی ہر بات مین کچھ ساتھ مرے ضد ہے اوسے
مین جو روتا ہون تو کہتے ہین مجھی غش ہنسی کی

جو کرے عشق سو اوسکی یہ سزا ہوتی ہے

جوبن اوس یار کا گدرایا ہوا ایسا ہے
کھلی پڑتی ہے بھی رنگ بدن اوسکا ہے
ہاتھ پر ایک شرر دیکھ جسے ملتا ہے
رنگ اوس شوخ کا شوخی سے جو اوڑتا ہے

پاؤن جس جا کہ یہ رکھتا ہے حنا ہوتی ہے

کہا صنعت نے کہ مالوم کہا اب بھی
اعتبار انکو نہین قول کا زنہار کبھی
بارہا آپکی خدمت مین ہی کی عرض یہی
برق پہنچاؤگے یا تو نہ بچاؤ اونکی

ہم سے دیتے ہین یا زاوو دعا ہوتی ہے

ٹھہرنے کی لئی لنگر گران تقدیر کا باندہی
طلاطم ہو تو اوسکے روبرو دست دعا باندہے
ستیک کھینچ کو کشتی کر نہ پانی جا بجا باندہے
مہردم بادبان کشتی پہ اپنی ناخدا باندہے

خدا کے کارخانے مین نہ یہ اپنی ہوا باندہی

نہین اعجاز یہ کچھ حضرت عیسی کا ذاتی ہے
یہان ہر دم صدائے قم باذنی اسی آتی ہے
صدائے قم باذن اللہ مردو نکو جلاتی ہے
لب جان بخش کر اسکے بھلا کب پیش جاتی ہے

مناسب ہے دم عیسی یہان اپنی ہوا باندہے

حبابونکا نہین دریا مین کچھ حال کچھ کھلتا
تو ہر دم یاد اوسکی بھولنا ہرگز نہین اچھا
اسی صورت نہین معلوم ہوتا موت کا آنا
نہین وقت معین کوئی جو دنیا سے جانیکا

یہان رخت سفر لازم ہے ہر شاہ و گدا باندہی

دوا اسو رکھی کر کرکے مری انکھیں ہو درپیش
یہ کہدو اوس سے ہی ہوتی ہے مفید ہر مرض مین
پریشانی اوٹھاتا ہی سبب ہی یہہ ہوتا ہے کے
مین عاشق زلف کا ہون گر مجھے تعذیر ہی

تو لازم ہے رسن مین زلف کی میرا گلا باندہی

مری آنکہون سی ہمیشہ جاری ہی وہ ہی کوئی دریا
یہ طغیانی سی جاری ہی ہماری چشم کا چشمہ
سمندر توڑ جہکا اور طوفان اسکا ہی بالا
اگر سد سکندر ہے تو توڑ جیسے مینہ اوسکا

کوئی دریا کی چشمہ تر کا پل باندہی تو کیا باندہی

زبس ہون صید لاغر قتل گہ مین اوسکی ہر بار
سو منع اوسکی یہ تدبیر کی ہی اوسکو تم سُن لو
یہی خوف وہ مجکو کریگا قتل کا پہلو
مین خواہان خنجر قاتل ہون اجی جو ہیت مرا ہو

بجای حرز بازو پر مرے آہن رُبا باندہی

سواد ہند مین جو ظلم کی اوسکی یہ ہی شہرت
پہنسا ہی دل مرا ایسی جگہ یہ کیا کہی صنعت
کہ جلاد فلک کو بہی ہی جیسی سی گہڑی وحشت
مین عاشق اوسکا ہون جو شوخ خیلم بسا ہی و

رسن گردن مین آہوی ختن کی بہجا باندہی

کوئی دیکہا ہی منہ کا بتو نہین اس تجمل کا
دوات کم شگفتہ غنچہ ہی اور سوت سنبل کا
مطلع
کہ ہو اسباب رنگین اسقدر جسکے توغل کا
قلم ہی شاخ گل اور جا ہی کاغذ ہی ورق گل کا

خط گلزار مین لکہتا ہون قصہ عشق بلبل کا

خدا کے گہر کا ہی ایدل وہ خاص خانہ زاد
سو کون شیر خدا جبریل کا اوستاد
مطلع
نبی کا قوت بازو برادر و داماد
صفت ہین اوسکی تو لاکہو نہ بیش سی ہی زیاد

کسی کہ مولد او خانۂ خداست علی است
پس اہلبیت خدا و ہم اہلبیت نبی است

خوابین ہی وہ آتا کبہی دلدار نہین
کاش مرجاؤن یہ جینا مجہی درکار نہین
اور در یار مین اب اوسکے مجہی بار نہین
قطع امید ہوئی وصل کے آثار نہین

ہان وہ فرماتے ہین اکبار تو سو بار نہین

ہوئی اس سرکی ترکیب اگر خاطر خواہ
تو زیبا نہین ہوتی کوئی شی اسکی بہناہ

اسقدر بے سرو سامانی پہ سبحان اللہ — چرخ کے سات توہی توڑ گیا تا نوک آہ

سرنہیں پر نہیں پیکان نہیں سوفار نہیں

تھا مزاج اپنا بہی وسرآئینہ رخ کی صورت — دم مین ہوتا تہا مکدر مین یہی تہی عادت

یا وہ ہی مین ہوا ایسا دیدہ ودلکی دولت — صاف آداب محبت ز اوڑادی غیرت

یار بیزار ہی مین یار سے بیزار نہین

مجکو بہی بچپا یا دربار پہ غمخواروں نے — اور سفارش کی بہی ٹھہرائی مری یاروں نے

کہا دہکا کے یہ دربان ز اور عیاروں نے — کیون لگائی ہی یہان بہیڑ خریداروں نے

کوچہ یار ہے یہ مصر کا بازار نہین

منفعل ہو ہلون کر ہمیں یہوتا اپنی خطا — دور ہی پاس ادب سے جو کردن اسکا گلا

اپنے نزدیک تو صنعت ہے خوشی اولا — یار کہتے ہین کہ کم بخت خطا تو بتلا

کیون رسا محفل جانان میں تمہی بار نہین

یہ کشتی سے طوفان نے جوش مارا — ملی جسکی تباہ اور نہ پایا کنارا

کیا ہجر نے حال ابتر ہمارا — رساند خبر کیست آن آشنا را

کہ طوفان گریہ کند غرق مارا

کہیں بہی سنا ہے بہم کفر اور دین — کہین ضد کی چیزین یہ باہم نہ دیکھیں

مگر یہ کرامت ہے اسکے دہانکی — بپیش تو شرمندہ فرہاد و شیرین

لب تو شکر جادلت سنگ خارا

تیہا جیسی تہا آب طوفان کا بیم — یہ طغیانی تہ بہی ہوئی تہی بہت کم

دکہاتے ہین وہ سیراب آپ کو ہم — زد الشد بہجر تو چشمہ ز چشم

بیاد بیلین طرفہ تر ماجرا را

قیامت کرے ہے وہ رشک مسیحا — جو ٹہوکر سے مردہ نکو زندہ ہی کرتا

کہان کی قیامت دم صور کسکا | بہر رنگ خود سکند حشر بر پا
تحبث کردید نام رنگ حنارا

کرے ہے کوئی اسلیئے می پرستی | کہ نشہ نہین اوسکے کرین عیش و مستی
مجہے تو یہی ہے بڑا لطف ہستی | ز عشاق دنیا برم ہیشہ ستی
خدارا بیا در برم اے خودآرا

مجہے جسکے اسباب کو ہے بڑا غم | کہ نسبت سے ہے ماہ کی مجہپہ برہم
سو دلمین ہے جاکر کہون اوس سے ہمدم | چہ تاب ار بترا ماہ پارہ بگویم
چہ نسبت ببو ماہ بیدست و پارا

نہین سو جہتا اب بہین اسکا چارہ | کہان جائیے اوس سے کرکے کنارہ
نہین دیکہیں بن اوسکی صنعت گذارا | بہ نیم نگہ ساخت دل را دو پارہ
عجب صنعتی کردی پر لصارا

ہیزہ یہ زلیست اپنی تیری ریسی کٹی | ہر گہڑی ہر پل ہمین تو اشکبار ایسی کٹی
یون تو اپنی عمر سازی بیقرار ایسی کٹی | کل شب فرقت ہماری کیا غبار ایسی کٹی
کچہ کٹی زار ایسی کچہ اختر شمار ایسی کٹی

دل دیا جسدن سی تجکو او غفلت شعار | یا ترا رہتا ہے اکثر یا اجل کا انتظار
ہوگی اب ناچار کٹتا ہون بحال اضطرار | کچہ وصال اور وصل مین اپنا نہین ہی اختیار
زندگی اپنی بہت بے اختیار ایسی کٹی

یاد ہی یان جاگئی سو نہین تیری سیمبر | تو بدے اعتبار سے یا درفراموش اب اوسکر
اور کبہی ہمکو نہین تم یاد کرتے بہول کر | آپ نے ہمکو کیا دل سے فراموش اسقدر
اور ہمین ہر پل تمہاری یادگار ایسی کٹی

زلف کی سود ہمین اپنی تو زندگی بہی بپال | ہر شب تاریک مین رہتا ہے مجکو خیال

یا تو اوسکا وصل ہو اب یا مرا ہو وے وصال
کچھ نہ پوچھو دوستو فرقت کی بیمارونکا حال
دن کٹا نالہ سے اور شب بیقراری سے کٹی

سو طرح کی رنگتین بدلا کیے لیل و نہار
آرزو اپنی برآئی پر نہ اوس سے زینہار
جب سے اوسکی چشم کا بیمار ہون ہمین اشکبار
ایکدن بھی کی نہ پوری ہمنے حسرت شکل یار
مثل نرگس عمر اپنی انتظاری سے کٹی

شامت اعمال ہے یہ کیجیے کسکا گلا
ہو گیا محکوم جو مین نفس و شیطان کا
کیا کہون ایسا ہو انکا دھیان [illegible] گیا
مر گئے لیکن نہ کی افسوس کچھ یاد خدا
عمر کٹنے کو کٹی پر شرمساری سے کٹی

آہ صنعت رندی و مستی تری تا کے
دن بسر کرتا ہے اپنا تو بجا کر چنگ و نے
رات کو بدمست رہتا ہے تو پی پی کے مے
حیف ہے صد حیف ہے افسوس صد افسوس ہے
زندگی طالب تری بے اختیاری سے کٹی

مبادا اس سے ہو صدمہ کسی سرو چراغان کو
دیا آسیب ہو شاید کسی سیب زنخدان کو
تو اب ناچار ہو کر جسم کے اپنے بیابان کو
جلایا آپ ہمنے ضبط کر کر آہ سوزان کو
جگر کو جسم کو پہلو کو دلکو سینہ کو جان کو

مکان ہے جسم مین مہمانکی لائق تو فقط اک دل
سو وہ بھی تنگی جا سے نہین رہنے کی کچھ قابل
مجھے گو کثرت مہمان سے ہو تکلیف بھی حاصل
جگہ کیونکر نہ دون دلمین تری یا تو نشتر قاتل
کٹاریکو چھریکو بانک کو خنجر کو پیکان کو

تعشق مین یہی یارو حواس خمسہ اپنے ہین
جدا ہوتے نہین اکدم کو ہم ممنون انکے ہین
رفیق و غمگسار اپنے نہین یہ آجکل سے ہین
ہمیشہ کنج تنہائی مین ہم مونس سمجھتے ہین
الم کو یاس کو حسرت کو تنہائی کو حرمان کو

اگر ہو جو حضرت یار ہی سے ہمسری کوئی
وہ جیتا ہے اوسیکو دیکھکر جس پر مرے کوئی

بغیر از یار کے تو موت ہی کی دن بے بہر کوئی — منہ جب تو ہی او ساقی بھلا پھر کیا کرے کوئی

ہوا کو ابر کو دریا کو مے کو سیر بستان کو

کہا صنعت نے فرقہ دیو کا ناری مقرر ہے — فریق حور و غلمان نور سے مخلوق یکسر ہے

یہ خاکی ہے و لے لفظ خلافت سے مشتہر ہے — بنایا از پئے مظہر انسان ہی کو خالق نے بہتر ہے

ملک کو دیو کو جن کو پری کو حور و غلمانکو

عزت اغیار کو حاصل کبھی ایسی تو نہ تھی — اور صحبت بھی یہ کامل کبھی ایسی تو نہ تھی

خوے بد بھی تری قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی — بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

ایک دم بھر بھی تجھے چین نہیں ہے زنہار — مرغ بسمل کیطرح تڑپے ہے کیوں ای دل زار

فکر میں اوسکی کروں جسکی تو کچھ کر اظہار — لیگیا چھین کے اب کون ترا صبر و قرار

بیقراری تجھے ای دل کبھی ایسی تو نہ تھی

روشنی مہ میں ہو خورشید سے جیسے پیدا — یوں ہیں معشوقونکو عشاق بھی دیر میں چمکا

یہ بہ حیرت ہے نہیں تو نے یہ اب تک سمجھا — عکس رخسار نے کسکے ہے تجھے چمکایا

تاب تجھ میں مہ کامل کبھی ایسی تو نہ تھی

مثل نرگس مجھے حیرت ہی ہوی ای گلرو — نہ تو کچھ میں ہی بنا ہوں نہ بنا ہے کچھ تو

بیمار کی نظروں سے اب دیکھا جو تو نے مجھکو — تیری آنکھوں نے خدا جانے کیا کیا جادو

کہ طبیعت مری مائل کبھی ایسی تو نہ تھی

زلزلہ کیوں ہے زمیں پر یہ میں حیرت میں ہوں — کوئی اب عاشق بیتاب ہوا ہے مدفون

بیقرار ایسے تڑپتا ہے کوئی یا محزون — یا مرکو بان کوئی زندہ نہیں بنا ہے مجنون

آئی آواز سلاسل کبھی ایسی تو نہ تھی

چشم امید بھلا اوس سے مجھے تھی کسدن — کھل نہ تھی جسکو شب روز مری ایذا بن

حال پر ترس کے مر کیا نہ تھا یہ ممکن	چشم قاتل مری دشمن ہے ہمیشہ لیکن
جیسی اب ہو گئی قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی	
دل گیا پہلو سے اور جان پر آئی تکلیف	کیا یہ عاشق کے لئے حق نے بنائی تکلیف
بار ہا عشق مین دل کھو کے ہے پائی تکلیف	ایکی جو راہ محبت مین اوٹھائی تکلیف
سخت ہوتی ہمین منزل کبھی ایسی تو نہ تھی	
یا تو اغیار کی اغوا سے ہوا ہے بیدل	یا وہ خود آپ ہی دل سے کبھی پر مائل
کچھ یہ عقدہ نہین کھلتا ہے نہایت مشکل	نگہ یار کو اب کیون ہے تغافل اے دل
وہ مرے حال سے غافل کبھی ایسی تو نہ تھی	
روٹھنا ہر گھڑی ہر بات پہ کرنا تکرار	خالی علت سے نہین ہین تو نمانون نہار
ہی یہ انداز شاید ترا صنعت سے پیار	اے سبب کیا جو بگڑتا ہے ظفر سے ہر بار
خو تری جور شمائل کبھی ایسی تو نہ تھی	
جب تنگ ہوا وعدہ وہ جا سے اونکے	ہٹ مینے کیا محرم اسرار سے اونکے
کچھ فرق بھی ہے وعدہ مین انکار سے اونکے	حاصل ہوا کچھ بھی اقرار سے اونکے
محروم رہے آج بھی دیدار سے اونکے	
ہر چند کہ کہتے ہین یہ ذرات کہ وہ وہ	اور روشنی ہی کہتی ہین دونون وہ اگر سو
لیکن نہین ممکن کہ ہون تشبیہ مین یکجو	اور ترے ہوئے ہین چرخ پہ خورشید و مہ نو
اعجاز رخ و ابروئے خمدار سے اونکے	
کیونکر نہ بھلا کیجیے انہین ہند کے ساحر	انکو دل و دین دیکے کو ہم ہو گئے حاضر
کیا کھینچئے کہ ہے سحر کی تاثیر یہ ظاہر	کافر ہے کیا عشق بتان نے ہمین آخر
تار رگ جان کھنچ گیا زنار سے اونکے	
صد چاک دل اور درد کیا کرتا ہے شانا	اور حال پریشان لہو آنکھون سے بہانا

خنجر جانانہ بدمستی کے ذرا ہم نے بچانا
ہر رات ٹہرا ہے مجھے کاٹ کے کو کھلانا
کیا عشق ہوا طرۂ طرار سے اپنے

ہر چند یہ کہنے کو بڑی بات بنائی
پر جھوٹ نہیں خلق یہ روشن ہے ہیہائی
کم تر وہ سہا سے بھی تو دیتا ہے دکھائی
خورشید قیامت نے کہاں تاب یہ پائی
ہم چشمی کرے روزن دیوار سے اونکے

ہے سینۂ عشاق تو معشوق کا تودا
اور تیر مژہ کا وہ ہدف روز ہے ہوتا
یہ حسن کے نیرنگ کا دیکھا ہے تماشا
ہے سرخی پان لب معشوق میں ہوگا
ٹپکے ہے یہ خون تیر کے سوفار سے اونکے

فرحت تو اوڑا دی ہے تھی دل انکی بالکل
اور ہو لگی ہے بیٹھنے میں تہا ہی تامل
رونے کی جگہ ہے یہ کرے کیونکہ تحمل
گل کہاں تھی بلبل نے جو چہٹا وطن گل
بو بھی ستم آتی ہے چلی ہار سے اونکے

صنعت جو ہو غم بیش اوسے کیجئے گوارا
کچھ بن نہیں آتا ہے ضعیفی کا تو چارا
تنہا فقط ایسا ہی نہیں حال ہمارا
کرتی ہیں اب انسان ہی سلیمان سے کنارا
یا فخر تہا پریونکو کبھی پیار سے اونکے

دشمن تھی محبت جو ستمگار سے اونکے
تھی یاس جنہیں خواہش دیدار سے اونکے
حاصل وہ ہوا طالع بیدار سے اونکے
کیا ہاتھ لگا مصر کے بازار سے اونکے
پوچھے کوئی یوسف کو خریدار سے اونکے

تو ہو ات چشم اور گریہ کیا طوفان بن میرا
کہ جسمیں ہو گیا ہے غرق گردن تک بدن میرا
نہ آیا کام ہرگز تیرنے کا کوئی فن میرا
نمایاں آنسک میں ہے نیلوفر آسا دہن میرا
ہوا گریہ کی دولت عین دریا میں وطن میرا

دو فور زور وحشت ہو گیا ہے سہم گل میں
سراسر گیا ہے فرق ہی صبر و تحمل میں

جو املتا ہے شاید اوسکو میرے شور و غل میں — کیا ہے اسقدر پابند جو زنجیر کاکل میں

خوش آتا اوس پری کو ہی مگر دیوانہ پن میرا

بھلا سرو چراغان کو میں اپنے خاطر میں لاتا ہوں — کھلے گل جسم پر میرے پر طاؤس سے افزون
بجا ہی آپکو گر مالک رو رخ سی نسبت دون — فراق آتش مہر رخ جانان سی جلتا ہون

بنا خورشید محشر سی پر اک داغ کہن میرا

نہ خوف محتسب ہے اور نہ کچھ ملکوں سی ڈرتا ہوں — طریق عشق میں شیخ و برہمن جب گذرتا ہوں
طواف کعبہ و بتخانہ میں یکسان ہی کرتا ہوں — جہا تمین جسقدر معشوق ہین سب پہ مرتا ہون

گروہ عاشقان مین کچھ علیحدہ ہے چلن میرا

پھرا ہوں دوڑتا میں تو بیابان وادی ہامون — نہیں ہتا بدن پر تار کپڑے کسطرح پہنوں
ہوا ہی خوف ناصح کا تو اب جاتا رہی مجنون — بدن پر عالم دیوانگی میں خاک ملتا ہون

ہوا وحشت کی بخشش سی ہی خاکی پیرہن میرا

یہ صنعت نے کہا غمخوار تمکو جانئی حافظ — نہیں کچھ جھوٹ اسمین یہ راست اسکو مان لے حافظ
نہیں کچھ چاہتا تو گو نسی پا کچھ الیسی حافظ — شب و روز اس تمنا میں ہی سعی نظم ای حافظ

کہ بعد از مرگ دنیا میں ہی قائم سخن میرا

مشفقے آنکو کہ آرد آن ستم ایجاد را — یا بہ پیش او برد بہرہ من ناشاد را
مرغ دانا را خموشی در قفس ہم لازم است — این ہمی باید کہ آزردہ کند صیاد را
ہیچ میدانی چو ناید یار بر سرو چمن — زانکہ سر ہم بار باشد ہر دم آزاد را
میشود بر باد در فرقت ہوا خواہ شما — ای صبا از من بگو آن خانہ آباد را
یارب اندر دام آن بیداد گر افتادہ ام — ہر کہ آموزد جفا با طرز تو جلاد را
پیش بیگانہ و خویش گویم حسب الحال خود — ہر کہ آن انصاف دشمن نشنود فریاد را
جان شیرین داد صنعت تن بخسرو در گذاشت — بر سر خسرو نزد تیشہ چہ شد فرہاد را

مهر تو گر روز و شب هرچند گردد آفتاب / نیست ممکن بهره یاب وصل گردد آفتاب

نیست او را چشم و بینی نه دهن نه دست و پا / پس چگونه ای پری مثل تو باشد آفتاب

چونکه بردارد نقاب از روی خود محبوب من / بی تکلف کمتر از ذره نماید آفتاب

زین سبب شکل پیاله مهر پیدا شد مدام / تا که او در ساغر خورشید نوشد آفتاب

مهر او گردند و می‌جویند بهرام و زحل / مشتری و ماه و زهره هم عطارد آفتاب

روبروی تاب او هرگز نمی‌گیرد قرار / روز و شب از صولت او می‌گریزد آفتاب

گفت صنعت در شب وصلش بقول شاعری
یا الهی تا قیامت بر نیاید آفتاب

آن ملیح تند خو بر گریه‌ام خندیده رفت / بر جراحت‌های من مشک و نمک پاشیده رفت

همنشین از من چه می‌پرسی که جای مرگمان است / او به پیش من مزاج غیر را پرسیده رفت

گر نه دزدد دلم از پهلوم آن دلربا / پس چرا ای همنشین از من نگه دزدیده رفت

از دو بالم کی رهد صیاد من ای عصفیر / در قفس انداخته بال و پرم ببریده رفت

شور فریاد و فغان هرچند بنمودم ولی / آن بت مغرور هرگز عرض من نشنیده رفت

گفتم از سودای زلفت صد پریشانی مراست / سوی من نگرید و از غصه بخود پیچیده رفت

صنعت و فرهاد و مجنون پیش او تشنه شدند
در قمار عشق هر یک نقد جان بازیده رفت

تا عرش پرید و پر ندارد / جز ناله کس این هنر ندارد

صد حال بحال آن اسیری / صیاد از او خبر ندارد

دارد سر عشق آن ستمگر / بر دوش کسی که سر ندارد

گویم چه درازی شب هجر / تا شام دگر سحر ندارد

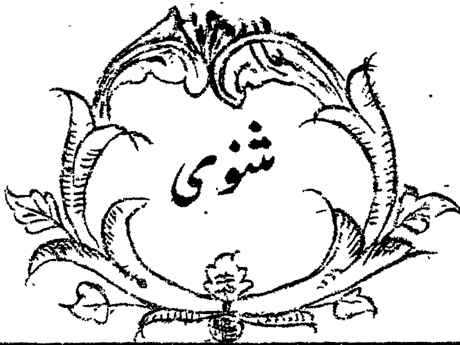
او سیمبر است و عاشق زار / صنعت چه کند که زر ندارد

کرا مجال به پیش تو عرض حال کند
دهی به تیغ جواب ار کسی سوال کند
وصال یار میسر نمی شود گاهی
در اشتیاق اگر عاشق انتقال کند
مدام خاطر آشفته باشد عاشق اگر
بسوی زلف تو در خواب هم خیال کند
ز کور چشمی خود میل دیدنش دارد
بشیخ گو که نه این دعوی محال کند
کند چو نقشهٔ آن رشک ماه نانی بهزاد
چه طاقت است مگر مشق چند سال کند
بماه من نرسد هیچ گو مه خور را
بشکل بدر کند گاه که هلال کند
چو گفتمش که مرا گریه لاحق است بهجر
بخنده گفت که دار وی آن کحال کند
شنو بنا بر تفریح از پی گلگشت
چو قصد با غچه آن سرو نونهال کند
شود ز رنگ مسی سرمه در گلو سوسن
ز رشک لعل لبش گل زبان لال کند

همین دعاست که سرسبز مزرع صنعت
طفیل پنجتن آن رب ذوالجلال کند

امشب اندر خانه ام مهمان مگر مغرور باشد
بشنود تا در دو عالم از من صدای دور باشد
دیده و دلبسته عاشق بر دل آزاری شدی
بایدت اکنون دلا در رنج هم مشهور باشد
آرزویش روزی بیگانه آن بت مغرور را
در تلاشش او د لا مصروف تا مقدور باشد
رشک می آید مرا چون هر کسی بیند ترا
زانکه میخواهم مرید در دلم مستور باشد
از جهان افتاده ام دور و براه دلبری
او بوقت وصل میگوید که صنعت دور باشد
بر نیامد از تو امید یکه دلبر داشتم
ای تقربانت روم ناچار دل بر داشتم
من ز چشم افتاده پیش مردمان گر بود
گریه ای همچشم طفل اشک ابتر داشتم
گفت بلبل الفت گل از قفس کمتر مرا
از چمن بهر بریدن قصد اکثر داشتم
لیکن ای صیاد مثل ماهیان و سیف بیر
طاقت پرواز نتوان شد مگر پر داشتم
دل ز راه چشم من آید بی آرام او
سایهٔ مژگان صنعت دیده تر داشتم

تمت



بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھوں توحید رب العالمین کی
ثنا کی جسنے کل دنیا و دین کی

ہوا وہ بحر وحدت جوش زن جب
مرتب ہو گیا کون و مکان سب

وہ یکتا ذات جب کثرت میں آئی
بنی نیرنگ سے رنگین خدائی

وہ روشن نور قدرت اوسکا یاں ہے
کہ جسکا پرتوہ کون و مکان ہے

سو کثرت میں [illegible] وحدت نے جب جوش
ہوئی تنزیہ سے تشبیہ ہم آغوش

ہوا وہ گنج مخفی جب ہویدا
کیا ہژدہ ہزار عالم کو پیدا

کیا ہر ایک کو نابود سے بود
ولیکن خود رہا ہر اک میں موجود

نگہبان مور سے لے تا مگس ہے
کس اور بیکس سبھونکا دادرس ہے

نہ اوسکو نیک اور بد پر نظر ہے
وہی ہر ایک کی لیتا خبر ہے

وہ آب و خور سے خود رہتا ہے آزاد
ولیکن قوت ہے سب کا اوسے یاد

جو دیکھا غور سے تو ہے وہ معبود
سبھی عالم ہے ساجد اور وہ مسجود

جو کی یاں نیت توحید ہمنے
بچھا کاغذ کیا سجدہ قلم نے

اوسیکا فرض پہلے جاننا ہے
قیام اوسکو ہے اور باقی فنا ہے

وہ ہے رنج والم سے پاک سبحان
ولے ہے درد کا ہر اک کے درمان

وہ مایوسونکی بر لاتا ہے امید
کرے ہے آن مین ذرہ کو خورشید

اگر محتاج پر وہ مہربان ہو
تو اک پل مین وہ سلطان جہان ہو

نظر بھر کر جو دیکھے کمترین کو
تو پہنچاوے اوسے عرش برین کو

نگاہ قہر اوسکی جسپہ ہووے
گدا ہو شاہ تخت اک دم مین کھووے

عدم کی سرزمین سے نے زرخاک
بنائین اوسنے کیا کیا صورتین پاک

نشان ایسا دیا اوس بے نشان کو
کہ پایا خاک نے کون ومکان کو

بنائے اور بھی کیا کیا طلسمات
مہ و خورشید غبرا اور دن رات

کہین صحرا کہین دریا کہین بر
کہین موتی کہین مونگا کہین زر

کیا اوسنے کسی کو صاحب تاج
کسیکو کر دیا روٹی کا محتاج

کوئی عالم کوئی حکمت سے آگاہ
کوئی عارف کوئی برگشتہ گمراہ

کوئی دیوانہ عاشق عشق مین چور
کوئی معشوق حسن اپنے پہ مغرور

ولے جب اوسنے عالم کو بنایا
تو دام عشق مین سبکو پھنسایا

محبت جنس نادر بے بہا ہے
جناب عشق کا رتبہ بڑا ہے

اگر سوچو تو یہ جان جہان ہے
محبت مغز اور جسم استخوان ہے

اگر خالق وجود اسکا بناتا
بجز سلطان کوئی اوسکو نپاتا

نہ کچھ الفت فقط انسان مین ہے
سبھی جن و بشر حیوان مین ہے

محبت کی نہ جو اسمین ترنگ آئے
تو کیون پھر شمع کیجانب پتنگ آئے

اگر ہووے نہ اوسکو الفت گل
جفائے باغبان کیونکر سہے گل

نگس مین بھی محبت گر نہوتی
تو پھنسکر شہد مین کیون جان کھوتی

محبت گر نہ دیتا اوسکو مولا
نکرتی پرورش فرزند کی ما

محبت گر نہووے تو ستم ہو کسیکا کیون کسیکو درد و غم ہو

محبت سے اگر خالی بشر ہے تو وہ مثل شجر بے برگ و بر ہے

محبت سے اگر خالی ہو انسان تو وہ انسان ہے یارو نہ حیوان

محبت شاہ کر دے کمترین کو دکھادے آنکھین چرخ برین کو

محبت نے کیا ساجد کو مسجود محبت سے بلا عابد کو معبود

محبت سے ہوا قایم زمانہ محبت غیر کو کر دے یگانہ

ذرا دیکھو محبت کے یہ سامان محبت سے ملا ہے دین و ایمان

جناب عشق کا مین کیا لکھون اوج محبت جسکے دریا کی ہو اک موج

فلک نے بھی نہ بار اسکا اوٹھایا کہ اسکا ایک عالم پر ہے سایا

سو اوس خلاق کی ہے یہ بھی اک شان اسے جسنے بنایا اوسکو پہچان

جہان تک فہم کو ہووے رسائی نظر آتی ہے بس اوسکی خدائی

ثنا مین اوسکی کیا بندی کو ادراک چہ نسبت خاک را با عالم پاک

وہ نیرنگی ہے سب رنگو نمین معمور تفاوت سے ہے پاس اور پاس سے دور

یہ نادانی سے اپنی ہر طرف سے فاینما تولوا ہر طرف سے

بد اند ہر کسے کو اہل دید است کہ در قرآن من حبل الورید است

نفخت فیہ من روحی کو جانو تو کیون بھٹکے پھرو کہنا تو مانو

صفت کا اوسکی کیا انسان کو مقدور پیمبر جسکی مداحی سے مجبور

سنا ہے ما عرفنا مصطفے سے ثنا ہو اوسکی کیا مجھ خاکپا سے

نعت

پلا ساقی شراب خاص کا جام کرون جسکے نشہ مین نعت اقدام

ہے اوسکی نعت مین کیا مجھکو ادراک کہ نازل شان مین ہے جسکی لولاک

کوئی مداح اوسکا ہو سکے ہے
خدا جسکو محمدؐ خود کہے ہے

غلط ہے اوسکو گر کہیے خدا ہے
سوا اسکے جو کچھ کہیے بجا ہے

نبوت جو ہوئی بعد از چہل سال
کرے ہے عقل اس مدت پہ یہ دال

کہ یعنی میم کے حسب کم عدد ہون
تو بیشک اوسکو حق احمدؐ احد ہون

رہا احد اوسکا اس سے ملا میم
پھر آخر ہوگیا احمدؐ بلا میم

وہ چاروں جو کہ اصحاب نبیؐ تھے
بلاشک واقف راز خفی تھے

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؑ
یہ چاروں اربع عناصر تھے برابر

نبیؐ کے منہ سے ہے یہ شان حیدرؑ
مدینہ علم کا یہ اور وہ ہے در

علیؑ را قدر پیغمبر شناسد
کہ ہر یک خویش را بہتر شناسد

وہ سبطین نبیؐ دلبند زہراؓ
شہید اکبر و قمر نہ زہراؓ

حسینؑ ہے وہ کش نبیؐ چشم بددور
کہا جبریلؑ نے نور علیٰ نور

مناجات

الٰہی دور ہو صنعت سے یکبار
ہوا و حرص دنیا مکر پندار

یہ تیرا کمترین بندہ ہے صنعت
اسے دے فضل سے اپنی محبت

رہے دنیا و دین میں اسکی عزت
نہ کوئی پند ہو دنیا کی حاجت

بچا و بچو اسے اعدای دین سے
کہ یعنی نفس شیطان لعین سے

آغاز داستان

کدھر ہے ساقی فرخندہ فرجام
شتابی دے مجھے تیار کر جام

کہ تا میں پیکے جام ارغوانی
لکھوں اس طور کی نادر کہانی

کہ سننے سے جسکے ہو ہر اک بیہوش
سرود آوے سبھونکو از رہ گوش

کہ میرے آشنا ہیں اک فعل ناز
ہر گوہر تخت بیشک نام اونکا ہے

وہ دریائی سخاوت کے ہین گوہر
وہ بحر آشنائی کے شناور

وہ ہین کیا مکتب الفت کی استاد
کہ ہین شاگرد اونکے قیس و فرہاد

نہایت عاقل و زیرک خردمند
ہر اوصین دانش و بینش کا پیوند

بڑے دانا بہادر شعر گو ہین
ہر اک فن مین نہایت نکتہ جو ہین

کہا مجھسے ز راہ مہربانی
کہ موزون کر نئی کوئی کہانی

بموجب اونکی فرمائش کے ناچار
لکہے ہین اور لکہو ہین چند اشعار

یہ میری عرض ہے تمسے سخندان
مرکب ہے خطا سے نوع انسان

بقدر وسع در اصلاح کوشند
اگر اصلاح نتوانند بپوشند

تہا شاہ ہند جو ایک اہل اسلام
اوسے کہتی تہی خلقت شاہ بہرام

بظاہر والی ہندوستان تہا
حقیقت مین ولی شاہ جہان تہا

خدا نے اوسکو بخشی تہی یہ ثروت
کہ ہفت اقلیم پر تہی اوسکی ہیبت

وہ استنبول کو اونے سمجہ کر
کیا تہا خرچ پان اوسنی مقرر

دیا کرتا تہا بیشک عجز کی راہ
خراج اوسکو ہمیشہ روم کا شاہ

جو اوسکے وقت مین خاقان چین تہا
سو وہ اوسنے سنا اوسکا خوشہ [illegible] تہا

وہ شاہنشاہ اوسکو جانتا تہا
تو اوسکی دہاک سے چین کانپتا تہا

علی جمشید کو تب شہریاری
جو کی مدت سے اوسکی آبداری

جو والی ماوراء النہر کا تہا
تو اوسکو میر بحری کر دیا تہا

جو اوسنے قدر کی تو شیر دانگی
عدالت کی اوسے داروغگی دی

تہے اوسکے فوج سپاہ لشکر [illegible]
کہی مانند دارا و سکندر

ہوا اوسکے عدل کا نقارہ [illegible]
کہ چڑیا نوچتی تہی باز کے پر

غضا ہو شیرنی کے ساتھ [illegible]
کہا کرتی تہی بیہودہ نہ بک ری

تھا مشکل بھیڑ کو ایذا دے
اگر منہہ گرگ کے منہہ سے چھڑا دے

لیا تھا واں سے قزاقوں نے رستہ
حنا کا چور بھی تھا دست بستہ

جو ہوتا شمع کو گھر جو پنہاں
تو کرتے تھے اوسے سر و چراغان

جو تھا اس طرح سے وہ ملک آباد
وہ رہتا تھا نہایت خرم و شاد

نہیں تھا نہ تھا اوسکو کبھی غم
غنیمت جانتا تھا اوسکو ہر دم

مگر جیتی نہ تھی اولاد اوسکی
اسی سے طبع تھی ناشاد اوسکی

طبیبوں نے بھی کی ہر چند دارو
نہ فرق آیا مگر اوسمین سرِ مو

جو عامل تھے وہ آئے اور فسونخوان
منجم تبدیر خوان بھی اور رمل دان

ہوئے عاجز تو پھر اوس شہ نے فی الحال
کہا دستور سے سارا یہ احوال

کہ سب کچھ کر چکا مین تا بمقدور
مگر حسرت ہی سے ایک دستور

کہ اب یہ التجا فقرا سے کیجے
طلب فرزند جا فقرا سے کیجے

اگر انکی طرف سے کچھ مدد ہو
یقین ہے تو بلا بالکل نہ رد ہو

نہ آیا کام اپنا کچھ بھی واللہ
حکومت مال و حشمت شوکت جاہ

یہی بہتر ہے اسکو ترک کیجے
پیالہ جا کسی عاشق کا پیجے

مصمم کرکے یہ دلمین ارادہ
ہوا طیار چلنے کو پیادہ

وزیروں نے کہا ای شاہ اعظم
سفر کیجے نہ ہرگز آپ اسدم

خدا کی ہے جو یہ خلقت ودیعت
گئے تم تو یہ پاویگی اذیت

یہی بہتر ہے اب ای قبلہ عالم
کہ لاوین عارفان حق کو یان ہم

دل و جان سے کرین آپ انکی خدمت
یہ ان سے عرض کیجے اپنی حاجت

یقین ہے آپ سے ای بندہ پرور
نہ ہووینگی وہ تا مقدور باہر

خدا ملتا ہے اس خدمت کے سبب سے
جو خدمت کیجے تحقیق سب سے

وزیروں نے جو کی ازبسکہ منت — ہوئی عرض انکی معروض اجابت

خوشی ہو کر سبھوں نے اونکی فی الحال — فقیروں سے کیا عرض اپنا احوال

کہ کہلاتا ہے یہ نائب نبیؐ کا — یہ تمسے مدعا ہے اوسکے جی کا

جوان صالح ہے اور ہے وہ جوان بخت — نہین رکہتا ہے لیکن وارث تخت

وہ اس غم سے کرے گا ترک دنیا — ہمارے سر پہ ہوگا حشر برپا

اسی غم سے ہے ہمکو بیقراری — سو ہم آئے ہین خدمتمین تمہاری

قدم رنجہ وہان تک کیجیے گر — تو ہووے شاہ کو تسکین مقرر

یہ سنکر اونمین جو تھے ایک کامل — کہا آسان تیری ہووے مشکل

نہین کچہ وان کے جانیپر ہی موقوف — دعامین اوسکی ہم یان بہی ہین مصروف

میرے جانب سے تم اوسکو یہ کہیو — کہ تو اس غم سے اب آزاد رہیو

ترے ہوگا پسر حکم خدا سے — مگر ہوگا اس عاشق کی دعا سے

تو وہ بہی عشقبازیمین ہو غازی — حقیقی اسمین ہووے یا مجازی

ولے پیدا ہو جب وہ وارث تخت — تو اوسکا نام رکہیو تو جوان بخت

وزیروں کو ہوئی سنکر یہ فرحت — ہوئے تسلیم کر اوسسے وہ رخصت

حضور شاہ خوش ہو کر وہ آئے — لیے آ اب سب نے مژدے سنائے

اور اوسکے بعد سب بولے مبارک — کہ فرزند آپ کو ہووے مبارک

یہ سنکر شاہ کو آئی جو حیرت — سبھون نے عرض کی ساری حقیقت

یہ سنکر قبلۂ عالم ہوئے شاد — کیا جا کر خزانے مین یہ ارشاد

کہ منہہ توڑ دو تیلے یکسر کہو لدو آج — رہے کوئی قلمرو مین نہ محتاج

بموجب حکم کے لائے بجا وہ — جو کچہ ارشاد تہا سب نے کیا وہ

یہانتک زرفشانی کی بیک بار — کہ دانے ہو گئے فی الفور [illegible]

یہ سنکر خوش ہوا بس شاہ بہرام / کیا اوس شب محل میں جاکے آرام

ہوئے معروف عشرت شاہ سلطان / صدف پر جیسے برسے ابر نیسان

ہوا چالیس دن مین پہر یہ عالم / کہ ہر یک شخص تہا بس شاد و خرم

غرض پورے دنون خاتون اعظم / ہوئی تو تہا یہ شہزادے کا عالم

جہلکتا تہا شکم مین اوسکا پرتو / کہ ہو فانوس مین جون شمع روشن

اوٹھا ماکے شکم مین درد یکبار / ست سی دائیان تہین وہان تیار

ہوئی جب دردِ زہ سے بیقراری / زبان پر شعر تہا یہ اوسکے جاری

الٰہی غنچۂ امید بکشای / گلے از روضۂ جاوید بنمای

تولد یون ہوا وہ بخت بیدار / صدف سے جیسے نکلے درِ شہوار

خوشی سے یہ ہوا بخشش کا انقا / خراج اک سال کا دہقان کو بخشا

ملازم جسقدر تہے اونکو بہی عام / ہوئی اک سال کی تنخواہ انعام

ہوئی جب اسقدر بخشش کی حالت / مبدل ہوگئی عالم کی صورت

گدا سب ہوگئے امرا سے بہتر / ہوے امرا وزیرون کے برابر

وزیرونکو ملا یہ منصب و جاہ / کہ ہر یک جانتا تہا آپکو شاہ

سب اوسنے پالکی اور فیل گہوڑا / دئے ہر اک کو گہر مین کچہ نہ چہوڑا

ہوا بخشش کا جو عالم یہ ناگاہ / گداشہ ہوگئے اور سب گدا شاہ

ہوا منشی کو فوراً حکم عالی / کہ ہفت اقلیم کے جو جو ہین والی

روانہ کیجئے فرمان سب کو / کہ سمجہین مخبر وہ اپنی طلب کو

تو جہٹ منشی نے لکہہ کر اوسی آن / روانہ کردئے ہر سمت فرمان

وہ شقے سب ڈاکنکو نسی لگائی / یہ قاصد سے کہا تو چل ہم آئے

تہی مہمانونکی کثرت اور یہی دہوم / جب آیا شاہ چین اور قیصر روم

در دولت پہ یون بجتی تھی نوبت
فلک تک شور کی پہنچی تھی نوبت

جہان تک ناچنے والے تھے آئے
سبھون نے ناچ کر مجرے سنائے

بھگتیے بھانڈ اور سنگیت قوال
یہی گاتے تھے دیدیکو وہ سب تال

مبارک ہو جیؤ فرزند اور راج
رہے تا حشر قائم تخت اور تاج

وہ جو جو شاہ ہفت اقلیم کے تھے
کہ مالک تخت اور دیہیم کے تھے

کرون کیا اونکی دعوت کا مین مذکور
کہ جیسے شاہ کا ہوتا ہے دستور

ضیافت الغرض اسطرح کی تھی
نہ دیکھی تھی کسی نے نہ سنی تھی

اونہین دیکر موافق اونکے خلعت
کیا بعد از چھٹی یہ سب کو رخصت

طوائف بھانڈ اور نقال سب کو
دیا انعام جس لائق تھا جو جو

کیا فرزند دائی کے حوالے
کہ مثل دل بغل مین اوسکے پالے

تو وہ دائی بھی اوسکو مثل محرم
جدا چھاتی سے کرتی تھی نہ اکدم

ہوئی عمر اوسکی بسم اللہ کی جب
کیا شہ نے اوسی شادی سے مکتب

وہی نوبت وہی ناچ اور وہی رنگ
وہی بخشش وہی انعام کے ڈھنگ

معلم اک بڑا اقبال بلایا
پسر کو اپنے مکتب مین بٹھایا

اتالیقون کو فرمایا کہ وان جائین
فنون شہریاری اوسکو سکھلائین

کرین تعلیم اوسکو باری باری
سکھاوے کوئی گھوڑے کی سواری

کوئی سکھلائے اب اسکو فن تیر
نشانے کی کوئی بتلائے تدبیر

کوئی سکھلائے چوسر کوئی شطرنج
کسی فن مین نہوا اسکو شش و پنج

کوئی خط اسکو نستعلیق سکھلائی
شکستہ کی بھی کوئی وضع بتلائی

لکھوں تفصیل اوسکی مین کہان تک
وہ سیکھے فن جہانمین تھے جہان تک

ہوا جب چودھوین سن مین وہ داخل
تو ہر فن مین ہوا استاد کامل

عجب کچھ حسن تھا اوسکا خداداد | تھی اوسپر عاشقِ مولا کی امداد
بلوغت کو جو پہونچا وہ جوان بخت | تو دلمین اپنے سوچا صاحبِ تخت
کہ شادی کی اب اسکی فکر کیجے | دل اپنے کا نکال ارمان لیجے
نہین دم کا بہروسا دم مین ہمکو | وہی بہتر جو اپنے روبرو ہو
سُنا جب شاہزادے نے یہ احوال | کہا اک ہمنشین سے اپنے فی الحال
حضورِ شاہ مین یہ عرض کرنا | مری جانب سے تو دل مین نہ ڈرنا
کہ شادی کا نہ کیجے اب سرانجام | کہین نسبت کا میری ہو نہ پیغام
مین لے دیکھے نہین کرنیکا شادی | گدا زادی ہو یا ہو شاہزادی
پری ہووے پرستان کی وہا جو | نہین ہے مجکو بے دیکھے وہ منظور
یہ سُنتے ہی ہوے غمگین وحیران | وزیرِ اعظم و ہم شاہِ ذی شان
وزیرون سے پہر اوسنے مشورت کی | کہ اب کیا کیجے تدبیر اسکی
یہ سب نے عرض کی حضرت فی الفور | نہین اسکے سوا تدبیر اب اور
زمانے مین ہین جتنے اہل اسلام | وزیر و بادشہ اُمرائے عظّام
محل مین جسکے ہووے کوئی دختر | جوان ناکتخدا تابندہ اختر
شبیہ نازنین اوسکی منگالو | وہ شہزادیکو منگوا کر دکہاوو
سوا اسکے نہین کچہ اور تدبیر | پسند آوے جو شہزادیکو تصویر
وہان نسبت کا پہر پیغام کیجے | اوسی نقاش کو انعام دیجے
ہوا ارشاد ہے یہ بات بہتر | اسی تدبیر کو رکہا مقرر
سُنی یہ بات سر خرد و کلان نے | کہ یہ تدبیر کی شاہ جہان نے

داستان آنے تصویر کی ملاحظۂ شاہزادہ مین

اوسی دار الخلافہ مین بہ آرام | مصوّر تھا بڑا اک حُسن کش نام

شہر مین اپنے لا ثانی مقرر — وہ تھا بہزاد اور مانی سے بہتر
یہ کی بی بی نے اوسکی اوس سے تقریر — کہ تو بھی کھینچ اک اچھی سی تصویر
اوسے لیجا کے شہزادیکو گذران — یقین ہے تجکو منصب کا اوسی آن
کہا اوسنے کہ سچ ہے فی الحقیقت — اگر اوسنے کہا لا اسکی صورت
تو ویسی شکل مین کیونکر بناؤن — مبادا قہر سلطانی مین آؤن
ولیکن اس سے ہے یہ بات بہتر — کہ اک مدت جہانکی سیر کر کر
اگر ملجاے کوئی شکل ایسی — بسی میرے تصور مین ہے جیسی
تو اوسکی شکل کو مین کر کے تحریر — دکھاؤن شاہزادیکو وہ تصویر
اگر پوچھے تو مین اوسکو بتادون — نشان و نام کا اوسکے پتا دون
کہا بی بی نے اوسکی ہے یہ بہتر — جدہر ہو حسن تو وان کا سفر کر
یہ سنکر اوسنے کی جلدی تیاری — سواری کی نکی پھر انتظاری
پرستان کا کیا اوسنے ارادہ — چلا تنہا اودہر کو پا پیادہ
ہنر کا اپنے اوسنے چھوڑ سامان — لیا کاغذ کا تختہ اور قلمدان
نہ خطرا تھا اوسے کچھ دشت و بن مین — لباس فقر پہنے تھا وہ تن مین
ہر اک بستی مین پھرتا تھا کئی دن — نہ بہائی شکل کوئی اوسکو لیکن
اسی صورت سے بس منزل بمنزل — جہان کی سیر کرتا تھا خوشی دل
غرض پہنچا پرستان کی وہ جب پاس — وہان اس کام کی اوسکو ہوئی آس
کہ وان عالم نیا ہر بات کا تھا — وہ سارا شہر مستورات کا تھا
وزیر عورت تھی اور تھی شاہ عورت — ہر اک پیشہ سے تھی آگاہ عورت
سپاہی عورت اور عورت زمیندار — ہر اک خدمت مین تھی عورت ہی مختار
وہان دیوان اور منشی تھی عورت — غرض ہر کام وان کرتی تھی عورت

جو کوئی دیکھتا خوش طور صورت
ہوئی جاتی تھی اوسکی اور صورت

خصوصاً وہ جو تھیں اوس شہ کے ہمراہ
کوئی زہرہ کوئی مہر اور کوئی ماہ

اور اوسکی شکل کو تو وہ تباہوے
جو اوسکے دیکھنے کی تاب لاوے

اور اوس شہ نے زمانے سے نرالا
بنا ائین تھا اپنا نکالا

کہ دیکھے خواب میں تھی مرد کو جو
نکلوا لاتی تھی آنکھیں اوسکی بدخو

مگر درویش کو از راہ شفقت
فقط اک سیر کو دی تھی اجازت

وہ شہر عورات سے بالکل بسا تھا
تو نام شاہ سلطان النسا تھا

حسین تھے واں کے سارے خاص و عام
تو اوس بستی کا حسن آباد تھا نام

وہ بستی حسن کش کو جو خوش آئی
در دولت پہ جا دی ہوئی رسائی

بچھایا اور یہ اپنے مکر کا دام
کہ حاضر جس سے ہوں سب خاص و عام

کسی سے بات یعنی کچھ نہ کہتا
پڑا البتہ یہ اپنے چپ وہ رہتا

رکھا میوہ کچھ اک پوشیدہ لاکر
یہی کی فکر کھانے کی مقرر

کئی دن اسکو جو گذرے اسی طور
لگے ہر ایک کرنے اسکا پھر غور

یہی ٹھہری کہ ہے درویش کامل
ہوئے چھوٹے بڑے سب اسکے مائل

ہوا یہ گوش زد اوس بادشا کے
کہ یاں آئے ہیں اک عاشق خدا کے

تمہارے حال پر فضل خدا سے
در دولت پہ جو بیٹھا ہے

سُنا اوسکو جو یوں مشہور آفاق
ہوئی پھر بادشہ زادی بھی مشتاق

غرض اکدن چلی وہ پا پیادہ
قدمبوسی کا اوسکی کر ارادہ

جواہر کی بھریں کشتیاں ساتھ
برائے نذر لائی شاہ عورات

جب آئی پاس اوسکے وہ پریوش
تو اوسکو دیکھتے ہی کر گیا غش

ہوئی حیران جو دیکھا ایسا احوال
گلاب اوسنے منگا کر کھینچی لحال

خواصو لنسی چہرہ کو ایا جو اوسپر
تو آیا ہوش مین وہ نیک منظر

قدم تب چوم سلطان لہنا نے
کہا بہیجا ہے تمسکو یان خدا نے

دعا کے ساتھہ مجکو یاد کیجے
مرے اس شہر کو آباد کیجے

جو کچہ درکار ہو سو وہ ہے موجود
ہے مجکو آرزو دے فضل معبود

کہا درویش نے ای شاہ والا
فقیرونکو ہے بس یہ مرگ چہالا

ہمین درکار ہے حق کی محبت
سوا اسکے نہین کچہ اور دولت

رہون کسطرح جا تیرے مکانمین
کہ پہرنا ہے مجھے سارے جہان مین

دعا ہے یہ کہ رہ تو خرم و شاد
رہے تا حشر تیرا ملک آباد

لیکن اب رخصت ہے تجہسے شاہ عالی
رہے بانا تیرا اللہ والی

یہ کہکر بستر اوان سے اوٹہایا
جو تہے چہوٹے بڑے سبکو رولایا

وہان سے چلکے فوراً پہر اوسی آن
نکالا اوسنے کاغذ اور قلمدان

کیا تحریر اوس کاغذ پہ خاکا
سراپا شاہ سلطان لہنا کا

لگا تحریر کرنے جب وہ اوسپر
تو سر اعضا یہ تہا حیران و ششدر

وبال اوسکو ہوی تہے کہینچنا بال
مگر کہینچے کہ بس یاور تہا اقبال

بلا کالی مین جاکر گہر گیا تہا
مگر واللیل پڑہ پڑہ کے بچا تہا

زبس حیران تہا چوٹی کا تہا دہیان
وہ چوٹی کہینچنے مین تہا پریشان

کہ دسنکے بہی ہے جسکے زہر چڑہ جاے
اگر وہ یک سر مو لعل پر آے

لکہا اوسکو مگر کہیل اپنے جی پر
کہ اوسکو یاد تہا کالے کا منتر

مصور سے کہینچے وہ مانگ کیونکر
کہ جسمین خضر بہولے ہر قدم پر

بدشواری مصور سے کہینچی مانگ
مدد اوستاد سے جب اوسنے لی مانگ

جبین کو اوسکی مشکل سے بنایا
کہ آدہا چاند جب اوسنے لگایا

مصور حسن ہوا تھا دیکھکر کان ۔ کہ اوسکے کھینچنے کا تھا نہ امکان

رکھے اوّل تو اوستے کان پر ہات ۔ ہوئی اوستاد کی جب کچھ عنایات

پھر اوسنے کان اس خوبی سے کھینچے ۔ کہ مانی دیکھ جسکو کان پکڑے

کھینچین ابرو نہ اوس سے حسب لخواہ ۔ لگا دے اوسکو وہ جبتک نہ دو ماہ

ہوا تھا کھینچنا مژگان کا دشوار ۔ کہ سنگینین لیے پلٹن تھی طیار

پھر اوسنے اپنے سینے کو سپر کر ۔ لکھین مژگان مگر اک پل مین ڈرکر

کھینچین کیونکر وہ آنکھین مست سرشار ۔ کہ ہووے دیکھنے سے جنکے بیمار

اگرچہ خوف جان لکھنے مین تھا پر ۔ لکھا اوسکو بھی آنکھین بند کر کر

بنایا رنگ اوس بینی کا جدم ۔ غرض آیا تھا اوسکا ناک مین دم

کیونکر شمع مومی جلکے ہو خاک ۔ وہ بینی عیب بینی سے تھی بس پاک

تھی رخ پہ بینی باریک یکسو ۔ کہ ہو در نجف مین جسطرح مو

کرون کیا منخرین مین اوسکی تقریر ۔ دو چشمی سے وہ تھی قرآنین تحریر

دہن کا اوسکے کس صورت بھرے رنگ ۔ بنایا جب تو یہ از بس ہوا تنگ

غرض ہر چند اٹکل ہی سے ناچار ۔ لکھا اوسکا دہن تھا بسکہ دشوار

لبوں کے کھینچنے نے یہ دیا زور ۔ مصور حسن کش پہونچا لب گور

وہ رخسارے تھے جو خورشید و مہتاب ۔ نلا سکتا تھا جنکو دیکھ مہ تاب

بمشکل گو کہ اعضا سب بنائے ۔ کوٹے پر اوس سخندان نے جھکائے

وہ تھا تحریر مین گردن کی حیران ۔ کہ اس سے پیک ہے کیونکر نمایان

لکھا اوسنے پھر آخر رنگ پان لو ۔ بیاض اندر کوئی سرخی لکھے جو

لکھا سرخ و سپید اوسنے تھا اوسکو ۔ شفق پر جسطرح ابر تنک ہو

بھی کہتا تھا وہ ہیہات ہیہات ۔ لکھی جاتی نہین ہے مجھسے یہ بات

مصور کو کہاں یہ دست قدرت — یہ قدرت کی جو کھینچے نزاکت
جہاں تک دست رس تھا اوسکا ناچار — لکھا ہاتھ اوس پر لیکا گو تھا دشوار
مصور نے لکھا جب اوسکا پہنچا — لبوں پر دم تب اوسکا آن پہنچا
نظر خود اوسکی پہنچے پر تھی حیران — وہ تھا جوں پنجہ خورشید تابان
نہ کیوں لکھنے میں اوسکی ہو کشش و پیچ — ید بیضا کو جسکے رشک سے رنج
وہ سینہ آینہ سا تھا چمکتا — ہر اک حیران ہوکر جسکو تکتا
عجب سینے پہ اوسکے دو نشان تھے — بہار حسن کے جلوے عیان تھے
مصور میں ہنر تھا گرچہ ذاتی — ولیکن اوسکی تھی ایسی نہ چھاتی
کہ ڈالے ہاتھ سینے پر لیکا یک — مہ و خور کی رکھے جبتک نہ عینک
غرض اوسنے بھی ایسا ہی ہر اک رنگ — کہ ہووے آینہ بھی دیکھکر دنگ
جب اوسپر نور کے تختے بنائے — تو لوہے چاند دو اوسپر لگائے
شکم اوس بحر خوبی کا تھا نایاب — تھیں لہریں حسن کی لو ناف گرداب
مصور کس طرح سے اوسکو لکھ پائے — کہ جسمیں عقل غوطے سیکڑوں کھائے
وسلے تصویر کا تھا یہ تو پانی — نہ بہزاد اوسکا ثانی تھا نہ مانی
شکم کو اسطرح سے اوسنے لکھا — کیا کوزہ میں گو یا بند دریا
سراپا اوسکا آگے کیونکہ لکھتا — کہ پوشیدہ تھے اوسکے سارے اعضا
بدن نیچے کا سب مستور بھی تھا — سوا اسکے ادب سے دور بھی تھا
کھنچی تصویر سلطان النسا کی — مصور سے یہ تھی قدرت خدا کی
جب اوسکی شکل ایسی کھینچ پائی — تو ہاتھ آئی مگر اسکے خدائی
کیا مہر اوسنے جانے کا ارادہ — جہاں رونق فزا تھا شاہزادہ
جو تصویر اوسکی کاغذ پر لکھی تھی — کروڑونکی وہ گو یا ہنڈوی تھی

نہ تھی تصویر جو ایسی بنی تھی　　سند گویا وہ ملک ہند کی تھی
خیال حسن کش نے کی یہ تدبیر　　کہ فرمان وزارت ہے یہ تصویر
ہوا تصویر لے وانسے روانا　　جہان رہنے کا اوسکے تھا ٹھکانا
نہین تھکتا تھا وہ تہا بسکہ خوشدل　　چلا تا تھا وہ منزل بمنزل
غرض اک بعد مدت قصۂ کوتاہ　　ہوا واردوہ گہر مین اپنے ناگاہ
ہوئی زن اوسکی خرم اور خوشحال　　کیا پھر اوسنے استفسار احوال
حقیقت من و عن اوسنے بیان کی　　وہان جانے کی آنے کی یہان کی
رکھی تصویر وہ گہر مین چہپا کر　　نہ لایا ذکر بہی اوسکا زبان پر
خوشی سے اوسکو وہ گہر مین کٹی رات　　سحر کو اوسنے کی سب سے ملاقات
جہان تک اسکے تھے اہل زمانہ　　عزیز اور آشنا یار اور یگانہ
ہر اک کی خیریت کا حال پوچھا　　اور اوسنے شاہ کا احوال پوچھا
کہ یعنی شہ نے جو کی تھی منادی　　کہین ٹھہری بہی شہزادی کی شادی
وہ بولے کی بہت حضرت نے تدبیر　　منگائی تھی مگر اک لاکھ تصویر
ہر اک تصویر لیجا کر دکھائی　　پسند اوسکو مگر کوئی نہ آئی
یہ سنکر حسن کش کا دل ہوا شاد　　ہوئی یعنی نہ محنت اپنی برباد
ہدف پر جانکر پہونچا ہوا تیر　　چلا لیکر وہ اپنے گہر سے تصویر
در دولت پہ جاکر اوسنے فی الحال　　کہا یہ عرض بیگی سے سب احوال
یہ کی عرض اوسنے جا کر بعد تسلیم　　کہ اے فرمانروائے ہفت اقلیم
مصور ایک ڈیوڑہی پر ہے آیا　　پرستان سے ہے وہ تصویر لایا
کیا ارشاد شہ نے تب یہ خوش ہو　　کہ ہان جلدی ہی حاضر حسن کش ہو
وہ جاتے ہی بجا آداب لایا　　پھر اوسکے بعد وہ کاغذ دکھایا

بس اوسکو دیکھتے ہی شاد و خرم
کیا بذل کرم پھر حسن کش پر
کہ بھیجے یو نخیفا تصویر کا مول
دیا پھر خاقان نے جواہر
پھر اسکے بعد کی شہ نے یہ تقریر
جو دیکھا ہے اسکو از رہ غور
یقین ہے گر چہ ہے حق کا ارادہ
کہا تصویر دیکھ حسن کش کو
پسند اوسکو اگر آیا ترا کام
مصور کرکے آداب حیا عذار
سُنی تھی اوسنے آگہی یہ تقریر
نہایت حسن میں مشہور آفاق
خبر سنتے ہی جلد اوسکو بلایا
نظر اوسکو پڑی جبدم وہ تصویر
نظر کے ساتھ گھیرا اوسکو غش نے
افاقہ جب ہوا اوسکو تو حیران
مصور سے کبھی کہتا تھا یہ بات
کبھی آنکھوں سے تھا اوسکو لگاتا
کبھی حیران ہوکر اوسکو تکتا
مصور نے جو دیکھا اسکا احوال
یہی حالت رہی گر اسکی تا شام

ہوا ایکبارگی وہ شاہ اعظم
کہا یہ خاقان کو بلا کر
جواہر میں اسے پہلے تو دے تول
گران قیمت مصور کے برابر
کہ دیکھی اندنوں میں لاکھ تصویر
بنائی ایک ہی بہتر کسی طور
پسند اسکو کرے گا شاہزادہ
اسے اب شاہزادے کو دکھادو
تو خاطر خواہ تو پاوے گا انعام
چلا خدمت میں شہزادے کی یکبار
کہ اک لایا پرستان سے ہے تصویر
جوان بخت اوسکا بیٹا تھا مشتاق
اور اوسنے جاکے وہ کاغذ دکھایا
لگا سینے میں اوسکے عشق کا تیر
کیا شکر خدا تب حسن کش نے
وہ اوس تصویر کے ہوتا تھا قربان
اگر تونے حسن کش کی ہی کرامات
کبھی پہلی کی صورت تململاتا
کہ گویا ہوگیا تھا اوسکو سکتا
تو سوچا دل میں اپنے وہ یہ فی الحال
تو اس آغاز کا ہوگا بد انجام

کوئی اب حکمت ایسی یہاں پہ کیجے
کہ خوش ہو شاہ اور کچھ اس سے لیجے

تو اوسنے دست بستہ ہو اوسیدم
کہا اک عرض ہے اے شاہ عالم

ہوا ارشاد کہہ ہاں عرض کیا ہے
بیان کر جو کہ تیرا مدعا ہے

تب اوسنے عرض کی یہ ایکباری
کہ ہے گر آپکو یہ بیقراری

اگر سن پائیگا شاہ جہاندار
تو کھینچے گا مجھے وہ برسر دار

تو وہ صادق مثل ہو یاں کسیکی
گنہ لازم ہے اور برباد نیکی

مگر یہ مصلحت ہے ہو جو مقبول
کہ آپ اب اسکے غم کو جائیے بھول

عطا کیجے مجھے اب خلعت زر
کہ تا ہو مہربانی شہ کی مجھپر

پھر اسکا قول تو مجھ سے ہے تدبیر
دکھا دوں اوسکو جسکی ہے یہ تصویر

یہ سنکر اوسنے اپنے دلمیں خوش ہو
لگا چھاتی لیا پھر حسن کش کو

دیا خلعت بھی اور اپنا قلمدان
کہا تو ہے ہمارا میر ساماں

خبر شہ کو ہوئی از رہ اخبار
بہت خوش ہو گیا وہ دلمیں یکبار

کہا جلدی سے حاضر حسن کش ہو
کیا خوش اوسنے ہمکو وہ بھی خوش ہو

اوسے تب لیگئے جلدی بہ اکرام
جہاں رونق فزا تھا شاہ بہرام

یہ جا کر واں بجا آداب لایا
کیا شہ نے مقرر اسکا پایا

عطا کر خلعت و جاگیر و منصب
لگا شادی کا اوس سے پوچھنے ڈھب

تو اس نے عرض کی ای شاہ اعظم
نکیجے آپ کچھ اس بات کا غم

یہ جس صورت سے کھنچ آئی تھی تصویر
تو شادی کی بھی ہو جاویگی تدبیر

ہوا پھر اوسکو جب رخصت کا ارشاد
تو آیا گھر کو اپنے خرم و شاد

اوسے جب مل گیا انعام و جاگیر
تو شہزادے نے کی اوس سے یہ تقریر

کہ تو نے جو کیا تھا قول و اقرار
بجا لا اوسکو اب اے یار غمخوار

کہا دلمین یہ اپنے حسن کش نے
ابھی چھوڑا ہے مجکو کشمکش نے
کوئی دن عیش کر لون مال و زر کا
پھر آگے جو کہ ہونا ہے سو ہوگا
کلام اللہ مین آیا ہے فقرا
کہ ہوتا ساتھ ہی ہے عسر یسرا
کیا چندے تو اوسنے عیش و عشرت
پھر آگے ناگہان آتی ہے آفت

بلانا شاہزادہ کا حسن کش مصور کو اور پھر اوسکو جانا طرف حسن آباد کی

کسی دن شاہزادے نے بلا کر
کہا اوس سے کہ سن تو اے ستمگر
کرے ہے تو تو ہر دم عیش و آرام
ہوا جاتا ہے میرا اب یہان کام
اب اسکی فکر کر ہو جس سبب سے
نہین ڈرتا تو سلطانی غضب سے
جو کچھ تو نے کہا سو مینے مانا
نہین اوسکام کا اب تک ٹھکانا
نہ تو نے شاہ سے وان کا لیا نام
کہ تا وہ بھیجتے خط کرکے ارقام
نہ مجسے وانکی کہتا ہے حقیقت
مجھے غم دیکے تو کرتا ہے عشرت
یہی حق مین ترے والد نے ہے خوب
کہ کر اوس کام کا تو جلد اسلوب
ہوا بیزار اوسدم وہ جوان بخت
کہین کچھ اور بھی باتین اوسے سخت
تب آخر حسن کش نے ہو کے ناچار
کیا سب سختیون کا وانکی اظہار
سنائی سرگذشت اپنی کی تقریر
کہ مینے اسطرح کھینچی تھی تصویر
دکھانے کا مجھے ہے تمسے اقرار
سو مین اوس قول پر ہر دم ہون تیار
مگر تم سوچ لو ان سختیون کو
جو کچھ مینے کیا وہ تم سے کب ہو
ولیکن عرض ہے ساتھ اسکے اک اور
کہ درویشانہ وان جانیکا ہے طور
کسیکی وان نہین چلتی حکومت
فقط درویش کو دی ہے اجازت
اگر ہو کر گدا چلیئے مرے ساتھ
تو سلطان الثا آوے ترے ہاتھ

سو یہ ممکن نہیں تمسے ارادہ　گدا جسطرح ہووے شاہزادہ
مجھے تمسے نہ یہ تھی نظر ہے　اسی باعث یہ بندہ چل گیا ہے
جوان بخت اوس پہ تھا جو مدہوش　بھرا تھا دلمین اوسکے عشق کا جوش
سمجھ کر سے کہا اوسنے کہ نادان　عجب تقریر ہے تیری پریشان
اوٹھائی زر کی خاطر تونے آفات　نہو گا مجھسے یہ بھی طرفہ ہے بات
نہایت جان پر ہوتی ہے تکلیف　بہر صورت وہان سے چلیئے تشریف
رہا یہ جسم سو ہے راکھ کا ڈھیر　نجائے گر وہان تو ہے یہ اندھیر
بہر صورت غرض ٹھہری یہی بات　کہ چلیئے اب وہان سے خوف آفات
بقول مولوی جامی ہے اب کہ　برائے دوست باشد ہر چہ باشد
یہ کہکر وہ ہوا چلنے کو تیار　ہوئے حیران سب اوسکے یار و غمخوار
خبرداروں نے یہ شہ کو خبر دی　پھری سنتے ہی اوسکی منہ پہ زردی
کہا گھبرا کے اوسنے کیا بلا ہے　بتاؤ تو یہ کیسا ماجرا ہے
کہا لوگون نے اسے شاہ جہانگیر　بلائے سلطنت تھی بس یہ تقدیر
اوسی نے اوسکو دیوانہ کیا ہے　سبھی اپنون سے بیگانہ کیا ہے
یہ سنتے ہی زراہ بیقراری　سواری کی نہ کھینچی انتظاری
چلا وہ اوسطرف کو پاپیادہ　جہان بیٹھا تھا مضطر شاہزادہ
جو ہین جاکر پسر کا حال دیکھا　ہوا آنکھون سے جاری اوسکے دریا
لگا چھاتی کہا اوسنے جوان بخت　نکر ویران تو میرا تاج اور تخت
خدا کے واسطے کہہ اپنا احوال　خدا شاہد ہے میرا جان اور مال
مجھے فضل خدا سے ہے یہ مقدور　جو کچھ دنیا میں ہووے تجھکو منظور
اشارہ میں وہ اب ہوتا ہے موجود　بیان تو کر تری جو ہیں مقصود

یہ سُن سُن کر لگا کہنے جوان بخت
کہ اب ہے آسمان دور اور زمین سخت

عجب اک مخمصہ مین ہون گرفتار
کہ مجکو ہو گئی ہے زیست دشوار

یہی لازم ہے بیٹے کو مقدور
کرے مرضی پدر کی تا لب گور

ولیکن یہ تعلق دل سے سب ہے
نہ دل کہنے مین ہو تو پھر غضب ہے

سو وہ حالت ہوئی ہے مجھپہ طاری
بیان کیا کیجے اپنی بیقراری

ادب سے دور ہے اب اوسکا اظہار
حضور شہ کہے کیونکر گنہگار

یہی منظور ہے اب آپ کو جو شہ
بُلا کر پوچھہ لیجے حسن کش کو

کہا کر عرض حال شاہزادہ
کہ جاتا کیون ہے یان سے پا پیادہ

یہ سنکر شاہ اب با خاطر ریش
بتا کسواسطے ہے شکل درویش

غرض جو کچھ تھی شہزادے کی حالت
کہی سب من وعن اوسکی حقیقت

بیان کی شکل سلطان النسا کی
کہ گوناگون ہے کیا قدرت خدا کی

عجب وہ شہر ہے شہر طلسمات
کہ شہ عورت ہے اور ہے فوج عورات

بجز درویش کے سر لاکھہ مارا
نہ دیکھا مرد کا اوسنے گذارا

بہر صورت کیا اوس ملک مین غور
مہم کا بھی نہین ہے اوسجگہہ طور

پر اک تدبیر ہے اوس سے زیادہ
رہے موقوف جس سے شاہزادہ

کہ وہ درویش روشن دل ہے جنکا
تولد جنکے باعث سے ہے انکا

اب اونکی خدمت عالی مین جاؤ
اونہین یہ ماجرا لکھکر سناؤ

پسند اوسکو کیا حضرت نے فی الحال
سنایا اونکو جا کر سب یہ احوال

اونھون نے شاہ پر ہو رحم کھایا
وہین بس شاہزادے کو بلایا

بٹھا کر اوس سے پوچھی سب حقیقت
ہوے خوش سنکے وہ اہل طریقت

کہ خوش آتا ہے عاشق عاشقونکو
رکھے ہے دوست فاسق فاسقونکو

کہا عارف نے پھر شہ سے یہ ارشاد
کہ شاید بات وہ تجھکو نہین یاد

وزیرون سے جو تمنے کہدیا تھا
کہ ہوگا شہ کا اہل عشق بیٹا

سو یہ تو عشق ہے بابا بہت خوب
کہین ہین اہل دنیا اسکو معیوب

اگرچہ یون ہین صورتین سب نشان
ولے بے عشق ہوتا ہی کب انسان

کہا شہ نے کہ یہ تو سب بجا ہے
پر اپنے دل کا جو کچھ مدعا ہے

سو وہ اب آپ پر بالکل کھلا ہی
کوئی میرا نہین اسکے سوا ہے

جہانگی اسکے خاطر خاک چھانی
رہے دنیا مین تا میری نشانی

یہ میرا وارث دیہیم ہووے
کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم ہووے

گدا ہوکر سو اب یہ پیادہ
جدا ہونے کا کرتا ہے ارادہ

گیا یان سے اگر اب یہ جوان بخت
تو ہوگا کون میرا وارث تخت

کہا عارف نے پھر سنکر کہ ای شاہ
نہ دے دلمین تو اب اس وہم کو راہ

یقین ہے تجھے اسکا ہوگا بہتر
جلال و جاہ اور اورنگ و افسر

خدا پہ چھوڑ دے اب اسکو ای شاہ
اگر جاتا ہے یہ تو روک مت راہ

کیا خوف و رجا سے اوسنے تسلیم
کہ تھی اسمین توقع اور کچھ بیم

غرض جانا ہی شہزادے کا ٹھہرا
ہوا اوس شہر مین اک حشر برپا

گیا روتا محل مین شاہ مہرام
پڑا یہ شور وان گویا کہ کہرام

ہوئی غش سنکی ماں بیٹے کی رخصت
کہا ہے ہے پڑی کیا سر پہ آفت

بلا بیٹے کو بولی ای جوان بخت
تو اپنا کھوئیگا کسواسطے تخت

لگایا تو نے غیرون کو کیا آہ
یگانون کو کیا بیگانہ واللہ

اگر جاتا ہے تو اے میرے فرزند
تو پہلے کر زمین کا مجھکو پیوند

پھر اک عورت وہان با آہ و زاری
بیان کرتی تھی اپنی بیقراری

وزیر سلطنت سب حاضر آ کر — مصاحب تے تھے ہر اک وان شغل و محشر
کسیکی کوئی سنتا تھا نہ گفتار — ہر اک تھا اپنی حالتمین گرفتار
غرض جو شہر مین خرد و کلان تھے — سبھی اس درد سے گریہ کنان تھے
پر اس غوغے پہ کب رکھتا تھا وہ گوش — شراب عشق سے تھا وہ تو مدہوش
کیا چلنے کا پھر اوسنے ارادہ — پیسوئے دوست تھا پا پیادہ
جو دیکھا شہ نے دلگیر غم ہوا سخت — لگا بیٹے سے کہنے کا ہے جوان بخت
اگر جاتا ہے جا پھر مان یہ بات — کہ جاہ و حشمت شاہی بھی لیجا ساتھ
پدر کا اپنے اتنا تو کہا مان ؞ — گھٹی جاتی ہے اسمین کیا تری شان
جہان تک فوج کا ہووے گذارا — بھلا وان تک تو کر اسکو گوارا
بجا لایا وہ فرمانا پدر کا ؞ — کیا اقبال اپنے کرّ و فر کا ؞
یہ سنتے ہی ہوا شہ خرم و شاد — وزیرونکو ہوا فوراً یہ ارشاد
کہ ہان جلدی سے ہووے جسکی دلخواہ — دواب بادشاہی اسکے ہمراہ
مصور حسن کش تھا بس کہ ہشیار — جواہر بھی لیا اور فوج جرار
غرض جب ہو گئی بالکل تیاری — تو شہزادے نے منگوائی سواری
شہ بہرام نے تب ہو کے ناچار — کہا رخصت ترا حق ہو نگہدار
اور اوسنے حسن کش کو پھر طلب کر — کہا سونپا تجھے مینے یہ دلبر
ہوا جسوقت وان سے وہ روانہ — تو سر پیٹے تھا اپنا یک زمانہ
ہوا باہر وہ شہزادہ وطن سے — نکل جاتی ہے جیسے جان تن سے
یہان ماں باپ کی گذری جو حالت — لکھی جاتی نہین ہے وہ حقیقت
چلا وہ چھوڑ کر شادان و فرحان — کہ بلبل جاے جیون سوئے گلستان
مقام اک جا نہ کرتا تھا وہ زنہار — چلا جاتا تھا بس دنرات ناچار

غرض پہونچا وہان گذری گئی ماہ ۔ سواری کی جہان دشوار تہی راہ

وہان لشکر کو اپنے اوسنے چہوڑا ۔ وہ فیل اور پالکی اور تخت گہوڑا

کیا اک حسن کش اپنا فقط یار ۔ ہوا وہ ناگہان چلنے کو تیار

رفیق و مونس و غمخوار جو تہے ۔ مصاحب اور جو اوسکے یار سچے

سبہون نے عرض کی اوس سے یکبار ۔ کہ ہمنے اسلیئے چہوڑا ہے گہربار

کہ تو تنہا اودہر ہو دشت و بر مین ۔ اودہر تکلیف کہینچے ہم سفر مین

ہوا ایسا کہ پہر تجہکو نپاوین ۔ تو پہر ہم شاہ کو کیا منہ دکہاوین

سوا اسکے بہی یہ ہمکو ہے الفت ۔ نہین اکدم گوارا تیری فرقت

یہی بہتر ہے اب واللہ باللہ ۔ کہ ہمکو بہی تو لیچل اپنے ہمراہ

کریگا تو نہ گر چلنے کو ارشاد ۔ تو ہم ہین ساتہہ تیرے مثل ہمزاد

غرض شہزادہ نے تب ہوکے ناچار ۔ لیے ہمراہ اپنے ایک سو یار

بہت اورون نے واویلا مچایا ۔ ولیکن اوسکے دلمین کچہہ نہ آیا

چلا پہر حسن کش ہمراہ لیکر ۔ گران قیمت جواہر اور کچہہ زر

لباس فقر شہ نے کر لیا تہا ۔ تہے سب چیلے گرو اوسکو کیا تہا

وہ جاتے روز و شب تہے دشت و بر مین ۔ دل مضطر تہا بس اک کے بر مین

جہان تہکتے تہے وان بس بیٹہہ جاتے ۔ جو کچہہ ملتا تہا بن مین سو وہ کہاتے

زبس نازک جو تہا حد سے زیادہ ۔ ہوا تہا آبلہ پا شاہزادہ

دلے تہا عشق کی مے سے جو مخمور ۔ سمجہتا آبلونکو تہا وہ انگور

نہ تہی محنت سفر کی اوسکو کچہہ شاق ۔ وہ تہا اوسوقت کا سر خیل عشاق

قرار اوس سے ہوا نہ اوسکو کہانا تہا ۔ فلک کیطرح روز و شب روان تہا

پڑا تہا ایک ہی وہ رنج منزل ۔ ہوا اک اور اوسپر قہر نازل

چلی ایسی ہوا اوس بن مین اکبار | کہ سب آندہی ہوئے وہ شاہ اور یار
خدا جانے کہ سبکے دلمین کیا تہا | اوسیکا دہیان پر اوسکو بندہا تہا
اسی صورت کٹی جب تین دن رات | نہ تہا بن مین کوئی انکا بجز ذات
لگا ہر ایک کرنے داد و بیداد | تو اپنے پیر کو اوسنے کیا یاد
دعا کے ساتہہ وہ پہونچے جو بن مین | تو دیکہا ہے عجب رنج و محن مین
لب اپنا سبکی آنکہون سے لگایا | سمجہہ غیبی نے فردونکو جلایا
پہر اوسنے حسن کشن نے یہ کہی بات | کہ اس امراہم مین ہو عنایات
کسی صورت مراد اسکی بر آوے | جو خادم آپکا جلدی گہر آوے
کیا درویش نے یہ اوسکو ارشاد | کہ ہردم کارساز اپنے کو کہہ یاد
یہ کی عارف نے ان پر مہربانی | ہو مطلب انکا اور اپنی نشانی
ہر اک دان جبکہ غافل ہوکے لیٹا | تو سبکے ہاتہہ پر ڈورا لپیٹا
یہ ڈورے مین رکہی تہی اوسنے تاثیر | کہ سب ہو جائین عورت مثل تصویر
عمل یہ کرکے وہ عارف عجائب | یکایک ہوگئے پہر وان سے غائب
مبدل ہوگئی سبکی جو صورت | تو اس صورت سے آئی سبکو حیرت
کیا اسباب کو جو فکر اور غور | یہی سب نے کہا آخر کو فی الفور
کہ جیسے ہوگئے سب کو رہتے ہم | اوسیصورت سے اب عورت بنے ہم
اوسی درویش کو اب کیجئے یاد | کہ ہووین اس بلا سے جملہ آزاد
کیا پہر یاد اوس عارف کو سو بار | نہ آیا وہ ہوئے یہ سخت ناچار
کہا سب نے کہ پہر اب گہر کو چلئے | کہانتک آتش حسرت سے جلئے
لگا سنکر یہ کہنے شاہزادہ | نہین موقوف کرنے کا ارادہ
جو ہونا ہو سو ہو پیسکن چلونگا | نہو گا کچہہ تو اوسکو دیکہہ لونگا

کیا جب شاہزادے نے یہ ارشاد | چلا وہ قافلہ وان سے پریزاد
ہر اک صورت تھی ادمین ماہ تابان | وہ جنگل ہوگیا گویا پرستان
سواد شہر جو اک اسمین آیا | زمیندارون نے وانکے انکو دیکھا
وہان سے غیر تھی جو انکی صورت | تو سمجھے دلمین وہ انکو غنیمت
ہر اک کو لیگیا ہر اک زمیندار | کہان وہ شاہزادہ اور کہان یار
نہ تھا کچھ اختیار اسمین تھے مجبور | پڑے بیگانہ گھر مین ملک سے دور
عجائب ایک نے ادمین سے دیکھا | کہ جس سے اونکا سب مطلب برآیا
بڑی حکمت یہ اِنکے آگئی ہات | کہ وہ ڈور اگیا جو ٹوٹے اک رات
ہوا یہ مرد کی صورت ادمی آن | ہوے سب گھر کے اوسکو دیکھ حیران
کہا جن سے ہے اِسے جلدی نکالو | حقیقت اسکی سب بستی مین کہدو
غرض وہ گھر سے باہر اوسکے نکلا | پڑا اس بات کا بستی مین غوغا
نکالا سب کو اپنے گھر سے ڈر کر | مع پوشاک اور اسباب و زیور
بجا شکر خدا ہر ایک لایا | ولیکن بھید کچھ اسکا نپایا
کہا سب نے کہ یان سے تو چھٹے ہم | ولے آگے بھی ہے ہمکو بھی غم
کیا اوس شخص نے سب سے یہ اظہار | سبب سے جسکے نکلے تھے یہ یار
کہ اوس ڈورے مین سب کچھ ہے کرامات | سنے کچھ مرد اس سے گاہ عورات
تو شہزادے نے سنکر یہ کہی بات | کہ ہے یہ پیر کی میرے کرامات
یہ کہکر ہوگئے وہ شاد و شادان | کہ ہاتھ آئی ہمین مہر سلیمان
سبھون نے پھر تو ڈورے ہاتھ سے کھول | بنایا اپنا ہیبت ناک سا غول
چلے پھر وان سے پیہم وہ دل افروز | ستارون کی طرح باہم شب و روز
غرض سرحد مین جب اوسکی وہ پہونچے | تو اوفوج ذرو نسبی باندھے سب نے پہنچے

ہوئے سب پاند ہتے ہی اوسکی عورت | جوان و نازنین و خوبصورت
لباس فقر تھا گو اوسکے تن پر | دیے پہنے ہوئے ہر ایک زیور
تھا شہزادیکا عالم ادمین واللہ | ستارونمین نمایان جسطرح ماہ
گران قیمت تھا اوسکے تاج سر پر | سراسر جسمین تھے الماس و گوہر
گہر سیلی کے اوسکے وہ بناوے | ستارے کہکشان کی جو کہ لادے
گہر سمرن کا ہر اک اسقدر تھا | ید بیضا سے بہی رخشندہ تر تھا
وہ مینا اور جواہر سے جڑا تھا | اور اوسکے ہاتھ مونگے کا چھڑا تھا
مقام اوس شہر مین اک خوش فضا تھا | ہر اک نے بستر اوسجا کیا تھا
اور اوسمین حسن کش تھا جو کہ ہشیار | نہایت ذوفنون دانا و مختار ؛
منگائی اوسنے اک پتھر کی مورت | گران قیمت نہایت خوبصورت
گڑھا پھر اوسنے اوس جنگل مین کھوا | قد آدم سے گہرا اور چوڑا ؛
نگینے اوسنے بہرے اوسمین منگا کر | رکھی مورت وہ پتھر کی چیونون پر
چیونون پر اوسنے پانی خوب چھڑکر | اور اوسکو ڈالکر مٹی چھپایا
زمین کے کر دیا اوسکو برابر | کہ تا وہ بہول کر آجائے اوپر
ہنر یہ حسن کش نے کر لیا جب ؛ | تو شہزادیکو وان ٹہلادیا تب
گیا پھر شہر مین وہ آپ تنہا | فقیرونکا کیا شہرہ ہر اک جا
بیان سب سے کئے اونکی کمالات | ہوئین مشتاق اونکی و اونکی عورات
پھر اوسنے شہر سے لیکر کچھ دام | خریدا میوہ پستے اور بادام ؛
لے آیا رکھ کے مزدورونکی سر پر | جمائی یان فقیروننے تھے بستر
کہ انکو دیکھکر جاوین جو مزدور | فقیرونکا کرین وہ حال مشہور
پسینے پر دائی سے بستر پہ بیٹھا | کیا بستی مین مزدورون نے شہرا

پھر اسکو اور سوجھی ایک تدبیر
جنون کے گرد کی گنبد کی تعمیر

بنانے کو جو آئے وانکے معمار
گھڑے مین وہ چنے پھوٹے جو یکبار

بیٹھی وانکی زمین اوبھری وہ مورت
ہوئے حیران یہ سب دیکھ اوسکی صورت

کہا یہ حال معمارون نے اظہار
تو دوڑا حسن کش جلدی سے مکار

کہا تشریف لائی ہے بھوانی
بڑی کی اوسنے ہمپر مہربانی

شتابی اسنے پھر چندن منگایا
رگڑ کر اوسکے ماتھے پر چڑھایا

گئے معمار سب جب اپنے گھر کو
اونھون نے کی خبر سارے نگر کو

لگے چھوٹے بڑے درشن کو آنے
لگے پان اور مٹھائی سب چڑھانے

کسی سے کچھ انہین درکار کیا تھا
کہ انکا اور ہی کچھ مدعا تھا

جو آتا وان تو کہتے کچھ نہ اوس سے
کچھ اپنے پاس سے اور اوسکو دیتے

یہ سلطان النسا نے سب سنا حال
ہوئی مشتاق درویشونکی فی الحال

آنا سلطان النسا کا پاس درویشون کے اور کامیاب ہونا اون سبھونکا

سواری اوسنے پھر جلدی طلب کی
خود آرائی جہانتک تھی وہ سب کی

چلی سوئے گدا با جاہ و حشمت
تھے اوسکے ساتھ سب سامان شوکت

کئی اوسکی مصاحب یون تھین ہمراہ
ستارون مین ہو جیسے جلوۂ ماہ

قریب بتکدہ جسدم وہ آئی
کئی سوگشتیان ہمراہ لائی

سراپا اب دوبارہ کیا لکھون مین
یہ بہتر ہے کہ یعنی چپ رہون مین

جو کچھ تصویر مین اوسنے لکھا تھا
سراپا فرق اصل و نقل کا تھا

نظر اوسکو پڑا جب شاہزادہ
کیا تسلیم کا اسنے ارادہ

وہ اوسکے پاس تا جسدم خود آئی
تو تا ہتہ آئی مگر اسکے خدائی

ہوئے غش دیکھتے ہی اسکو یکبار — وہ شہزادہ بھی اور سب اوسکے غمخوار

پھر اوسنے بیٹھکر اوسکے برابر — رکھا آغوش میں اوسکا وہیں سر

گلاب اوسنے شتابی سے منگایا — اور اوسکے منہ پہ ہاتھ اپنے سے چھڑکا

مصاحب جو تھیں فرمایا یہ اونکو — کہ تم چیلوں پہ اونکے جاکے چھڑکو

جب آیا ہوش میں وہ خود فراموش — اوٹھی تسلیم کو یہ غارت ہوش

ہوا یہ شاد دل سے اور گیا غم — زلیخا کا پڑھا یہ شعر اوسدم

بہ بیداریست یارب یا بخواب است — کہ چشمم من زجانان کامیاب است

مصاحب اوسکی سب مجرے کو آئیں — اور اوسنے نذر کو کشتی منگائیں

کہا اوسنے نہیں کچھ ہمکو درکار — فقیروں کو نہیں دنیا کا کچھ پیار

بلاکر حسن کش کو اوسنے اندر — کہا لاؤ فقیروں کا جو اہر

سخن سنکر مطابق آرزو کے — سبھی آگے رکھدیا لاکر گرو کے

تو اوسنے کھولکر صندوق فی الفور — اوٹھاکر ہاتھ سے اپنے بطور

وہ سلطان النسا پر رکھدیا تاج — کہا قائم ہو تیرا حشر تک راج

گلے میں ڈالدی وہ اوسکی سیلی — خراج اک ملک کا تھا جو اکیلی

وہ سمرن ہاتھ میں اوسکے پنہائی — کہا اوسنے کہ مجکو اب کل آئی

جب اوسنے کشتیاں اپنی منگائیں — تو وہ سب وان کے لوگوں کو لٹائیں

کہا پھر اوس سے سلطان النسا نے — دیا مجکو بھی ہے سب کچھ خدا نے

تمنا ہے ولیکن اب یہ میری — کہ مجکو بھی سمجھکر آپ چیلی

کرو اب سربلند میرے مکاں میں — بہت سا پھر چکے سارے جہاں میں

کہا اوسنے کہ ہاں کرتے تو ابرام — ولے درویش کو کیا قید سے کام

کہا اوسنے کہ اسمیں قید کیا ہے — نہیں تو یاد اوسکی مدعا ہے

نہین کچھ یاد پھر لے پر مقرر
یہی بہتر ہے اوسکی یاد بھی ہو
بدل جانا ہی تھا اوسکو تو منظور
کہا پھر اسنے جو مرضی تمہاری
سعادت نے جو ہاتھی کو بٹھایا
مصاحب اسکے اور اوسکے تھے غمخوار
دیا ہر ایک کا جہات مین ہات
سواری پر بٹھا خرد و کلان کو
خوشی سے لیگئی اپنے مکان پر
ادا کو شکر شہزادیکے سب یار
قی یہ رسم کی اسے عشق پرفن
ہوئے واخل وہ جب اپنے مکانمین
بہشت آنکا کہ آزادے نیا شد
لگے رہنے خوشی سی پھر وہ وزرا
اوٹھائے جسقدر تھے رنج و محنت
برادر اور پدر بھی تھا نہ جیتا
کسیکی انکو تہی مطلق نہ دہشت
نہ وہ عشرت جسے کہتی ہین عشرت
کٹے دو چار دن اسکو بامن طور
کہ اتنی سوستے ایسی کوئی بات
تو دشمن بات آیا سینے میں آ کر

جہان بیٹھو وہین ہے آلگا گھر
اور اسمین دل کسیکا شاد بھی ہو
وطن سے عذر کا دنیا مین دستور
کہا اوسنے کہ ہان لاؤ سواری
پکڑ کر ہاتھ ہر اک کو چڑہایا
ہوا ہر ایک کا ہر ایک سے پیار
ہر اک وہ بیگمین ہر ایک کے ساتھ
غرض وہ لیچلی اپنے مکان کو
نثار اوسپر سے کرنے گوہر و زر
یہی کہتے تھے خوش ہوکر وہ ہر بار
کہ بیاہی آن کر دولہا کو دولہن
لگے جیتے ہی گویا سب جنانمین
کسے را با کسے کار ہے نباشد
ہر اک تھا چین مین ہر ایک کے سات
مبدل ہوگئی وہ سب پہ راحت
نہ تھا خاوند سلطان اپنا کا
لگے کرنے بلا وسواس عشرت
تپاک ظاہری خالی محبت
تو دلمین شاہزادے نے کیا غور
جو ہو وے اس سے جسمانی ملاقات
رکھا پھر وقت کے اوپر مقرر

غرض اک رات وقت نصف شب تہا — کہ یہ دونو تہے سوتے ساتھ اک جا
تو اوسنے چونک کر اور خوف کہا کے — کہی یہ بات سلطان النسا سے
کہ میںنے خواب مین دیکہا یہ احوال — کہ تو نے مرد بنکر مجہسے فی الحال
کیا اسطور سے ہے عیش و عشرت — کہ مجکو یاد ہے اب تک وہ لذت
کہا سنکر یہ اوسنے ہوکے بیزار — نکرنا پہر کبہی یہ ذکر زنہار
کہا اوسنے کہ کیون پہر اسمین کیا ہی — کہ ہوتا مرد کچہ ایسا برا ہے
کہ اوسکی بات سے ہوکر خفا تو — لگی کہنے یہ سلطان النسا تو
کہ نفرت مرد سے ہے مجکو حاشا — ابہی کہیئے تو دکہلا دون تماشا
یہ سنکر اوسنے اوس ڈوریکو توڑا — اور اوسکو خوب سا توڑا مروڑا
ملی ملنے سے اسکے اوسکو لذت — ہوے سرگرم پہر دونو بہ عشرت
حلاوت اوسنے جو اوس سے یہ پائی — طبیعت اور بہی پہر اوسکی آئی
یہ شہزادہ تو تہا اوسکا گر عاشق — ولے یہ ہو گئی اب اوسپہ عاشق
نئی عمر اور نئی لذت غضب ہے — قیامت قہر ہے آفت غضب ہے
وہ شہزادہ تو تہا عیار کامل — جو دیکہا اسنے اوسکا خوش ہوا دل
پلنگ سے اوٹہ کے جہٹ بستر پہ لیٹا — وہ ڈورا اپنے پہنچے پر لپیٹا
لگا کہنے یہ سلطان النسا سے — کہ شہ کو ضد نہین لازم گدا سے
خدا نے دی مقرر تمکو یہ قدرت — کہ ہو بنجاے مرد اور گاہ عورت
بظاہر وہ ہوا کہہ کر یہ بیزار — یکایک ہو گیا چلنے کو طیار
وہ اوٹہ کر اوس سے چمٹی آکے یکبار — کہا کچہ خیر تو ہے اے ستمگار
بتا تو مینے تیری کیا خطا کی — طبیعت مجہسے تونے کیون خفا کی
زبردستی سے اک تو توڑا اس آن — مرا سب کہو دیا ہے دین ایمان

کرے انصاف امر نیک و بد کون
نہ کوڈا بیل کو دی خود بخود کون

قدم تو نے اوٹھایا یان سے جس دم
نہو گا دیکھہ لینا مجھہ مین پھر دم

ہوا اس شاہزادہ دلمین مسرور
کہا خاطر ہے تیری خیر منظور

رہین گے پاس تیرے گرچہ دن رات
ولیکن اب نہین ہو نیکی وہ بات

کہا اوسنے لجا کر شرم کہا کر
تلے کی آنکھہ اور سر کو جھکا کر

کہ کیا اوس بات کو کہتا ہے چل دور
یقین کر اب ہے مجکو کب وہ منظور

فقط دل سے تری ہے مجکو الفت
نہین تیری طرح مین بیمروت

کہنے اوس بات پر گر آپ کو ہو
تو بہتر ہے ابہی یان سے سدہارو

خدا ہی کا مجہے ڈر آگیا ہے
کہ تجکو مینے اب جتیا رکہا ہے

سمجہے درویش اور مہمان سمجہہ کر
دکہا تہا جان اور دل کے برابر

سو تو نے کام اب ایسا کیا ہے
کہ گردن مارنا تجکو روا ہے

ولیکن خوف آتا ہے یہ مجکو
ابہی جو قتل کرواتی ہون تجکو

تو اسمین ایک تو بدنام مین ہون
سوا اسکے ہوا اک درویش کا خون

بظاہر اوسنے جو کی یہ رکہائی
ہنسی تب دلمین شہزادی کے آئی

وہ ڈورا کھولکر جھٹ پاس آیا
پکڑ اوسکو چھپر کھٹ پر لٹایا

زبان سے گرچہ وہ کرتی تہی انکار
بہرا چتون مین تہا پر اوسکی اقرار

کہا اوسنے نہین اب تاب عشرت
پر اسنے کہولدی الا باب عشرت

حلاوت پہر دوبارہ وہ اوٹھائی
کہ گویا تہی وہ گپ چپ کی مٹھائی

نیا اسن تہا نیا تہا عیش و عشرت
رہے دو پاس تک سرگرم صحبت

فراغت ہو کے بیٹھے تہے وہ باہم
ادہر یہ خوش اودہر وہ شاد و خرم

بلائین لیکے سلطان النسانے
کہا اوس سے کہ دیو اسنے یہ سن لے

خدا نے بادشاہت وہی ہے مجکو
گرداب کسطرح رکھون مین تجکو

یہ سنکر شاہزادہ دل سے بولا
کہ اب توچاہئے راز اپنا کھولا

کہا اسنے یہ سلطان النسا سے
کہ تو ممنون ہو ذات خدا سے

ملا اوسنے دیا تجکو جو مجھسا
اگر تو ڈہونڈہتی ایسا نملتا

پدر میرا ہے ایسا شاہ عالی
کہ ہفت اقلیم کے جتنے ہین والی

وہ میرے باپ کو ہین سر جھکاتے
تحائف نذر کو اوسکے ہین لاتے

نہ باور ہو جو میری گر بادشاہی
تو اسدم ہوے یہ میرے سے گواہی

کہ تیرے پاس ہی ہے ملک اور راج
تو اسکے ساتھہ کا دکھلا مجھے تاج

دئے جیسے ہین سنے تجکو گوہر
دکھا تو ایک تو اونکے برابر

پہر اوسنے حسن کش کو بھی بلایا
سب اوسنے قصہ اپنا کہہ سنایا

کیا تب شکر سلطان النسا نے
کہ ملوایا مجھے تجسے خدا نے

سنا جب اسنے ہی یہ شاہ عالی
تو اسنے بھی پہر اپنی سیج نکالی

مکان بنوانا سلطان النسا کا واسطے جوان بخت شاہزادیکے

کہا شہزادی نے ارشاد ہے سر تب
جدا ہو اک مکان جلدی مرتب

کیا اوسنے تکلف اوسمین ایسا
سنا ایسا نہ اور آنکھوں سے دیکھا

جڑے سنے چھت من اوسکی کل جواہر
لٹکتی موتیون کی اوسپہ جہالر

مکان بلور سے وہ سب بنا تھا
جواہر طاق بندی پر جڑا تھا

پڑے پردے بچھا فرش اور لگے جہاڑ
نصب تھے آئنے دیوار کی آڑ

لگین شاہوں کی تصویرین برابر
بچھی کرسی چھپر کہٹ کوچ یکسر

ادہر تھا بے بہا شاہانہ مسند
غرض جو شئے تھی وان زیبا تھی بیحد

اور اوسکے صحن مین تہا اک عجب باغ
کہ کہاوے رشک سے جسکے ارم داغ

جو اکثر باغمین رہتی تہی وہ گل
تو اوسکا پیچ تہا زلفون سے سنبل

وہان جو پہول تہا سورج مکہی کا
جدہر پہرتی تہی وہ فوراً پہرتا تہا

گلاب اوسمین جو خوبی سے کہلا تہا
تو اوسپر عکس عارض کا پڑا تہا

جہکی بادام سے جو شاخ بادام
کرے تہی چشم و ابرو کا مگر کام

سمجھا پکڑے جو وان نرگس کہڑی تہی
تو اوسکی ٹکٹکی اسپر لگی تہی

نہوتی کیونکہ نا فرمان مین خوبی
ہنسی تہی اوسنے اسکا فرق کی دیکہی

نہو خوشتر تک وان کا سیب کمراہ
زنخ کی اوسکے دلمین تہی بہری چاہ

وہ نازک تن کسی کے آگے کب بات
کہ دیکہی تہی انہون نے اوسکی تو گات

خیار اسکا جو پنجہ تک رہا تہا
کسی معشوقہ کی کیونکر وہ پہرتا

کیا کرتا تہا اسکو جہک کی تسلیم
کہ پائی سرو نے تہی قد سے تعلیم

غرض جتنے سکے میوے اور گل تہے
اسی کے عکس سے شاداب گل تہے

روش جو سنگ مرمر کی بنی تہی
تو اوسمین بہی جلا کا ہی تہی

مصفا نہر پتہر کی تہی نایاب
بہرا تہا اوسمین مثل آئینہ آب

کئی فوارے تہے اوسمین سے جاری
جب اوسکی ہوچکی بالکل تیاری

کہا اوس سے یہ سلطان البتانے
کہ اب حمام کو جاوو نہانے

بدن پر سے چہوڑا اوراہ کی خاک
نکل کر پہنے شاہانہ پوشاک

نہا کر وہ ہوا ناگاہ شگفت
کہ ہو کا تک مین جیسے ماہ شگاف

فراغت جب ہوئی نہلا کے اوسکو
کہا پوشاک حاضر ہے پہن لو

کہ سلطان البتانے کر اوسے پیار
کیا اک سونیا جوڑا تہا تیار

لگائی تہی بنت اوسنے سراسر
ٹکے تہے جسمین بالکل لعل و گوہر

[illegible]

پہنی پوشاک اور رکھہ تاج کلغی — سمجا جیغہ کہ تہی وہ رسم شاہی
وہ باندہے نورتن بازو پہ فی الحال — گلے مین مالا مروارید کا ڈال
بلایا اونکو جو تہے ساتہہ کے یار — سبھونکے توڑ کر ڈر ہم وہ یکبار
وہ چڑہکر تخت پر اور سر پہ رکھہ تاج — چلا ہمراہ اپنے لیکے افواج

داخل ہونا سلطان النسا کا مع شاہزادہ مکان نوتیار مین اور جشن کرنا

گیا آگے وہ شہزادہ یکہ ناگاہ — نکل آیا تہا گویا ابر سے ماہ
نظر پڑتے ہی بس اوسکو غش آیا — تب اوسنے دوڑ کر جلدی اوٹہالیا
جب آیا ہوش سلطان النسا کو — بجا لایا وہ تب شکر خدا کو
پکڑ کر ہاتہہ شہزادے کا یکبار — چلی وہ اوس مکان کو تہا جو تیار
ہوی داخل جو اوسمین یہ خوشی سے — تو دونون آکے اوس مسند پہ بیٹہے
جہان تک ساتہہ شہزادی کی تہے یار — خوشی حاصل ہوئی اونکو پہر اکبار
اور ہمراہ اوسکے جو تہے ہمراہ خوش تہے — مصاحب اوسکے بہی واللہ خوش تہے
ہوئی اوس وقت سلطان النسا شاد — کیا پہر جشن شاہانہ کو ارشاد
طوایف وانکی تہی جو جو کہ ممتاز — حسین زہرہ جبین خوشتر و خوش آواز
لگین آتے ہی وہ گانے بجانے — شہانے راگ شادی کی ترانے
غرض شادی ہوئی خرد و کلانکو — ہوئی فرحت ہر اک پیر و جوان کو
وزیر اوسکے نے پہر اوٹھکر شتابی — جہٹ اونکے روبرو رکہدی گلابی
لگا چلنے وہان پہر جام کا دور — تو اوس محفل کا کچہ عالم ہوا اور
طلوع نشہ نے کی جبکہ درخواست — ہوا پہر حکم محفل کو کرو برخاست
یہ سنتے ہی سبھی عزا اور یگانے — اوٹہہ آئے وہان سے سب اپنی ٹہکانے

کیا پھر شہ نے عشرت کا ارادہ
مسہری پر گیا وہ شاہزادہ

پکڑ کر ہاتھ سلطان النسا کا
مسہری پر جو شہزادی نے کھینچا

وہ کرنا زور ادا آئی بمشکل
کہ تا مشتاق شہزادہ کا ہو دل

رہے تا دوپہر مشغول عشرت
سفر کی سب نکالی دل سے کلفت

اسی صورت سے تھا معمول جاوید
کہ شب تھی شبرات اور دن وسی عید

خوشی سے اسطرح گذری جو مدت
کہ تھی ہرگز نہ کچھ دل پر کدورت

فلک نے جب انہیں خوشحال پایا
تو اونکا وصل پھر اسکو نہ بھایا

کسیکا وصل اوسکو کب ہی منظور
کہ یہ ظالم ہے اپنی خو سے مجبور

ہوا اِس بات کے ناحق وہ درپے
کہ برہم کیجے انکا عیش اور مے

روانہ ہونا شاہزادی کا معہ سلطان النسا کے طرف وطن اپنے کے

خوشی تھی یاں تو یہ خرد و کلاں سب
سنو اوسکے پدر کی داستان اب

کہ جب واں سے چلا تھا شاہزادہ
تو تھا درد و الم اوسکو زیادہ

جہانتک سلطنت کے تھے امورات
نہ اودن پر ڈالتا تھا وہ کبھی بات

وزیروں نے نہایت تنگ آکر
یہ کی تب عرض اوس عارف سے جاکر

کہ ہے بیٹے کا جو اس شاہ کو غم
تو ہوتا اسمیں ہے برباد عالم

ہماری عرض ہے اتنا تو کیجے
تشفی یعنے اوس محزون کو دیجے

گیا وہ شاہ کی خدمت میں درویش
کہا بیٹے کے غم سے ہو نہ دلریش

وگرنہ ہوگی سب بیچین خلقت
یہ تیرے پاس ہے حق کی امانت

امانت میں خیانت ہو نہ زنہار
اگر ہے ملک و ایمان تجکو درکار

خوشی سے ملک اپنا رکھ تو آباد
ترا بیٹا ملے گا تجھسے رہ شاد

یہ سُنکر خوش ہوا وہ شاہِ عظام — وہیں جاری کیا اِک ایک احکام
اسی صورت سے اِک مدت بر آئی — کہ بیٹے کی خبر کچھ بھی نہ پائی
بہت مدت میں پہر جب ہوگئے ناس — گیا روتا ہوا درویش کے پاس
کہ پہنچو نہیں کہاں تک انتظاری — نہایت ہے مجھے اب بیقراری
کسیصورت سے اب اوسکو بلاؤ — کسی شکل اوسکو تم مجھسے ملاؤ
یہ سُن درویش کو پہر رحم آیا — کہا اچھا اسیصورت سے ہوگا
توجہ کی جو اوس عارف نے یان پر — یہ دیکھا خواب شہزادی نے وان پر
کہ جلدی کوچ کر وان سے جوان بخت — یہان بے چین ہے تیرا پدر سخت
اسے تہا اعتقاد اونپر تو کامل — تمہارا رہنا اوسکو وان دم بہی مشکل
ہوا وہ ناگہان چلنے کو تیار — کہا یہ خواب شہزادی سے ناچار
کہا اوسنے جو کچھ تیری رضا ہے — بہر صورت وہی میری رضا ہے
بلا کر حسن کش کو اوسنے فی الحال — سُنایا خواب کا سب اوسکو احوال
اور اوسکے بعد فرمایا کہ دستور — مجھے ہے کوچ یان سے جلد منظور
کرو اسباب کی جلدی تیاری — کرو ہر طرح کی حاضر سواری
کہا اوسنے کہ اے حضرت بہت خوب — وہ لیجے مجھسے ہووے جو کہ مطلوب
کہا شہ نے یہ سلطان النسا نے — نکالا اب ہمیں یان سے خدا نے
کسی صورت رہے یہ شہر آباد — تو البتہ رہے گا دل مرا شاد
رفیق اپنے کو اسنے تب بلا کر — کیا اوس شہر کا والی مقرر
وہان جو جو کہ تھے ارکان دولت — دئیے سبکو بلا کر اسنے خلعت
فراغت ہو چکا جب شاہزادہ — کیا چلنے کا پھر وان سے ارادہ
منگائے فیل کسوا کر عماری — کہ سلطان النسا کی ہو سواری

اوسی عرصہ مین پہر حاضر ہوا تخت — تو اوسپر آن کر بیٹھا جوان بخت
روانہ پیش خیمہ ہو گیا تھا — توقف اوسنکے پہر چلنے مین کیا تھا
چلی جسوقت پہر وان سے سواری — تو کرتے تھے وہان سب آہ و زاری
غرض یہ تو چلے تھے شاد شادان — ولیکن لوگ تھے سب وان کے گریان
چلا جاتا تھا ہر اک شاد و خرم — کہ با مقصود اپنے گہر چلے ہم
نہ تھی معلوم پر تقدیر کی بات — لکھی ہین کیا ابہی قسمت مین آفات
یہ شہزادہ بہادر تہا نہ ڈرتا — ہر اک جنگل مین بیخوف و خطر تہا
جدا ہوا ان سے ہر منزل کی اوسکے کرتا — شکار اوس بنمین کہیلے تہا وہ اکثر

تباہ ہونا حال شہزادہ کا سلطان النسا سے چہوٹکر اثنائے راہ مین اور پہر کا [illegible]

ایا ع وصل مجکو ساقیا دے — فلک بچہڑے ہوئے اپنے ملا دے
سنو اک اور تم غم کی حقیقت — کہ اب آتی ہے شہزادے پہ آفت
گیا تھا چہوڑ کر انکو جہاندار — شکار اک بن مین کرنے کو مع یار
چلا تھا لیکے اوسکو جب بذار — تو یہ پہونچی تہی سب ملکو مین اخبار
قریب اوسکے تہا اور اک شاہزادہ — کہ تہا مدت سے اوسکا بہی ارادہ
لکہے تہا اوسکو ہرکارہ ہر آن — کہا اوسنے کہ اب خالی ہے میدان
یہ سنتے ہی لیا اوسنے جو یلغار — تو آیا برق سا با فوج جرار
یہان ان عورتون نے دل مین سمجہا — کہ آیا پہیر کرکے شاہزادہ
لیکا یک آگیا ان پر وہ لشکر — کہ آئے باز جیون چڑیا کے سر پر
وہان وہ جسقدر بیٹھی تہین عورات — سوارون نے پکڑ اکا کیا ہات
ہر اک کو اپنے گہوڑے پر بٹہایا — پہر اوسکے بعد خیمہ سب جلایا

لیا ہمراہ اپنے فیل گھوڑا — نشان لشکر اوسنے کچھ نہ چھوڑا

چلا پھر کر خوشی سے وہ بعجلت — مراد اوسکی بر آئی بعد مدت

ہر اک عورات تھی لاچار و مجبور — نکلتا تھا کچھ اوسسے انکا مقدور

یہ جی کہونے پہ تھین سب مستعد پر — پر آسئے لبسمین تھین مجبور و ششدر

وسلے اونمین جو سلطان اپنا تھی — گرفتار مصیبت اور بلا تھی

بنائی تھی عجب کچھ اوسنے حالت — کہ آئے دیکھنے سے جسکو رقت

لپیٹے خاک منہ پر مو پریشان — برنگ گل کیا تھا چاک دامان

ہر اک مژگان تھی اوسکی اشک طوفان — لبان شمع تھی گریان و سوزان

پریشان بال کر منہ کو چھپایا — کبھی صورت نہ اپنا منہ دکھایا

نکر بابت اور کھانا نہ پینا — وبال جان تھا اوسکو اپنا جینا

جو شہزادی نے دیکھی اسکی حالت — بمقدور اوسنے کی زاری و منت

اثر جب کچھ نہ دیکھا تب یہ بولا — کہ ان باتون سے پھر اب فائدہ کیا

نہین ہین چھوڑ نیکا تجکو تا زیست — کرے ہے تلخ کیون اپنی بھلا زیست

کہ اب تو مجھ سے عشرت کا ارادہ — کہ مین بھی تو ہون ویسا شاہزادہ

کہا اوسنے کہ بیہودہ نہ بک بات — کہین رہتی ہے بلبل زاغ کے ساتھ

گلستان بھی کبھی تونے ہے دیکھی — کہ فرماتے ہین حضرت شیخ سعدی

نیاید کس بزیر سایۂ بوم ٭ — ہما گر از جہان میگشت معدوم

زلیخا بھی پڑھی ہے تو نے ناکام — کہ کیا کہتے ہین حضرت مولوی جام

چو دل با دلبرے آرام گیرد — ز وصل دیگران کے کام گیرد

مگر ہان بس مین تیرے ہون مین ناچار — یہ ہے مقدور تیرا جان سے مار

یہ سوچا یون نہین یہ ماننے کی — کرونگا تنگ گر تو جان دیگی

ابھی چھوٹا ہی اس سے اسکا شوہر — غم اوسکا چھا رہا ہے اسکے دل پر
مگر ہان کیجیئے اب اسکی خاطر — کہ ہوتا ہے ہر اک خاطر سے حاضر
یہ دلمین سوچکر اسنے کہا تب — جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب
پھر اب جو کچھ تجھے منظور ہووے — کہ جس سے غم ترا یہ دور ہووے
بتا جسمین کہ ہو تیرا گذارا ؛ — ترا یہ غم نہین مجھکو گوارا ؛
کہا پھر اوس سے سلطان البلد نے — کہ مجکو اب دیا ہے غم خدا نے
اوسیکو جب کبھی ہوویگا منظور — تو ہو جاویگا اک ساعت مین غم دور
مگر تو ظلم سے ہمکو امان دے — جدا اک رہنے کو ہمکو مکان دے
ہماری تو یہی بس آرزو ہے — خورش پوشش کا اب مختار تو ہے
پھر جب اسکے شہزادے نے جاکر — مکان اک کر دیا اوسکو مقرر
کیئے معمول کھانے کے کئی خوان — غرض کرتا تھا خاطر وہ ہر اک آن
یہان کا تو سنا یہ قصۂ غم — سنا اب شاہزادیکا بھی ماتم
کہ آیا سیر سے جدم یہ پھر کر — جو دیکھے وان نہ خیمہ ہے نہ لشکر
تمام اوس بن مین ہر جانب نظر کی — نظر آئی نہ وان صورت بشر کی
کہا یارون نے تب اوس سے کہ اے شاہ — مگر بھولے ہین اوس جنگل کی ہم راہ
پھرے اوس بن کیجانب پھر وہ ناچار — بھٹکتے جابجا پھرتے تھے سب یار
پھرے سر مارتے بن مین کئی دن — سراغ اونکو ملا اوسکا نہ لیکن
غرض وہ شاہ اور وہ یار شہ کے — اوسی جنگل مین سب پھرتے تھے بھٹکے
وہ پھرتے پھرتے اوس جنگل مین آئے — جہان اوسنے وہ خیمے تھے جلائے
پڑی تھی خاک خیمے کی جو کالی ؛ — وہ شہزادے نے اپنے سر پہ ڈالی
لگا وہ کاٹنے گردن چھری سے — کہ مین گذرونگا یان اب اپنے جی سے

کہا یہ حسن کش نے ہو کے ناچار
کہ اس سے کچھ نہین حاصل جہاندار
ہو جی اسقدر اب آپ مغموم
زرا کرلیجئے پہلے تو معلوم
کہ اس خیمے مین سب چلکر گیو مر
کوئی یا لیگیا انکو اوٹھا کر
یہ سمجھا کر اوسے وان سے اوٹھایا
بمشکل اوسکو گھوڑے پر چڑہایا
چلے وانسے یہ روتے پیٹتے سب
نہ تھا آب و خورش سے انکو مطلب
مگر یک چند وہ شہزادہ نیک
پھرا پڑہتا ہوا ترجیع بند ایک

ترجیع بند

گردش مین جو ہین مرے ستارے
تو وہ بھی ہین اندنون سدہارے
قاصد تو مفصل اوس سے کہنا
حالات جو کچھ کہ ہین ہمارے
اور میری طرف سے یہ زبانی
کہنا اوسے دیکے خط کہ پیارے
تھی تم سے ہمین یہی توقع
دشمن بھی تو ہم نہ تھے تمہارے
تمنے جو کیا کنارہ ہم سے
ہم پہونچے ہین گور کے کنارے
آتا ہے جو یاد تیرا جانا
چلتے ہین جگر پہ غم کے آرے
ہر شب تری زلف یاد کرکے
عاشق ترا کیون نہ جان مارے
اے آئنہ رو ہے مجھکو حیرت
یہ کسکے ہوے تمہین اشارے
جو بیکہے اوڑگئے لیکا یک
سیماب کیطرح ماہ پارے

رغبتی دو مرا خبر نکر دی
بر جبکسیم نظر نکر دی

ہے مانگ کا دہیان لیے چہایا
دو ٹکڑے جگر ہوا ہے میرا
فرق اسمین نہین ہے یکسر مو
ہر رات و بال جان ہے گویا
اوس سلک گہر کی یاد مین اب
آنکھون سے ہے منہ یہان برستا

تعویذ ونکا کرتے ہی تصوّر ؛ انگارا سا دل جگر یہ دہکا
مین غم سے گھٹون نہ کیون کہ ہر ماہ — رہتا ہے خیال اوس جبین کا
ابرو کی جو یاد جنبش آئی — چلتا ہے جگر پہ غم کا آرا ؛
مژگان کا جو ہے اِسے تصوّر — اب فوج الم نے دلکو گھیرا
پتلی ہے عجیب بانیٔ طلسم — دکھلاتی ہے آنکھ ہمکو کیا کیا
قاصد تو مری طرف سے کہنا — کس نے تجھے اسقدر سکھایا ؛

رفتی و مرا خبر نکردی
بربیکسیم نظر نکردی

اوس چشم کی یاد ہے مجھے اب — حیران نرگس صفت ہون ہر شب
سرخی و سفیدی و سیاہی — مجکو نہین چھوڑتی ہین یہ سب
پھرا ہے یہ کمپنی کا گویا ؛ — ہے قید فرنگ مجھہ پہ بیڈہب
قاتل یہ طلسم کی ہین پتلی — جینا مرا سب کو ہے عجائب
وہ کان تو عیش کے ہین ارکان — دھیان اونکا ہے کان غم کی یارب
بالا ہے وہ جیسے مہ پہ ہالا — موتیکی جھلک سے ہے مثل کوکب
ہون حلقۂ ماتمی مین بیٹھا — اوسکی مجھے یاد آئی ہے جب
ہر وقت مین باندہ کر تصوّر — کہتا ہون نہین اوس سے اوشکر لب
کیا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی — یکبار جو یان سے جانئے کب

رفتی و مرا خبر نکردی
بربیکسیم نظر نکردی

عارض ہین جو اوسکے وہ منور — جون لالہ ہین یا کہ ماہ انور ؛
ہر دم جو ہے مجکو یاد اوسکی — ہے داغ مرے دل و جگر پہ

یاد کبھی جو وہ اوسنے ایسی بینی — غمناک ہون اوسکی یاد کر کر
یاقوت سے اوسکے دونو لب ہین — یاقوت ہے عاشقون کا وہ پر
لپکا مجھے پڑگیا ہے اونکا — پہونچا لب گور اب مین مضطر
کر یاد مین ہونٹ چاٹتا ہون — اب دیکھیئے کب ہون وہ میسر
مین شکل کا اوسکی کر تصور — اور موند کے اپنے دیدۂ تر
کہتا ہون کہ واہ آفرین باد — کیا رسم وفا یہی تھی دلبر

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

دندانکی چمک وہ آید اری — ہے برق کو بس سے بیقراری
یاد اوسکی مین آہ برق سا ہون — نینان کیطرح ہے اشکباری
کیا کہیئے دہن کی اوسکے تنگی — تعریف مین جسکی ہو مین عاری
معلوم نہین کہ وہ کہان ہے — دیکھون تو ہو کچھ زبان سی جاری
پر پان سے کچھ پتا ملے ہے — گر کیجیئے غور سخن دخواری
جون غنچۂ گل مین ہووے پتی — یون منھ مین زبان ہے تمہاری
جب ملکے مسی وہ پان چابے — شبخون کی ہو جسطرح تیاری
مین ڈرتا ہون جو مرا ایک شب خون — ہے دلمین بسی وہ شکل پیاری
کوٹھا مرے دلکو ستیکے دشمن — کی تونے یہ خوب دوستداری

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

دیکھے جو زنخ کا اوسکی عالم — آسیب ہو سیب کو اوسیدم
جبدن سے ہے چاہ اوسکی دلمین — گرداب بلا مین پھنس گئے ہم

اور خال ہے اوسمین اک نمایاں
گویا مہ چاہ نخشبی ہے
داغ اوسکا ہے یہ نہین سویدا
گردن وہ صراحی دار اوسکی
عاشق کے ہے حق مین وہ توگویا
ملتی نہین دیکھنے کو وہ اب
یہ خواب مین مینے اوس سے کی عرض

کچھ ماہ سے بھی دو چند ہمدم
گا ہے نہین اوسکی روشنی کم
فرقت کا ہے دلمین اسقدر غم
دیکھے جیسے ہو مرا ایک خرم
جون آب حیات و آب زمزم
ہے جی مین یہی کہ کھائیے سم
بیجرم و گناہ ہو سکے برہم

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

سینہ نہین بحر حسن کا ہے
اور اوسپہ نشان حباب سی دو
یا کلیان کنول کی ہین کہ بھونرا
یاد اوسکی مین چشمہ نیلگی چشم
پیتا ہو نمین اوسکا دہیان کر کی
ہے دل پہ جو اوسکا کچہ تصور
غنچہ کیطرح سے بستگی ہے
اوس گات کی یاد مین ہمیشہ
اللہ ری تیری سخت چھاتی

وہ جانے جو اوسکا آشنا ہے
باہم جو ہر ایک خوشنما ہے
اون دونون پہ آلپیٹ رہا ہے
دریا کیطرح سے خون بہتا ہے
اور آنکھون مین دم حباب سا ہے
اک داغ سیاہ پڑگیا ہے
دل سخت بلا مین آپہنسا ہے
سینے سے پیا تھے کب جدا ہے
یہ تونے ستم نیا کیا ہے

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

مہ پارہ کا کچہ شکم نہ پوچھو
سیماب کا بحر ہے وہ یارو

اور ناف ہے اوسکی چاہ نخشب
یا داوسکی ہین دل ہے پارہ پارہ
غم سے نہین مشتبق وکم ہے فرصت
اور چاہ مین ناف کی ہون ڈوبا
کسطرح مین اس بھنور سے نکلون
ہے حسن کے باغ کی خیابان
خاشاک کو دیکھیئے تو گویا
ہین اوسکا اسیر مو بمو ہون

گرداب بلا ہے یا وہ مجکو
مین غم کی لپیٹ مین ہون ابتو
اسکا تو علاج کچھ بتاؤ
اب پھر خدا مجھے نکالو
تم راہ کوئی مجھے بتاؤ
گر غور سے زیر ناف دیکھو
ممکن نہین اوسمین نام کو مو
اور تو نے دغا سے پاکے قابو

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

ہے اوسکا جو وہ مکان مستور
سمجھے اوسے وہ شگاف گندم
خواہش مین ہوا ہے اوسکی میرا
رانین وہ بھری ہوئی ہین شفاف
یا داوسکی مین کیون نہ دل بھر آوے
ہین ساق بلورین اوسکی ایسی
سر تا بقدم ہے کیا سراپا
پاتا نہین مین نشان جو اوسکا
اوس شکل کا باندہ کر تصور

کیا اوسکی صفت ہو چشم بد دور
آدم ہوے جس سبب سے مقہور
اب سینہ شگاف اور دل چور
حیران ہو دیکھ کر جسے حور
اور کیون نہ بنے یہ چشم ناسور
ہو دیکھ کے شمع جسکو کافور
سانچے مین ڈہلا وہ بقعۂ نور
اپنا نہین اور کچھ تو مقدور
صنعت کی زبان پہ ہے یہ مذکور

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

بہت مدت کے بعد اک شہر آیا — ہوا اون غمزدون کا وان گذارا
ہر اک تہا حال کو وان اونکے تکتا — ولیکن خوف سے کچھ کہہ نہ سکتا
کسی نے حال پر گر رحم کہایا — وہ اونکے واسطے کہانیکو لایا
یہ بولے ہم نہین کہاتے ہین کہانا — کہ دیوانے ہین ہم عالم نے جانا
کہا اوسنے کہ ہے یہ کیا حقیقت — بنائی کسلیئے تمنے یہ صورت
تو ہوکر حسن کش نے مضطر حال — سنایا اوسکو بالکل غم کا احوال
کہا اوسنے یہ مشکل ماجرا ہے — اوسے تو شاہزادہ لیگیا ہے
بہت مدت سے تہا وہ عاشق زار — پر اوسپر تہا نہ قابو اسکا زنہار
تو اب وہ پاکے قابو لیگیا ہے — ولیکن حال اوسکا یون سنا ہے
کہ شہزادہ ہی اوسپر عاشق زار — ولے شہزادی شکل اوسکی ہی بیزار
وہ روتی ہے نہ کہاتی ہے نہ پیتی — خدا جانے کہ ہے کسطرح جیتی
یہ سنکر خوش ہوا وہ شاہزادہ — کہا اب جنگ کا کیجے ارادہ
سبہون کو ہوش پہر بخشا خدا نے — ہر اک کی عقل بہی آئی ٹہکانے
کیا پہر حسن کش نے دہیان دلیر — گئے تہے چہوڑ ہم کسجا یہ لشکر
کیا تحقیق پہر پاین تباہی — کدہر افواج ہے وہ پادشاہی
طلب مین خط کیا اوسکی روانہ — کہ آوے کوچ کر روز و شبانہ
مقام اوس شہر مین اپنا کیا پر — نکہولا راز وان اپنا کسی پر
کئی دن بعد آئی کرکے یلغار — وہ فوج قاہرہ خونریز جرار
جو پایا فوج نے وہ شاہ عالی — زبان سے حمد پہر سب نے نکالی
جو تہے سالار لشکر سب نے آکر — کہا کیا حکم ہے اے بندہ پرور
جو کچہ احوال تہا سب کہہ سنایا — کمیت عزم اوسجانب بڑہایا

تو وہ بھی ہیبت آگہہ ہوا تھا — کہ آیا شاہ سلطان النسا کا
لکھا پھر اسنے ہو جلدی خبردار — کہ آ پہونچا ہے اب شاہ جہاندار
لکھا اوسنے کہ میرے یہ کہان بخت — کہ آئے گہر مرے شاہ جوان بخت
ہوئی تقصیر ہے جو مجھسے ناگاہ — نہین آگاہ تہا مین اس سے واللہ
مری ہے عرض تجھسے ای خطابخش — خطا یہ پھر سلطان النسا بخش
بجا لاؤن جو کچھ ہو مجھسے ارشاد — ولے کیجے نہ میرا ملک برباد
بہت بھیجا جواہر پیشکش کو — بلا کر اسنے پوچھا حسن کش کو
کہ کہئیے اس سے کیا ہے ارادہ — بہت ہے ملتجی یہ شاہزادہ
کہا اوسنے نہین یہ ذات شاہی — کہ چاہین آپ اب اوسکی تباہی
شہنشاہون کا ہوتا ہے یہ معمول — کہ کرتے ہین ہر اک کا عذر مقبول
کہا پھر حسن کش سے اوسنے اچھا — اب اوسکی جا کے تم کر دو دلاسا
لے آؤ ساتھ اپنے تم سواری — نہایت مجکو ہے اب بیقراری
سواری آئی سلطان النسا کی — عجب آئی نظر قدرت خدا کی
چنور کرتے چلا وہ شاہزادہ — جلو مین اوسکی آیا پا پیادہ
یہ کی تب عرض سلطان النسا سے — مجھے معذور رکھیئے اب خطا سے
کہا اوسنے کہ تونے کی ہی خدمت — دلا دیتی ہون تجکو ملک و خلعت
جوان بخت اوسکی تکتا تہا کہڑا راہ — سواری اسمین آپہونچی جو ناگاہ
گئی خیمہ کے اندر وہ سواری — تو اسنے ہاتھ سے اپنے اوتاری
گلے اوسکو لگا کر خوب رویا — کہ ہر اک چشم سے چشمہ بہایا
غرض آکے وہ جب مسند پہ بیٹھی — ہوئی پھر گفتگو باہم خوشی کی
بیان کی باہم اپنی اپنی خواری — کہی پھر اپنی اپنی بیقراری

کہا ہے فضل مجھپر یہ خدا کا ۔ کہ دیکھا منہ جو سلطان لبنا کا
کیا یہ شکر سلطان البنا نے ۔ ملایا تجھسے مجکو اوس خدا نے
جو دونون چپ ہوئے کہکر کہانی ۔ منگائی پھر شراب ارغوانی
پیالی پھر کے شہزادے نے فی الفور ۔ شروع عیش پھر اوسنے کیا دور
ہوئے جسوقت وہ مسرور و مدہوش ۔ گلے مل مل ہوے باہم ہم آغوش
ہوئی حاصل وہ نہین اوسدم وہ عشرت ۔ کہ بالکل اوڑ گئی سب دل کی کلفت
سحر کو کوچ کی ٹھہری تیاری ۔ منگائی اپنی ہر اک نے سواری
وہ آیا شاہزادہ پھر رخصت ۔ دیا شاہ جہان نے اوسکو خلعت
کیا نذر اوسنے پھر مبلغ زر و سیم ۔ ہوا رخصت وہ شہ کو کرکے تسلیم
چلی اسطرح اوس شہ کی سواری ۔ روان ہو جسطرح ابر بہاری
بجز عشرت کے تہا اونکو نہ کچہ کام ۔ چلے جاتے تہے وہ با عیش و آرام
وزیر حسن کش تہا ایک ہشیار ۔ عجب مضمون سوچا اوسکو یکبار
کہا منشی سے عرضی کیجے فی الحال ۔ سب اوسمین کیجیے مرقوم احوال
بلا کر ایک ہرکارہ کو ناگاہ ۔ روانہ کر دیا سوئے شہنشاہ
جب آئی ہاتہہ ہرکارہ کے عرضی ۔ نہ تہی عرضی مگر پائی تہی ہنڈی
خوشی کی تہی لکہی اوسمین ہرکت آیات ۔ چلا جاتا تہا ہرکارہ دن اور رات
وہ پہونچا جبکہ بعد از چند مدت ۔ اوٹہا کر رنج اور سطے کر مسافت
وہ عرضی جبکہ گذرانی تو اوسدم ۔ ہوا خرم نہایت شاہ اعظم
کہا اوسنے زبانی اور پیغام ۔ ہوا حد سے زیادہ اوسکو انعام
ہوا آمد سے بیٹی کی زبس شاد ۔ وزیرون سے کیا یکبار کے ارشاد
کہ سنکے یہ خبر خوش ہے بہت دل ۔ ہوئی ہے جان تازہ مجکو حاصل

داخل ہونا شاہزادہ کا اپنے ملک مین بمع سلطان النسا اور بہرام شاہ باپ اپنے سے ملنا اور خوشی کرنا

پلا ساقی شراب ارغوانی | کہ شادی سے ہوا کو شادمانی

کرو سامان اب جلدی چھٹی کا | ہوا ہے از سر نو اسپہ پیدا

وزیرون نے کیا اسباب تیار | خبر شہ کو ہوئی ازروی اخبار

کہ آپہونچا دلہن لیکے جوان بخت | کہا اسنے کہ ہان تیار ہو تخت

چلا لینے کو جیدم شاہ بہرام | ہر اک کو ہو گئی پھر یہ خبر عام

ہوئی آمد جو شہزادی کی معلوم | جہانمین ہو گئی چارو طرف دہوم

جو تھے اس شاہ کے نوکر اہالی | سواری راہ مین اون سب نے جالی

یہانتک تو ہوا اقبال اوسکا | کیا والد نے استقبال اوسکا

ملا جاکر جبا دس سے شاہ بہرام | کیا یارون کو اوسکے خوش بانعام

نثار اوسپر کیئے پہر گوہر و زر | غنی سب ہو گئے مفلوک یکسر

چلی پہر شہر کیجانب سواری | جھلا جھل ہاتھیون پر تھی عماری

مغرق پالکی صد ہا برابر | لگی تھی موتیو نکی سب مین جھالر

چلی جاتی تہین خالی پہر شوکت | کہ ہو خورشید کو جس سے ندامت

ہزارون اسپ تھے باساز و یراق | سواری کے تھے شہزادی کی مشتاق

چلے جاتے تھے کوتل سب صبا سے | سدا رہتے تھے جو آگے ہوا سے

نکلتا تھا نقیبون کے یہ لب سے | چلو صاحب لقا و سبھی ادب سے

کیا تھا جو بداروں نے عجب کام | کہ مجرا سبکا کرتے عرض لے نام

وہ کرتے اہتمام شاہ اکثر | عصائے نقرئی ہاتھون مین لیکر

عجب اک عجب سے بجتی تہی نوبت | کہ پہونچی شور کی گردون پہ نوبت

عجب آواز قرنا تھی طرب زا — خبر عشرت کی دیتا تھا وہ گویا

وہ روشن چوکیاں بجتی تھیں اوس آن — کہ روشن جسکے سننے سے ہو کان

قرینہ سے وہ یون جاتی تھی پلٹن — روش پر جسطرح مرغان گلشن

چلی آتی تھی فیلون کی وہ یون ہر — اوٹھے کالی گھٹا جسطرح گھنگھور

عماری اونپہ یون ہر اک جھلکتی — کہ گویا ابر مین بجلی چمکتی

سوار ایکے ہزارون ہی پرے تھے — وہ سب فولاد مین گویا چڑھے تھے

تھے اونکے خود فولادی سر و تن — جھلم گردن مین تھی سبکی سراسر

ہر اک کے دستانے ہاتھ مین تھے — سبھی چار آئینے چھاتی پہ باندھے

زرہ پہنے ہوے تھے سب دلاور — پڑی گھوڑون کے اوپر سب کے پاکھر

عراقی اسپ ہر اک اور تازی — ہوا سے جو دین چلنے مین بازی

غرض اس ٹھاٹھ سے آئی سواری — اور اوسکی ماکو تھی یان انتظاری

ہوا بستی مین وہ اسطرح داخل — ہو جیسے جان تن بیجان مین داخل

گیا خدمت مین ماکی جب جوانبخت — بغل مین اوسنے اوسکو لیا سخت

بہت سی دیر تک چھاتی لگایا — وہ روئی آپ اور اوسکو رلایا

ہوئی خوش دیکھ سلطان لیشا کو — اور اس اپنے دلربا کی دلربا کو

اوسے بھی اپنی چھاتی سے لگایا — منہ اوسکا چوم پاس اپنے بٹھایا

پھر اوسکو دی رسوم رونمائی — کہ دولت اوسنے خاطر خواہ پائی

پھر اوسنے شاہ کو اپنے بلایا — کہا بیٹا دلہن تو بیاہ لایا

ولیکن ہمنے کچھ شادی نہ دیکھی — رہی حسرت ہمارے جی مین جی کی

پھر اب لازم ہے تمکو اے شہنشاہ — کہ اپنے روبرو اسکا کرو بیاہ

جو دیکھون اسکی شادی کا مین سامان — تو نکلین دلسے میرے سارے ارمان

کہا اوسنے یہی ہے مجکو منظور | تو کہہ اسبات سے خاطر کو مسرور

بلا دستور کو اوسنے اوسی آن | کہا جلدی کرو شادی کا سامان

کہ سلطان النسا کو یان لیجا | تری دختر اور فرزند میرا

کرو دونونکی پہر آپسمین شادی | وہین تاریخ بہی اوسکی بتادی

اوٹھا یہ سنتے ہی والسی با آداب | منگایا آکے گہر شادیکا اسباب

یہان تو تہا فقط بس حکم درکار | ہوا اسباب شادی جبکہ تیار

تو وان ہی بہجایا سلطان النسا کو | بنایا باپ کا گہر اوسکی خوش ہو

کیا یان شاہ نے شادیکا سامان | نکالیں حسرتیں اور دل کے ارمان

بیان شادی شاہزادہ جوان بخت کا ساتھہ سلطان النسا کے بموجب حکم بہرام شاہ اور بخوشی باہم رہنا اونکا ٭

پلا ساقی مجہے اک آخری جام | کہ ہے اب عیش و عشرت سے مجہکو کام

کیا ارشاد شہ نے یہ فی الحال | کہ حاضر ہون طوائف اور قوال

سب ارباب نشاط آئے جہان کے | ہوئے وہ مجرئی شاہ زمان کے

تو حضرت نے نہایت شاد ہو کر | کیا جب جشن شاہانہ مقرر

بلایا پہر وہان خرد و کلان کو | تماشے کے لیئے پیر و جوان کو

لکہون تعداد کیا مین مہمانکی | کہ دعوت عام تہی ہندوستانکی

رہا چالیس دن تک جشن جمشید | ہوئی دعوت برآئی سب کی امید

دکہا کر نیک ساعت پہر سر شام | چلا پہر بیاہنے کو شاہ بہرام

جب آیا باندہ کر سہرا جوان بخت | منگایا اوسکی خاطر شاہ نے تخت

چلی اس دہوم سے اوسکی سواری | کہ لکہنے مین قلم ہے جسکی عاری

غرض آیا تھا جیسے شاہزادہ — تو اوس سے دہوم تھی اوسمین زیادہ
بندھے تھے ترپولیئے وان جابجا سے — عجائب خوشنما وہ روشنی کے
کھڑے تھے جہاڑ چرخی کہ اک جا — تھے گرتے اوسمین کھنچ کے تماشا
بنایا تھا کہیں سرو چراغان — دل عاشق کی صورت تھا نمایان
وہ اس خوبی سے آرائش بنی تھی — نہ دیکھی تھی کسی نے ایسی سجی تھی
وہ ٹٹی تھیں جو گوناگون نمایان — مگر باغ ارم کی تھیں خیابان
انار اسطرح چھوٹے اور غبارے — دل عاشق سے لگائیں جو ہین شرارے
جو ہوائی چھٹنے نے شور اپنا مچایا — تو اوسدم رعد نے بھی خوف کھایا
لکھوں کیا اونکا میں طول گرانی — ہر اک تھا برج برج آسمانی
ہوئین روشن وہان لاکھون جو مہتاب — نہ لا سکتا تھا اوسدم اونکی مہتاب
انار اور قلعہ سب چھوٹے جو سارے — ہزارون گنج سے نکلے ستارے
ستارون کی جو وان کثرت ہوئی تھی — زمین بھی آسمان سی بن گئی تھی
برات اس دہوم سے اوسکی چڑہی جب — ہوا خوش شاہزادہ اوسگہڑی سب
دلہن کے گہر غرض پہنچی سواری — کہ تھی لوگونکو وان سے انتظاری
یہ سب اوترے مکانمین جا کے بیٹھے — لگین کرنے طوائف آکے مجرے
کیا تھا اوان خوشی نے کچہ عجب ڈہنگ — جدہر دیکھا ادہر ہی راگ اور رنگ
ہوا تھا عقد جسدم اوس پری سے — قمر باہم ہوا تھا مشتری سے
ہوئی خلقت کو جب یہ رسم معلوم — مبارکباد کی پڑی چار و طرف دہوم
دلہن کے گہر رہے سب تا بہ نوروز — عجائب جشن تھا وان یا تھا نوروز
ہوئی رخصت کی پہر وان سے تیاری — طلب کی شاہ نے اوسدم سواری
وزیر آکر ہوا حاضر اوسی دم — کہا پہرے کے بعد اے شاہ اعظم

کہو ہون مین آپکا ادنے سا دستور
مین کیا ہون اور ہیرا کیا ہے مقدور

جو کچھ ہے پاس میرے ملک و دولت
سو وہ بالکل ہے حضرت کی بدولت

ولیکن رسم دنیا ہے یہ مشہور
خسر کا جسقدر ہوتا ہے مقدور

سو وہ داماد کو دیتا ہے اکثر
تو مینے بھی کیا ہے کچھ میسر

جسے ہو حکم وہ جا کر اوٹھالے
کرون یہ فرد مین اوسکے حوالے

اگرچہ آپ کے شایان یہ کب ہے
ولیکن اپنی عزت کا سبب ہے

یہ سنکر شاہ نے بھی ہوکے خوشحال
کیا معروضہ دستور اقبال

تو حضرت نے یہ فرمایا اسیکو
کہ اسباب جہیز اب جملہ لے لو

چلے پھر وہ دولھن کو وہانسے لیکر
نثار اوسپر چلے کرتے ہوئے زر

بہت خوشدل چلی جاتی تھے حضرت
سواری کی وہ تھی شان و شوکت

ہوا داخل مکان مین جب جوان بخت
گئے ڈیوڑہی پہ دونون پالکی تخت

خوشی تھی بسکہ شہزادی کی ماکو
اوتارا اوسنے سلطان النساء کو

نثار اوسنے کئے اوسپر سے گوہر
اور اوسکی رونمائی دی مکرر

اور اوسنے کر دیا خوشحال ہوکر
جدا اک محل رہنے کو مقرر

لگے یہ رہنے خوشی ہر روز و ہر شب
پدر فرزند داماد اور بہو سب

بظاہر گرچہ تو تھی یہ کہانی
ولیکن اسمین ہے راز نہانی

نہین لکھنے سے گو کچھ فائدہ ہی
ولے کچھ اور اِس سے مدعا ہے

جو کچھ ہے مدعا میرا عزیزو
یہ قصہ اوسکی تم تمثیل سمجھو

کہ شہزادی کا تھا وہ عشق کامل
عبث جاتا رہا تھا ہاتھ سے دل

تو وہ جا کر بنا درویش مکار
حقیقت مین نہ تھا درویش زنہار

ولے تقلید کی کامل کی اوسنے
بلا شک کی کمی سب دل کی اوسنے

تو حاصل کر لیا وہ کام اوسنے | تملق کہو یا کیا آرام اوسنے
اسی صورت سے تو ہو اوسکا جو یان | اگر کچھ بھی ہے تجھ مین عقل یا دان
طلب مین اوسکی گر تو جان کھپا دے | یہ کیا معنی کہ پھر اوسکو نپاوے
فقیر اس وقت کے ہین جو صنعت | بڑے مکار ہین وہ فی الحقیقت
نہین مکار ہین وہ بلکہ نادان | کہ مکاری کو ہے درکار سامان
یہ اول آپ بے پروا جو ہوتے | گرہ سے اپنی کچھ پونجی تو کھوتے
کرے پھر فکر سے ایسی کوئی بات | کرین چھوٹے بڑے اوس سے رجوعات
وگر ہو حق کے جانب یہ سراسر | قدمبوس اسکے ہون سب اہل ابصر
جو اوسکی راہ مین ایذا اوٹھاوے | تو شہزادی سی بستر مین پاوے
وگر باور نہین یہ قول میرا | لکھا قرآن مین ہے عسر یسیرا

یہ ہے تاریخ ہاتف کی زبانی
فوادر شعر ہین نادر کہانی
سنہ ۱۲۳۷ ہجری

خاتمۃ الطبع

بعد حمد صانع کردگار و نعت رسول مختار کے سخنوران روزگار کو واضح ہو کہ اندنون ایک کلیات کلام شاعر کامل فن علی بند شاہد سخن حضرت شیخ کریم الدین مرحوم و مغفور مرادآبادی صنعت تخلص کا جو مسمی بہ کلیات صنعت ہی مطبع نامی سرچشمہ ابہت جناب منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ مین بموجب ایمای بعض شائقین سخن و زبان آوران ماہر فن بماہ اکتوبر سنہ ۱۸۷۶ع مطابق ماہ شوال سنہ ۱۲۹۳ ہجری مقام لکھنؤ مین چھپکر طیار ہوا اس کلیات مین ہر قسم کا

مصنف کا قسم رباعیات و مخمسات و غزلیات و مثنوی وغیرہ سے ہے یہ مصنف بڑے صاحب کمال تھے خصوص فن سیاق مین انکا نظیر نہ تھا شہر مرادآباد وغیرہ کے اکثر لوگ انکے فیض علم سے بہرہ یاب رہے علاوہ دیوان و غزل و تضمین و مثنوی وغیرہ کے ایک رسالہ انکا سیاق مین نہایت مفید لائق درس مدارس ہی اور یہ شخص نہایت ثقہ باوضع گذرا تمام باشندگان مرادآباد نے انکی تعظیم و تکریم بزرگانہ کی نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے جلیس تھے اور یہ بات عجائبات سے ہے کہ قبل وفات کے دو ایک روز پہلے جناب کمالات انتساب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سے اپنی وفات کی تاریخ کی فرمایش کی چنانچہ تسلیم صاحب نے دو قطعہ فی البدیہہ کہکر پیش کیے پھر دو روز کے بعد انتقال فرمایا یہ ایک تصرف باطنی حضرت مصنف کا تصور کیا جاوے چنانچہ وہ دو قطعہ یہ ہین —

قطعہ تاریخ وفات حضرت مصنف طبعزاد شاعر ذکی و فہیم منشی انوار حسین صاحب تسلیم

طرف خلد بہ یں کے جبکہ صنعت	سفر دار فنا سے کر گیا ہاے
صدا اٹھی سال ماتم مین فلک سے	کریم الدین صنعت مر گیا ہاے
	سنہ ۱۲۶۳ ہجری

تاریخ دیگر طبعزاد ایضاً

موئے جس دم کریم الدین صنعت	کوئی کرتا تھا ہے ہے اور کوئی وا ے
وہین تسلیم نے رو رو کہا ہے	کہا — اوستاد خمسہ کا موا ہاے
	سنہ ۱۲۶۳ ہجری